عمران سیریز

رنگین موت



چند باتیں

محترم قارئین! میری ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ ایسی کہانیاں پیش کروں جو اپنے پلاٹ، کردار اور انداز کے لحاظ سے پہلے سے منفرد اور انوکھی ہوں۔ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا جا رہا ہے۔ مجرم بھی اپنے انداز اور طریقوں میں جدت اپناتے جا رہے ہیں۔ اب ایسی مجرم تنظیمیں وجود میں آ چکی ہیں جو پوری دنیا کو اپنی شکار گاہ سمجھتی ہیں۔ ان کے کام کرنے کے انداز ایسے انوکھے ہیں کہ پولیس انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروسز اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جاتی ہیں اور مجرم اپنا مشن مکمل کر کے چلے بھی جاتے ہیں۔ موجودہ کہانی بھی ایک ایسی ہی بین الاقوامی مجرموں کی کہانی ہے۔ جن کے کام کرنے کا انداز یکسر منفرد اور یکتا ہے۔ عمران اور سیکرٹ سروس ان کے مقابلے میں بظاہر طفل مکتب دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے ملک خوف ناک ترین بحران سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ سوائے اِدھر اُدھر ہاتھ پیر مارنے کے کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن ہر فرعونے را موسیٰ کی طرح ان خوف ناک مجرموں کے راستے کاٹنے والے بھی موجود ہیں۔ اور جب عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی حرکت میں آ جائے تو خوف ناک بین الاقوامی مجرم تنظیمیں بھیڑوں کے گلے میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہیں۔ بہرحال عمران کی بے مثال ذہانت اور مجرموں کی عیاری کے درمیان دل کھول کر

مقابلہ ہوا۔ ایسا مقابلہ کہ عمران کی کھوپڑی لٹو کی طرح گھومتی رہ گئی۔ مگر مجرموں کے خوف ناک حربے سرکس کے شعبدوں کی طرح صرف شعبدے ہی رہ گئے۔ بے اثر اور بے نتیجہ۔

یہ کہانی جاسوسی ادب میں ایک منفرد اور علیحدہ ڈگر کی کہانی ہے۔ اور یقین جانیئے اس کہانی میں آپ کو ہر وہ چیز مل جائے گی جس کی ہمیشہ آپ کو خواہش رہی ہے۔ اس میں مزاح کی نیرنگیاں ہیں۔ ایسا مزاح جو آپ کی حس لطیف کو یقیناً گدگدا دے گا۔ جب عمران یونیورسٹی میں داخلہ لے لے تو ظاہر ہے اس یونیورسٹی کا ماحول تو قہقہوں میں بدل ہی جاتا ہے۔

لیکن اس کہانی میں مزاح کے ساتھ ساتھ ایسا خوف ناک اور تیز ترین ایکشن بھی ہے کہ انسان کے اعصاب چیخ جاتے ہیں۔ اور پھر جگہ جگہ بکھری ہوئی سفاک موت کی جھلکیوں نے اس کہانی کو ایسی یادگار اور لاثانی بنا دیا ہے کہ بار بار پڑھنے کے باوجود ایک بار پھر پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

یہ ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم کی کہانی ہے جس کا انداز نرالا اور منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ اس قدر خوف ناک ہے کہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے دل بھی خوف سے لرز لرز جاتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ منفرد انداز میں لکھی گئی یہ کہانی جاسوسی ادب کی یادگار کہانیوں میں سرِ فہرست رہے گی۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

عمران آجکل بالکل فارغ تھا۔ کافی عرصے سے کوئی کیس سامنے نہ آیا تھا۔ اس لئے ہوٹلوں میں آوارہ گردی سے لیکر جادوگری کی دوکان کھولنے تک عمران نے ہر قسم کا شغل اپنا کر دیکھ لیا تھا۔ مگر جلد ہی وہ ہر شغل سے اکتا گیا تھا۔ مجرموں نے تو جیسے ملک میں داخل نہ ہونے کی قسم کھا رکھی تھی۔

عمران بعض اوقات جھنجھلا کر یہ سوچنے لگ جاتا کہ کیوں نہ وہ خود ہی مجرم بن جائے اور اپنے ہی ملک میں تباہی پھیلا دے اور پھر دیکھے کہ اس کی سیکرٹ سروس اسے کیسے ڈھونڈتی ہے۔ مگر بعد میں یہ سوچ کر رہ جاتا کہ اس طرح جو نقصان ہوگا وہ اپنے ہی ملک کا ہوگا اور وہ اپنے ملک کا رتی برابر نقصان بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے بس ہونٹ کاٹ کر رہ جاتا۔

ایک دن وہ یونہی آوارہ گردی کے موڈ میں کار میں سوار یونیورسٹی کی طرف نکل گیا۔ اور پھر جدید ترین لباس میں نوجوانوں کو چہکتے اور رنگین آنچلوں میں لڑکھڑاتے اور مسکراتے شباب کو دیکھ کر اس کے ذہن پر سوار بوریت کی گرد یکدم جھڑ گئی۔ اور اس نے اچانک فیصلہ کر لیا کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے گا۔ بس یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے کار تیزی سے وائس چانسلر کے دفتر کی طرف موڑ دی۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ جیسے ہی نیچے اترا۔ ایک کھنڈرا

سا نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"ہیلو انکل ——— آپ یہاں کیسے" ——— نوجوان نے قریب آکر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

"اوہو ——— گرینڈ فادر آپ ——— کمال ہے ——— معجون شباب آور نے تو آپ کو بالکل جوان بنا دیا ہے" ——— عمران نے حیرت سے دیدے پھاڑتے ہوئے کہا

اور اس کے جواب پر ارد گرد سے بیشمار قہقہے پھوٹ پڑے۔ اور بہت سی نوجوان لڑکیاں اور لڑکے ہنستے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔

"بھئی بہت خوب ——— اس کو کہتے ہیں نہلے پہ دہلا" ——— ایک لڑکی نے شوخ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ لڑکا جس نے عمران کا مذاق اڑانا چاہا تھا جھینپ کر خاموش ہو گیا تھا۔

"آپ کو تو ایسے مذکر قسم کے محاورے نہیں بولنے چاہئیں ——— آپ کہتیں اسے کہتے ہیں ڈکی پہ تکی" ——— عمران نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا

اور ایک بار پھر فضا قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"بھئی پہلے تعارف ہو جانا چاہیئے ——— ہاں تو دوست ——— پہلے اپنا تعارف کرائیں" ——— ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا تعارف ——— تو سنئے حضرات ——— دل تھام کر بلکہ دل کو پکڑ کر اور پکڑیں بھی انتہائی مضبوطی سے ——— بلکہ بہتر ہے کسی مضبوط رسی سے باندھ لیں" عمران کی زبان چل پڑی۔

"کون سی رسی سے ——— ناکون کی یا دھاگے کی" ——— ایک لڑکی نے

ہنستے ہوئے کہا۔

"اب تو مجبوری ہے کہ ناکون کی رسی ہی استعمال کرنی پڑے گی کیونکہ آپ نے زلفیں کٹوا لی ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے دل کو زلف کی بجائے رسی سے باندھنا سب سے بڑی بد ذوقی ہے ——— مگر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر آپ کو کتنی آمدنی ہو جاتی ہے زلفیں کٹوانے سے" ——— عمران نے پوچھا۔

"آمدنی ——— کیسی آمدنی" ——— سب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بھئی ——— بھیڑوں کی اون بڑی قیمت رکھتی ہے۔ اس لئے ہر سال اون کاٹ لی جاتی ہے ——— اب ظاہر ہے یہ محترمات بھی زلفیں کٹواتی ہیں تو کچھ نہ کچھ آمدنی ہوتی ہی ہو گی" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم تو کبھی کبھار ہی بال کٹواتی ہیں ——— مگر آپ تو روزانہ شیو کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے تو آپ کی آمدنی زیادہ ہونی چاہیئے" ——— ایک شوخ سی لڑکی نے جواب دیا۔

"ارے ۔ ارے ۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا ——— خدا کے لئے کسی کو بتانا نہیں کہ یہ کار میں نے داڑھی کے بال فروخت کر کے ہی حاصل کی ہے" عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر فضا قہقہوں سے گونج اٹھی

"بھئی وہ تعارف درمیان میں ہی رہ گیا" ——— ایک لڑکے نے یاد دہانی کرائی

"درمیان میں رہ گیا ——— چلو اچھا ہے ——— درمیانی راہ سب سے اچھی ہوتی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں جناب ——— پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں" ——— سب نے بیک زبان

ہو کر کہا۔

"بھئی بڑا مختصر سا تعارف ہے ——— مجھ حقیر فقیر پُر تقصیر کو پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں ——— اور میں آپ کی یونیورسٹی میں داخلہ لینے آیا ہوں" ——— عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ——— سب حیران ہو کر بڑبڑائے۔

"ہاں ——— بدقسمتی سے میرے والد صاحب ریاست ڈھمپ کے کنگ ہیں اور میں ان کا اکلوتا لڑکا ——— اس لئے مجبوری ہے اور ہماری ریاست میں سب لوگ طویل عمریں رکھتے ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ شاید بوڑھے ہونے تک مجھے پرنس ہی رہنا پڑے گا ——— کنگ آف ڈھمپ بننے کا فی الحال کوئی امکان نہیں" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تو کیا واقعی ڈھمپ کوئی ریاست ہے" ——— ایک لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے ——— لوگ ریاست حسین۔ ریاست علی جیسے نام رکھ لیتے ہیں اور کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ——— اور ہماری جیتی جاگتی ریاست پر آپ کو یقین ہی نہیں آ رہا" ——— عمران نے چہرے پر مصنوعی خفگی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کونسی کلاس میں داخلہ لیں گے" ——— ایک لڑکے نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"بھئی جس کلاس میں شوخ لڑکیاں زیادہ ہوں گی" ——— عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو آپ کو فلسفے کی کلاس میں داخلہ لینا پڑے گا" ——— ایک لڑکے نے کہا اور ہر طرف بے اختیار قہقہوں کی پھلجھڑیاں چھوٹ پڑیں۔

"خدا کی پناہ ——— فلسفہ ——— ارے توبہ میری توبہ ——— کنگ آف ڈھمپ کی توبہ ——— گرینڈ کنگ آف ڈھمپ کی توبہ ——— کیوں آپ مجھے شہزادگی کی پوسٹ سے ہٹوانا چاہتے ہیں ——— میرے والد کو فلسفہ سے بڑی چڑ ہے" ——— عمران نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ——— فیصلہ ہو گیا ——— آپ انگلش میں داخلہ لے لیں ——— کم سے کم ڈھمپ میں انگریزی بول کر رعب تو ڈال ہی سکیں گے" ——— ایک لڑکی نے تجویز پیش کی۔

"انگلش ——— ہاں یہ ٹھیک ہے۔ واقعی بہت اچھی تجویز ہے ——— مگر ——— ایک بات ہے ——— مجھے انگریزی نہیں آتی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اردو میں انگریزی پڑھ سکوں" ——— عمران نے کہا اور پھر اپنے پیچھے قہقہوں کی گونج چھوڑتا ہوا وہ وائس چانسلر کے دفتر کی طرف تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔

اسے انتہائی تیز رفتاری سے بڑھتا دیکھ کر دروازے کے باہر بیٹھا ہوا چپڑاسی چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا بات ہے ——— کس سے ملنا ہے" ——— چپڑاسی نے عمران کے پہنچنے سے پہلے ہی قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"میں تو آپ سے ملنے آیا تھا ——— السلام علیکم" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور پھر چپڑاسی کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی مصافحہ

کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ارے۔ ارے۔ وعلیکم السلام ——— مگر تم" ——— چپڑاسی اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا۔

"ارے چچا ——— مجھے نہیں پہچانا ——— میں کلوا قصائی کا لونڈا شبراتی ہوں ——— شبراتی" ——— عمران نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا

"کلوا قصائی ——— شبراتی" ——— چپڑاسی شاید ذہن پر زور دینے میں مصروف ہو گیا تھا اور عمران کو اسی موقعے کی تلاش تھی ——— اس نے دفتر کا پردہ اٹھایا اور شڑاپ سے اندر داخل ہو گیا تھا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بہت بڑی میز کے پیچھے یونیورسٹی کے وائس چانسلر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ شاید کچھ لکھنے میں مصروف تھے کہ عمران کی آواز سن کر انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔

"السلام علیکم یا وائس چانسلر صاحب" ——— عمران تقریباً بھاگتا ہوا میز کے قریب آیا اور پھر یوں ٹھٹھک کر رک گیا جیسے چابی والے کھلونے کی چابی یکدم ختم ہو گئی ہو۔

"ارے۔ ارے۔ باہر نکلو ——— میں کسی کلوے قصائی کو نہیں جانتا"۔

اچانک چپڑاسی چیختا ہوا اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے ——— کیوں شور مچا رہے ہو" ——— وائس چانسلر نے کرخت لہجے میں چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جج ——— جناب ——— یہ کہتا ہے کہ میں کلوے قصائی کا لونڈا ہوں شبراتی ——— تم سے ملنے آیا ہوں۔ جبکہ میں کسی کلوے قصائی کو نہیں جانتا"۔ چپڑاسی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو کلوے قصائی کو نہیں جانتے تو خیرو کنجڑے کو تو جانتے ہی ہو گے۔ وہی جس سے تم سبزی ادھار لیا کرتے ہو" ——— عمران نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں" ——— وائس چانسلر صاحب اس بار عمران سے مخاطب ہو کر بولے۔ ان کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"آپ اسے باہر بھیجیں تو میں اپنا تعارف کراؤں ——— یہ تو عزرائیل کی طرح سر پہ چڑھا جا رہا ہے" ——— عمران نے بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

وائس چانسلر صاحب ایک لمحے کے لئے تذبذب کے عالم میں عمران کو دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے چپڑاسی کو ہاتھ سے باہر جانے کا اشارہ کیا اور بوڑھا چپڑاسی بڑبڑاتا ہوا دفتر سے باہر نکل گیا۔

"فرمایئے" ——— وائس چانسلر صاحب نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فرماتا ہوں جناب ——— جلدی کیا ہے ——— پہلے یہ بتایئے کہ ایئر چانسلر صاحب کہاں ہیں" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ایئر چانسلر ——— کیا مطلب ہے ——— میں سمجھا نہیں" ——— وائس چانسلر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تو ان کی وائس یعنی آواز ہیں ——— آپ تو صرف بول سکتے ہیں، سن نہیں سکتے ——— اس لئے میں ایئر چانسلر یعنی چانسلر صاحب کے کانوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں تاکہ انہیں اپنی بات سنا سکوں" ——— عمران نے بڑے سادہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یو گٹ آؤٹ ۔۔۔ نان سنس" ۔۔۔ وائس چانسلر صاحب اچانک غصے سے پھٹ پڑے۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی یوں دفتر میں آکر ان کا مذاق اڑائے گا۔

"ارے ۔۔۔ آپ بالکل ٹھیک سمجھے ہیں ۔۔۔ میں اسی کلاس میں داخلہ لینا چاہتا ہوں ۔۔۔ یعنی کہ اسی زبان کی کلاس میں جو آپ نے ابھی ابھی بولی ہے" ۔۔۔ عمران نے خوش ہو کر باقاعدہ تالی بجاتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے ۔۔۔ کیا تم پاگل ہو" ۔۔۔ وائس چانسلر کے لہجے میں شدید جھنجلاہٹ تھی۔

"مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں جناب ۔۔۔ اور میں یونیورسٹی میں داخلہ لینے آیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ۔۔۔ وائس چانسلر نے چونک کر کہا۔ وہ چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتے رہے۔

"آپ یقین کریں ۔۔۔ میں مذاق نہیں کر رہا ۔۔۔ بس طبیعت ذرا مزاحیہ پائی ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

وائس چانسلر صاحب خاموش رہے ۔۔۔ وہ کچھ سوچ رہے تھے۔

پھر انہوں نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا۔

"سر سلطان ۔۔۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سے بات کراؤ" ۔۔۔ انہوں نے پی اے کو ہدایت کی اور رسیور رکھ دیا۔

"ارے ۔ ارے ۔ باپ رے ۔۔۔ یہ آپ نے کیا کر دیا ۔۔۔ میں چلا جاتا ہوں جناب ۔۔۔ خدا کے لئے ۔۔۔ کیوں میری کم بختی بلوا رہے ہیں" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو ۔۔۔ بیٹھو ۔۔۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم سے یوں اچانک ملاقات ہو گئی" ۔۔۔ وائس چانسلر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران دھم سے واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ہلکی آواز سے بجی اور وائس چانسلر صاحب نے رسیور اٹھا لیا۔

"سر سلطان سے بات کیجئے جناب" ۔۔۔ پی اے نے دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو ۔۔۔ راشد علی بول رہا ہوں جناب ۔۔۔ ایک صاحب میرے پاس پہنچے ہیں جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بتاتے ہیں ۔۔۔ آپ نے ایک بار پرنس آف ڈھمپ کا ذکر کیا تھا ۔۔۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے تصدیق کر لوں" ۔۔۔ وائس چانسلر راشد علی نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ ۔۔۔ اور تمہارے پاس ۔۔۔ ذرا رسیور دینا اسے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

اور پھر وائس چانسلر نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا

"یس ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے ۔۔۔ یہ تم یونیورسٹی کیسے پہنچ گئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"عمر رفتہ کو آواز دینے کے لئے جناب ۔۔۔ میں ایم اے انگلش نا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"اوہ ——— کوئی خاص چکر ہے" ——— سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"جناب چکر تو کوئی نہیں ——— اب تک تو میں یہی سمجھتا رہا کہ ہمارے ملک کی قومی زبان اردو ہے اور یہ قومی زبان جلد ہی سرکاری بھی بن جائے گی اس لئے اردو زبان پر ہی زور دیتا رہا ——— مگر اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اردو بس قومی ہی رہ جائے گی۔ سرکاری دربار میں اس کی رسائی مشکل ہے اس لئے مجبوراً انگریزی پڑھنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ کوئی ڈھنگ کی نوکری مل سکے۔ اور آپ جانتے ہیں ——— بڑے بڑے قابل نوجوان انٹرویو کے وقت انگریزی نہ بول سکنے کی وجہ سے رہ جاتے ہیں اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارتے ہیں ——— اس لئے مجبوری ہے ——— پلیز سفارش کر دیجئے" عمران نے کہا اور رسیور وائس چانسلر کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو راشد علی ——— بھئی یہ واقعی پرنس آف ڈھمپ ہے ——— مگر تم کیسے پہچانتے ہو" ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"اوہ ——— ایک محفل میں یونہی ذکر آ گیا تھا اور آپ نے ملکی خدمات کے سلسلے میں ان کی تعریف کی تھی ——— چونکہ نام عجیب وغریب تھا۔ اس لئے میں نے آپ سے ریاست ڈھمپ کا حدود اربعہ پوچھا تھا جس پر آپ نے تفصیل بتائی تھی کہ یہ اصل نام نہیں ہے ——— بس اچانک جب انہوں نے پرنس آف ڈھمپ کے نام سے تعارف کرایا تو مجھے آپ یاد آ گئے" ——— وائس چانسلر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو اچھا ہے تم نے پہچان لیا ——— بہرحال یہ کسی خاص چکر میں تمہارے پاس آیا ہوگا ——— اس کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنا۔ یہی ہم سب کیلئے

بہتر ہوگا" ——— سر سلطان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں سمجھتا ہوں ——— اچھا خدا حافظ" ——— وائس چانسلر نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ہاں تو جناب پرنس آف ڈھمپ صاحب ——— آپ ایم اے انگلش میں داخلہ لینا چاہتے ہیں" ——— وائس چانسلر نے اس بار مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر داخلہ کے بغیر ڈگری مل سکتی ہو تو زیادہ بہتر ہے ——— ورنہ دوسری صورت میں مجبوری ہے" ——— عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"مگر اصل چکر کیا ہے ——— پہلے میں یہ پوچھنا چاہوں گا" ——— وائس چانسلر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پوچھیں ——— ضرور پوچھیں ——— آپ کو پوچھنے سے کون روک سکتا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"تو بتاؤ" ——— وائس چانسلر نے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بتاؤں" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اصل چکر" ——— وائس چانسلر اور زیادہ جھنجھلا گئے۔

"پہلے آپ نقل چکر بتا دیں ——— پھر میں اصل چکر بتا دوں گا۔ اب مجھے کیا معلوم کہ کون سا چکر اصلی ہے اور کون سا نقلی ——— جو میں بتاؤں آپ کہیں کہ نقلی ہے ——— پھر میں کیا کروں گا" ——— عمران نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے تم بتانا نہیں چاہتے ——— ٹھیک ہے تمہاری مرضی ——— میں تمہیں مجبور نہیں کر سکتا" ——— وائس چانسلر نے ایک طویل سانس

لیتے ہوئے کہا۔ مگر ان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کوئی چکر نہیں ہے جناب ——— آپ وہم نہ کریں ——— بس دماغ بیٹھے بیٹھے اکتا گیا تو یہاں چلا آیا کہ کچھ وقت ہنسی خوشی گزر جائے گا" ——— عمران نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

اور یہی حقیقت بھی تھی ——— مگر ظاہر ہے وائس چانسلر کو عمران کی بات پر کیسے یقین آجاتا جبکہ سر سلطان کی زبانی وہ اس کی حقیقت کو کسی حد تک جان چکے تھے۔

انہوں نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے گھنٹی بجائی۔ وہی بوڑھا چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"شعبہ انگلش کے ہیڈ کلرک کو بلاؤ ——— انہیں کہو کہ فارم داخلہ بھی لیتے آئیں" ——— وائس چانسلر نے کہا اور چپڑاسی سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔ اس کے بعد انہوں نے رسیور اٹھا کر پی۔ اے سے شعبہ انگلش کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ پروفیسر اکرم کو دفتر بھیجنے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اور اس نے بڑے مودبانہ لہجے میں ایک فارم وائس چانسلر کے سامنے رکھ دیا اور خود واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بزرگ سی شخصیت اندر داخل ہوئی۔ وہ چہرے مہرے سے ہی پروفیسر ٹائپ کی چیز لگ رہے تھے۔

عمران ان کے اندر آتے ہی احتراماً یوں اٹھ کھڑا ہوا جیسے چوتھی جماعت کے بچے ماسٹر کے کلاس میں داخل ہوتے ہی سٹینڈ اپ ہو جاتے ہیں۔

"بیٹھیے ——— بیٹھیے" ——— پروفیسر اکرم نے حیران ہوتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا" ——— پروفیسر نے وائس چانسلر صاحب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں ——— یہ صاحب آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں ——— میں نے سوچا آپ سے تعارف ہو جائے" ——— وائس چانسلر نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ" ——— پروفیسر اکرم نے موٹے شیشوں کی عینک کے پیچھے سے گھور کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران ایک بار پھر جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

"تشریف رکھیے" ——— پروفیسر اکرم نے بوکھلا کر کہا۔ اور عمران دوبارہ ایک جھٹکے سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ فارم پُر کر دیجیے" ——— وائس چانسلر نے فارم عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مگر ——— یہ تو انگریزی میں ہے۔ مم..... مجھے تو انگریزی نہیں آتی ——— انگریزی سیکھنے کے لئے تو میں داخلہ لے رہا ہوں" ——— عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ——— آپ کو انگریزی نہیں آتی اور آپ ایم اے انگلش میں داخلہ لینے آئے ہیں" ——— پروفیسر اکرم حیرت کی شدت سے اچھل پڑے۔

"جی ہاں ——— آپ درست کہہ رہے ہیں" ——— عمران نے بڑے معصوم لہجے میں جواب دیا۔

"پروفیسر ——— آپ ان کی باتوں پر نہ جائیں ——— یہ کوئی اور چکر ہے۔ یہ فارم لیجیے اور ان سے کوائف پوچھ کر خود پُر کر لیجیے" ——— وائس چانسلر نے

پروفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ساتھ ہی فارم بھی ان کی طرف بڑھا دیا

"چکر —— میں سمجھا نہیں" —— پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اگر جناب چکر سمجھ میں آجائے تو اسے چکر نہیں کون چکر کہتے ہیں آپ کی اردو کمزور معلوم ہوتی ہے —— آپ ایم اے اردو میں داخلہ لے لیں" —— عمران نے پروفیسر اکرم کو بڑے خلوص سے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں" —— پروفیسر اکرم ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"نہیں جناب —— بھلا میری یہ مجال کہاں کہ میں مذاق اڑاؤں —— میں تو پتنگ اڑا سکتا ہوں —— کبوتر اڑا سکتا ہوں، جہاز اڑا سکتا ہوں ہاتھوں کے طوطے اڑا سکتا ہوں۔ کسی کو چٹکیوں میں اڑا سکتا ہوں —— مذاق جیسی بھاری شئے بھلا مجھ سے اٹھ سکتی ہے" —— عمران نے دونوں ہاتھوں کو کراس پوزیشن میں لاتے ہوئے کان پکڑ لیے۔

"پروفیسر —— وقت ضائع نہ کیجیے —— فارم پُر کیجیے" —— وائس چانسلر نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"اور مسٹر —— آپ بھی ان کا احترام کیجیے —— یہ استاد ہیں" —— وائس چانسلر نے عمران کو فہمائش کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران وائس چانسلر کی بات سنتے ہی ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور دوسرے لمحے اس نے جھک کر پروفیسر اکرم کے پیر پکڑ لیے۔

"ارے —— ارے —— یہ آپ کیا کر رہے ہیں" —— پروفیسر اکرم نے بوکھلا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"احترام کر رہا ہوں جناب —— آپ بیٹھے رہیں ورنہ گر پڑیں گے اور مجھے احترام کو اٹھا کر کرسی پر بٹھانا پڑے گا" —— عمران نے کہا اور وائس چانسلر بے اختیار ہنس پڑے۔

"بھئی بہت عجیب شئے ہو تم —— آرام سے کرسی پر بیٹھو" —— وائس چانسلر نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران اٹھ کر خاموشی سے واپس کرسی پر آبیٹھا۔ اس کے چہرے سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ جبکہ پروفیسر اکرم کا چہرہ خجالت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"نام بتائیے" —— پروفیسر نے پن جیب سے نکال کر کھولتے ہوئے پوچھا

"پرنس آف ڈھمپ" —— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"پرنس آف ڈھمپ، یعنی" —— پروفیسر نے چونک کر کچھ کہنا چاہا۔

"چونکیے نہیں —— بس لکھتے جائیے" —— وائس چانسلر نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پروفیسر نے فارم پُر کرنا شروع کر دیا۔

"آپ کے والد صاحب کا نام" —— پروفیسر نے دوبارہ پوچھا۔

"کنگ آف ڈھمپ" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

پروفیسر ایک لمحے کے لئے جھجکے مگر پھر انہوں نے لکھنا شروع کر دیا۔

"ذات" —— پروفیسر نے پوچھا۔

"میراثی" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

"کیا بکواس ہے" —— پروفیسر اکرم نے غصے سے فارم ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"جناب —— اس میں مذاق کا کون سا پہلو ہے —— آپ نے ذات پوچھی —— میں نے بتا دی" —— عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ ہوتے

ہوئے پوچھا۔

"مگر میراثی" ——— پروفیسر نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"جناب ——— میراثی ——— میراث سے نکلا ہے ——— اور ہم سب آدم کی میراث ہیں ——— اس لئے میراثی ہیں ——— یعنی یہ ذات تو انٹرنیشنل قسم کی ذات ہے ——— اسے مخفف کر دیجیے تو میر بن جاتا ہے، اور آپ جانتے ہیں میر، سیّد کو کہتے ہیں اور سیّد سردار کو کہتے ہیں اور سردار وہ ہوتا ہے جو سر رکھتا ہے جیسے سر سلطان وغیرہ ——— اور دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کا سر، دار پر چڑھنے کے قابل ہو۔ اور دار پر وہ چڑھتے ہیں جن میں بغاوت کی جرأت ہو ——— اور جرأت ایک ایسی صفت ہے جو قطعاً نایاب ہے اور آپ کی یونیورسٹی کے مونوگرام میں بھی جرأت، دیانت، امانت قسم کے الفاظ یقیناً موجود ہوں گے ——— اس لئے ....." عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح جب چل نکلی تو ظاہر ہے رکنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

"بس ——— بس ——— ہم سمجھ گئے ——— پروفیسر صاحب ——— آپ میراثی کی بجائے ذات ڈھمپ لکھ دیجیے" ——— وائس چانسلر نے اسے درمیان میں روکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں ——— جو مرضی آئے لکھ دیجیے ——— بڑی ذات تو اللہ کی ہے اور پھر ذات میں کیا رکھا ہے ——— سب انسان ہیں ——— ویسے وائس چانسلر صاحب! ——— میرا مشورہ ہے کہ آپ اس کالم کو فارم میں سے نکال ہی دیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے بی اے کس سن میں کیا تھا" ——— پروفیسر اکرم نے جھنجھلاتے ہوئے فارم دوبارہ اپنی طرف کھینچتے ہوئے پوچھا۔

"سن ——— یعنی آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی زبان میں کس سورج میں ——— ویسے اتنا تو آپ کو علم ہی ہوگا کہ ابھی سورج میں کوئی کالج قائم نہیں ہوا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پروفیسر اکرم سے اب مزید برداشت نہ ہو سکا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں اس سے زیادہ توہین برداشت نہیں کر سکتا" ——— پروفیسر اکرم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر پیر پٹختے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

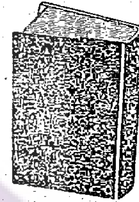
"ارے ——— تو اس سے کم برداشت کر لیجیے ——— ویسے بھی زیادتی ہر چیز کی بُری ہوتی ہے" ——— عمران نے کہا مگر پروفیسر اکرم تیزی سے باہر نکل گئے۔

"پرنس آف ڈھمپ ——— اب یہی ایک صورت ہے کہ جو آپ چاہیں، کرتے رہیں بس سمجھ لیجئے کہ آپ کو داخلہ مل گیا ——— آپ کا فارم بھرنا کسی کے بس میں نہیں" ——— وائس چانسلر صاحب نے فارم اٹھا کر اس کے نیچے دستخط کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب ——— اور جناب ہوسٹل میں ایک کمرہ بھی دلا دیجیے ——— میں خانہ بدوش قسم کا آدمی ہوں ——— ساری عمر فٹ پاتھوں پر گزری ہے۔ چلو اس بہانے کمرے میں رہنے کی حسرت بھی پوری ہو جائے گی" عمران نے باقاعدہ تسلیمات بجا لاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ہوسٹل کے وارڈن کے پاس چلے جائیے۔ میں انہیں کہہ دوں گا" ——— وائس چانسلر بھی شاید اب پیچھا چھڑانے کے موڈ میں تھے

"اچھا جناب ـــــ بس اب کل سے یونیورسٹی حاضر ہو جاؤں گا ـــــ اب اجازت دیجئے ـــــ ابھی میں نے اس پریس کا بھی پتہ کرنا ہے۔ جہاں آپ کی یونیورسٹی کی ڈگریاں چھپتی ہیں ـــــ نجانے وہ مشین ہیں کتنے پیسوں میں راضی ہو ورنہ پروفیسر اکرم تو مجھے ڈگری لینے سے رہے ـــــ اچھا خدا میرا حافظ"۔ عمران نے زبردستی وائس چانسلر کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔



سرسبز پہاڑوں میں گھری ہوئی خوبصورت جھیل کے کنارے دو خیمے نصب تھے۔ اور جھیل کے کنارے پر پھیلی ہوئی دھوپ میں سیکرٹ سروس کے سارے ممبران خوش فعلیوں میں مصروف تھے۔ صفدر۔ چوہان۔ صدیقی اور کیپٹن شکیل کے درمیان تاش کی بازی جمی ہوئی تھی ـــــ جبکہ تنویر، جولیا کے خیمے میں بیٹھا اسے رومانی شعر سنانے میں مصروف تھا۔

یہ پورا گروپ ایکسٹو سے اجازت لے کر پچھلے دو روز سے سکالا جھیل پر تفریح کرنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ وہ جوزف کو بھی اپنے ہمراہ لے آئے تھے اور جوزف اس وقت جولیا کے خیمے کے دروازے پر کھڑا برے برے منہ بنا رہا تھا۔ اسے تنویر کے عشقیہ شعر زہر لگ رہے تھے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ تنویر

کی گردن مروڑ دے۔ مگر جولیا چونکہ خلاف توقع بڑی دلچسپی سے تنویر کے شعر سن رہی تھی۔ اس لئے وہ اپنے آپ پر جبر کئے خاموش کھڑا تھا اور جب تنویر کی شعر و شاعری بڑھتی ہی گئی تو اس سے برداشت نہ ہو سکا اور وہ خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر آ گیا۔

"اب آپ اپنی شعر و شاعری بند کر دیں ـــــ میں اس بیہودگی کو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا" ـــــ جوزف نے انتہائی سخت لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ـــــ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم مجھے ٹوکو ـــــ میں تمہاری گردن مروڑ دوں گا ـــــ کالے سور" ـــــ تنویر اس مداخلت بیجا پہ بیٹھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"سور کالا ہو یا سفید سور ہی ہوتا ہے ـــــ اور باقی رہ گئی گردن مروڑنے والی بات ـــــ تو تم جیسے مچھر بس عورتوں کو شعر ہی سنا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے" ـــــ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تت ـــــ تم مجھے چیلنج کر رہے ہو ـــــ مجھے مچھر کہہ رہے ہو ـــــ مجھے ـــــ یعنی تنویر کو......" تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ وہ بھلا جولیا کے سامنے اپنی بے عزتی کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

"ہاں ـــــ میں چیلنج کر رہا ہوں ـــــ اگر تم میں واقعی جرأت ہے تو میدان میں آجاؤ ـــــ مجھے یقین ہے۔ اس کے بعد تمہارے دماغ سے رومانی شعر ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائیں گے" ـــــ جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ارے۔ ارے ـــــ یہ کیا کر رہے ہو تم ـــــ یہاں ہم تفریح

کے لئے آئے ہیں ـــ لڑنے کے لئے نہیں" ـــ جولیا نے اچانک
اٹھ کر درمیان میں آتے ہوئے کہا۔

"درمیان سے ہٹ جاؤ جولیا ـــ میں آج اس کا خاتمہ کر کے
چھوڑوں گا ـــ عمران نے اس گھٹیا آدمی کو ضرورت سے زیادہ سر چڑھا
رکھا ہے" ـــ تنویر نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ باس نے تم جیسے زنخے کو خواہ مخواہ
دم چھلا بنا رکھا ہے" ـــ جوزف آج کچھ زیادہ ہی موڈ میں معلوم ہوتا

"اوہ ـــ اوہ ـــ ہٹ جاؤ جولیا ـــ میں اس کا خون
جاؤں گا" ـــ تنویر نے جولیا کو زبردستی ایک طرف دھکیلنے کی کوشش
کرتے ہوئے کہا۔

"صفدر ـــ شکیل ـــ جلدی آؤ" ـــ اچانک جولیا نے حلق
کر چیختے ہوئے کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ یہ دونوں پاگل ہیں اور اگر یہ لڑ پڑے
تو ان میں سے ایک کی موت یقینی ہے۔

صفدر اور شکیل تک جولیا کی چیخ پہنچ گئی اور وہ سب ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے
ہوئے۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ دوڑتے ہوئے خیمے میں داخل ہوئے۔

"کیا ہوا ـــ کیا بات ہے" ـــ صفدر نے اندر داخل ہوتے ہوئے
پوچھا۔

"میں اس کالے کا خون پی جاؤں گا ـــ اس نے مجھے زنخا کہا۔
میں اسے گولی مار دوں گا" ـــ تنویر نے زبردستی جولیا کو ایک طرف ہٹاتے
ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے پھڑ پھڑا رہا تھا۔

"کیا بات ہے ـــ ہوش میں آؤ ـــ کیا ہم لڑنے کے لئے یہاں آئے

"کیا بات ہے جوزف" ـــ صفدر نے ان دونوں کے درمیان آتے ہوئے کہا۔

"یہ مجھے کالا سؤر کہہ رہا ہے ـــ یہ مچھر ـــ اور پھر یہ مسّی کو عشقیہ
شعر سنا رہا تھا ـــ ہے ہی زنخا ـــ میں نے جھوٹ تو نہیں کہا" ـــ
جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں ہٹ جاؤ درمیان سے ـــ میں اس کا خون پی جاؤں گا
ہٹ جاؤ" ـــ تنویر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے صفدر کو ایک طرف
دھکا دیتے ہوئے کہا۔

"سنو ـــ اگر تم لڑنا چاہتے ہو تو خیمے سے باہر نکلو ـــ ابھی فیصلہ
ہو جاتا ہے" ـــ صفدر نے اچانک کہا ـــ اسے معلوم تھا کہ اب تنویر باز
نہیں آئے گا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ چلو یہ بھی ایک تفریح ہی سہی۔ اسے
معلوم تھا کہ جوزف، عمران کا پروردہ ہے اس لئے تنویر سے کم نہیں پڑے گا۔
اور جب یہ دونوں لڑتے لڑتے تھک جائیں گے تو معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔

"ہاں ٹھیک ہے ـــ چلو ـــ مگر میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ
میرا فیصلہ ہے" ـــ تنویر نے کہا۔

"ہوں ـــ زندہ نہ چھوڑوں گا ـــ تم بس عورتوں کو شعر سناؤ۔ لڑنا
تمہارے بس کی بات نہیں" ـــ جوزف نے اسے چڑاتے ہوئے کہا اور تنویر
ایک بار پھر بے قابو ہو گیا۔

"جوزف ـــ زبان چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ـــ تم بھی اپنی طاقت
آزما لو ـــ تنویر تم سے کم نہیں ہے" ـــ اچانک جولیا نے کہا۔ وہ بھی
شاید تفریح کے موڈ میں تھی۔

اور پھر فیصلہ ہو گیا کہ وہ دونوں خیمے سے باہر خالی ہاتھ ایک دوسرے کا

مقابلہ کریں گے۔ اور دونوں میں سے جب کوئی ایک فریق شکست مان لے گا تو معاملہ ختم ہو جائے گا۔

چنانچہ وہ سب خیمے سے باہر آ گئے۔ خالی جگہ پر وہ سب ایک دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔ اور تنویر اور جوزف پہلوانوں کی طرح خالی جگہ پر دھکیل دیئے گئے ــــ تنویر کا غصّے سے بُرا حال تھا جبکہ جوزف بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

"ہاں بھئی ــــ اب فیصلہ ہو جائے کہ تم میں سے بہادر کون ہے" ــــ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے تنویر نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی۔ مگر جوزف انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور تنویر اپنے ہی زور میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ سانپ کی سی تیزی سے پلٹا اور اس نے جوزف کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کا بھرپور وار کیا۔ جوزف کو شاید تنویر کے اس طرح اچانک پلٹنے کی امید نہ تھی۔ اس لئے وہ اس خوفناک وار سے بچ نہ سکا اور الٹ کر نیچے زمین پر جا گرا۔ دوسرے لمحے تنویر نے اسے چھاپ لیا۔ اس کے دونوں بازو مشین کی طرح اس کے چہرے پر مکے برسانے لگے۔

"بہت اچھے تنویر ــــ گڈ شو" ــــ سب نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔ مگر اسی لمحے جوزف نے ایک جھرجھری لی۔ اس کی وحشت جاگ اٹھی تھی اس نے پوری قوت سے تنویر کو ایک طرف اچھال دیا۔

اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اب جوزف کی آنکھوں میں خون کی چمک ابھر آئی تھی۔ اس کا چہرہ تنویر کی بھرپور ضربات سے جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اور خون رس رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ تنویر کوئی حرکت کرتا۔ جوزف کا دایاں بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور تنویر چیختا ہوا دو فٹ دور جا گرا۔ جوزف کا مکہ پوری قوت سے تنویر کے چہرے پر پڑا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ تنویر اٹھتا جوزف اچھل کر اس پر جا گرا۔ تنویر نے تیزی سے کروٹ لے کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی مگر جوزف کے دماغ پر تو جیسے سوار تھی۔ اس نے پھرتی سے جسم کو آگے بڑھایا اور تنویر اس کے جسم کے نیچے دبتا چلا گیا۔

جوزف نے اس کے اوپر گرتے ہی دونوں گھٹنے جوڑے اور پوری قوت سے تنویر کی پسلیوں میں مار دیئے۔ تنویر کے حلق سے ایک چیخ سی نکلی اور وہ بل کھا کر رہ گیا۔

جوزف نے تنویر کا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر مار دی۔ ٹکر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی شدید تھی کہ تنویر نے بے اختیار سر مارنا شروع کر دیا۔

جوزف نے ایک اور مکہ اس کی گردن پر مارنا چاہا۔ مگر تنویر اب سنبھل گیا تھا۔ اس نے دونوں پیر سمیٹے اور پھر پوری قوت سے جوزف کے سینے پر مارے اور جوزف الٹ کر ریت پر جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف سنبھلتا۔ تنویر پلٹ کر اس کے اوپر جا گرا۔ اور اس نے بھی جواب میں پوری قوت سے جوزف کے چہرے پر ٹکر جما دی۔ جوزف نے جواب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان پوری قوت سے گھٹنا مار دیا۔ اور تنویر ایک بار پھر کراہ کر بل کھانے لگا۔

پھر جوزف ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے پوری قوت سے بوٹ کی ٹھوکریں تنویر کی پسلیوں میں مارنی شروع کر دیں۔ اچانک تنویر نے اس

کی ٹانگ پکڑی اور پوری قوت سے مروڑ دی۔ اور جوزف بل کھا کر نیچے گر گیا۔ تنویر نے اٹھ کر اس کی ٹانگ توڑنے کی کوشش کی مگر جوزف نے دوسری ٹانگ کی بھرپور ضرب لگائی اور تنویر ایک طرف جا گرا اور پھر دونوں ہی سپرنگوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بس ـــ بس ـــ بھئی دونوں برابر ـــ مقابلہ ہار جیت کے فیصلے کے بغیر ختم کیا جاتا ہے" ـــ اچانک صفدر بھاگ کر ان دونوں کے درمیان آ گیا۔

اور پھر باقی ساتھی بھی آگے بڑھ آئے۔ اور چونکہ تنویر کا غصہ بھی اب ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ اس لئے اس نے بھی لڑنے کی کوشش نہیں کی۔

اور پھر جب جولیا نے تنویر کو خیمے میں لا کر اس کی مرہم پٹی کرنی شروع کی تو اس کا سارا غصہ ہی کافور ہو گیا۔

"صفدر درمیان میں نہ آتا تو آج جوزف واقعی میرے ہاتھوں مر جاتا" تنویر نے حلق سے نکلنے والی بے اختیار سسکی پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے ـــ تمہاری لڑائی کا انداز اتنا خوبصورت تھا کہ کیا بتاؤں ـــ جی چاہتا تھا کہ بس تم اسی طرح لڑتے رہو" ـــ جولیا نے ہنسی دباتے ہوئے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

جیسے ہی جولیا مرہم پٹی سے فارغ ہوئی۔ اچانک اس کی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی سے ایک پن نکلی اور اس نے اس کی کلائی پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔

جولیا نے بوکھلا کر گھڑی کا ونڈ بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے گھڑی کے

ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ـــ ایکسٹو سپیکنگ اوور" ـــ ایکسٹو کی مخصوص آواز گونجی۔

"جولیا سپیکنگ اوور" ـــ جولیا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو رہا ہے ـــ اوور" ـــ ایکسٹو نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"بس جناب ـــ تفریح ہو رہی ہے ـــ ابھی ابھی تنویر اور جوزف کا مقابلہ ختم ہوا ہے اور میں تنویر کی مرہم پٹی کر رہی تھی ـــ اوور" جولیا نے جواب میں ہنستے ہوئے کہا۔

"کس بات پر مقابلہ ہو رہا تھا ـــ اوور" ـــ ایکسٹو کا لہجہ یکدم سخت ہو گیا۔

"وہ جناب ـــ بس یونہی ـــ تفریحاً جناب ـــ کوئی خاص بات نہ تھی ـــ اوور" ـــ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا ـــ جوزف کو فوراً واپس بھیج دو ـــ اسے کہو کہ عمران کو رپورٹ کرے ـــ اوور" ـــ ایکسٹو نے کہا۔

"بہتر جناب ـــ ہمارے لئے کیا حکم ہے ـــ اوور" ـــ جولیا نے پوچھا

"اگر تمہارا پکنک سے جی بھر گیا ہو تو واپس چلے آؤ ـــ اور عمران سے ملو ـــ اس نے ایک نئی تفریح ڈھونڈ لی ہے ـــ ہو سکتا ہے وہ تفریح تمہارے لئے بھی نئی ثابت ہو ـــ اوور" ـــ ایکسٹو کے لہجے میں ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"وہ کونسی تفریح ہے جناب ـــــ جو آپ کو بھی پسند آئی ـــــ اوور"۔ جولیانے ایکسٹو کا موڈ اچھا دیکھ کر اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"اس نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ـــــ اور ساتھ ہی ہوسٹل میں بھی ـــــ بس اب وہاں خوب مگن ہے ـــــ اوور" ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ـــــ مگر جناب وہ تو پہلے ہی ڈی۔ ایس۔ سی ہے ـــــ اوور" ـــــ جولیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس تفریحاً ہی اس نے ایسا کیا ہے ـــــ اس سے کوئی خاص مقصد تو نہیں ہے ـــــ اوور" ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"اچھا جناب ـــــ میں دیگر ممبروں سے بات کرتی ہوں ـــــ اگر انہوں نے اتفاق کیا تو ہم واپس آجائیں گے ـــــ آپ کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی حکم تو نہیں ہے جناب ـــــ اوور" ـــــ جولیانے کہا۔

"نہیں ـــــ فی الحال تم آزاد ہو ـــــ خوب تفریح کرو ـــــ جوزف کو بھیج دو۔ عمران اسے یونیورسٹی میں بطور باڈی گارڈ رکھنا چاہتا ہے ـــــ اس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ جوزف کو بلوا دوں ـــــ اوور" ـــــ ایکسٹو نے کہا۔

"اوکے سر ـــــ میں ابھی جوزف کو کہہ دیتی ہوں ـــــ اوور" ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جولیانے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دبا دیا۔

"اوہ ـــــ تو عمران نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ـــــ خوب عیش کر رہا ہوگا" ـــــ تنویر نے رشک بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ایکسٹو کی وجہ سے اب تک بالکل دم سادھے بیٹھا تھا۔

"عیش کیسی ـــــ الٹا پڑھائی کرنی پڑ رہی ہوگی" ـــــ جولیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پڑھائی ـــــ اس نے پڑھائی کے لئے داخلہ نہیں لیا جولیا ـــــ وہاں یونیورسٹی میں بڑی خوبصورت لڑکیاں پڑھتی ہیں ـــــ ضرور وہ کسی لڑکی کے چکر میں یونیورسٹی پہنچا ہوگا" ـــــ تنویر نے کہا۔

"نہیں ـــــ میں نہیں مانتی ـــــ عمران بڑا گہرا ہے ـــــ مجھے یقین ہے کہ وہ یونیورسٹی میں بھی کسی کیس کے چکر میں گیا ہوگا ـــــ اور اس نے ابھی اس کیس کی ہوا ایکسٹو کو بھی نہیں لگنے دی ہوگی" ـــــ جولیانے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہوں ـــــ اتنا فرض شناس سمجھتی ہو تم ـــــ میں اچھی طرح جانتا ہوں اس کی فرض شناسی کو ـــــ میں واپس جا کر یونیورسٹی میں داخلہ لیتا ہوں اور میں تم پر ثابت کر دوں گا کہ عمران کسی لڑکی کے چکر میں وہاں گیا ہے"۔ تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو دیکھ لیں گے ـــــ آؤ دوسرے ساتھیوں سے بات کرتے ہیں"۔ جولیانے کہا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر خیمے سے باہر آگئے۔

باقی ساتھی جوزف سمیت باہر ریت پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے مذاق اور خوش فعلیوں میں مصروف تھے۔

"بھئی ہوگئی مرہم پٹی ـــــ بڑی دیر لگا دی" ـــــ چوہان نے ان

دونوں کو دیکھتے ہی ہانک لگائی۔

"ایکسٹو کی کال آگئی تھی ـــ اس لیے دیر ہوگئی" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ ایکسٹو کی کال ـــ کیا ہوا ـــ کوئی نیا کیس شروع ہوگیا" ـــ سب نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ـــ کیس تو کوئی نہیں ـــ البتہ عمران نے نئی تفریح ڈھونڈ لی ہے ـــ اور ایکسٹو کا کہنا ہے ـــ کہ اگر ہم لوگوں کا جی پکنک سے بھر گیا ہو تو ہم بھی اس نئی تفریح میں شامل ہو سکتے ہیں ـــ البتہ جوزف کے لیے حکم ہے کہ وہ فوراً عمران سے واپس جا کر ملے" ـــ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ارے کونسی نئی تفریح ہے وہ ـــ جلدی بتاؤ" ـــ صفدر نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تفریح کیسی ـــ بس عیاشی کر رہا ہے" ـــ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس کے متعلق بات کرنے سے پہلے ہوش میں رہا کرو مسٹر" ـــ اچانک جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ۔ ارے ـــ بس بھئی لڑائی بند ـــ پہلے ہی کافی ہو چکی ہے" صفدر نے کہا۔

"عمران نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ـــ اور وہ ہوسٹل میں رہ رہا ہے" ـــ جولیا نے بتایا۔

"یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ـــ بھئی بہت خوب ـــ بڑا

لطف آرہا ہوگا ـــ واہ بھئی واہ ـــ خوب تفریح کی سوجھی ہے ـــ واقعی جینئیس ہے" ـــ صفدر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"واقعی ـــ اچھی تفریح ڈھونڈی ہے ـــ کیا باس نے ہمیں بھی اجازت دے دی ہے" ـــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"ہاں ـــ اجازت دے دی ہے ـــ اگر ہم لوگ چاہیں تو" ـــ جولیا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ یہ بھی ایک نیا تجربہ ہوگا" ـــ سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے واپسی کی تیاریاں شروع کر دیں۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ مگر اتنی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا کہ اندر داخل ہوتے ہی آنکھیں اس کی خوبصورت سجاوٹ پر حیران ہو جاتی تھیں۔ کمرے میں موجود ایک خوبصورت سے پلنگ پر ایک نوجوان غیر ملکی لڑکی مختصر سے لباس میں لیٹی ہوئی ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی۔ قریب رکھی ہوئی تپائی پر شراب کا جام بھی موجود تھا۔ لڑکی رسالہ پڑھتے پڑھتے اس جام سے چسکیاں لے رہی تھی۔

اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور لڑکی چونک پڑی۔ اس نے بڑی پھرتی سے سرہانے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے دروازے کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

ایک نوجوان کا چہرہ سکرین پر نظر آنے لگا۔ لڑکی نے بٹن آف کیا اور پھر پلنگ کے کنارے پر لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"کم آن مسٹر راضی" ـــــ لڑکی نے بڑے اٹھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور سکرین پر نظر آنے والا نوجوان مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"آؤ ـــ آؤ ـــ بیٹھو" ـــ لڑکی نے اٹھ کر سرہانے سے پشت

لگاتے ہوئے کہا اور آنے والا قریب پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں لڑکی پر جمی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں ہوس کے سائے تیر رہے تھے۔

"مس شوگی ـــ آپ کا پیغام ملا تھا ـــ اس لئے حاضر ہو گیا ہوں"۔ راضی نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر راضی ـــ کیا بتاؤں ـــ میں جب سے اس ملک میں آئی ہوں۔ مجھے یوں لگتا تھا جیسے یہاں کوئی مرد ہی نہ رہتا ہو ـــ سب شرمائے شرمائے اور جھینپے جھینپے رہتے ہیں ـــ بس میں نے آپ کو دیکھا تو یقین کرو دل بڑی طرح دھڑک اٹھا ـــ جی چاہتا ہے کہ بس آپ سے باتیں ہوتی رہیں ـــ اور آپ میرے قریب رہیں" ـــ مس شوگی نے مسکراتی ہوئی نظروں سے راضی کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ـــ مس شوگی ـــ آپ کی مہربانی ہے ـــ آپ بھی تو کم خوبصورت نہیں ہیں ـــ آپ کو دیکھ کر تو قیامت یاد آتی ہے ـــ جس روز سے میں نے آپ کو یونیورسٹی میں دیکھا ہے ـــ بس یقین کیجئے ـــ دل چاہتا ہے کہ آپ کو اٹھا کر دل میں رکھ لوں" ـــ راضی نے بے اختیار ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جذبات کی حدت کی بنا پر سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

"شکریہ مسٹر راضی ـــ مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کو پسند آئی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے کمپنی دیتے رہیں گے" ـــ شوگی نے قاتلانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑی خوشی سے مس شوگی ـــ یہ تو میرے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے" ـــ راضی نے کہا۔

"یہ مس وغیرہ نہ کہا کریں ـــ بس شوگی ہی کافی ہے" ـــ شوگی نے

مسکرا کر کہا۔

" آپ بھی تو مجھے مسٹر کہتی ہیں ——— راضی کہا کریں "——— راضی نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" راضی ——— مجھے جب سے معلوم ہوا ہے کہ آپ یونیورسٹی کی سٹوڈنٹس یونین کے صدر ہیں ——— یقین کیجیے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں "——— شوگی نے بستر سے اُٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور راضی کی ہوس ناک نظریں اس کے نیم عریاں جسم پر جیسے چپک سی گئیں۔

" اوہ ——— یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ——— آپ کو شاید علم نہیں کہ میں پورے ملک کی سٹوڈنٹس فیڈریشن کا بھی جنرل سیکرٹری ہوں "——— راضی نے خوشی سے سینے کو پھیلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— واقعی ——— ویری گڈ ——— یہ لیجیے شوق فرمایئے "——— شوگی نے شراب کا جام راضی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— شکریہ "——— راضی نے اٹھ کر شراب کا جام لیتے ہوئے کہا۔

" راضی صاحب ——— ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ یہیں میرے پاس رہ جائیں یقین کیجیے ——— اکیلے دل نہیں لگتا "——— شوگی نے ہوس ناک نظروں سے راضی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— شوگی ——— دل و جان سے میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں بس ہوسٹل کے قوانین سے ڈر لگتا ہے ——— پھر مخالف یونین سے تعلق رکھنے والے لڑکے بھی سکینڈل بنالیں گے ——— اس لئے مستقل طور پر تو نہیں رہ سکتا ——— البتہ جب بھی آپ یاد کریں ——— حاضر ہو جایا کروں گا "——— راضی نے شراب کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا ——— اس کے چہرے پر جیسے مسرت کا

آبشار بہنے لگا تھا۔

" شکریہ راضی صاحب ——— ایک بات کہوں ——— اگر آپ ناراض نہ ہوں تو "——— شوگی نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— ایسی کوئی بات نہیں ——— آپ کھل کر کہیں "——— راضی نے کہا۔

" راضی صاحب ——— آپ کے پاس بہت بڑی طاقت ہے ——— آپ اقتدار میں آنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے "——— شوگی نے کہا۔

" اقتدار میں ——— وہ کیسے ——— میں تو ابھی طالب علم ہوں "——— راضی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" اقتدار کی بہت سی شکلیں ہوتی ہیں راضی صاحب ——— ضروری نہیں کہ آدمی براہ راست اقتدار میں آجائے ——— بلا واسطہ حکومت بھی تو کی جا سکتی ہے ——— اگر اپنے آدمی اقتدار میں ہوں تو آدمی خود ہی اقتدار میں ہوتا ہے اور پھر پورا ملک اپنی جاگیر ہوتا ہے "——— شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ——— آپ کی بات تو درست ہے مگر ....." راضی کچھ ہچکچاتے ہوئے بولا۔

" اگر مگر کچھ نہیں راضی صاحب ——— بس یہ میری خواہش ہے کہ میرا محبوب اس ملک کا مالک ہو ——— بے پناہ اختیارات کا مالک "——— شوگی نے اٹھ کر راضی کی کرسی کے بازو پر بیٹھتے ہوئے کہا اور راضی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں کسی بھی لمحے ایٹم بم پھٹنے والا ہو۔

" اوہ ——— اوہ ——— اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو میں تیار ہوں ——— مگر اس سلسلے میں "——— راضی نے فوراً ہی ریشہ خطمی ہوتے ہوئے کہا۔

" آپ تیار ہیں تو باقی باتیں مجھ پر چھوڑ دیں ——— میں سارا انتظام کر لوں

کی" ــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تیار ہوں ــــ بالکل تیار ہوں ــــ آپ بس حکم کریں کہ مجھے کیا کرنا ہوگا" ــــ راضی اب مکمل طور پر ہتھیار ڈال چکا تھا۔

"وعدہ رہا ــــ کہ آپ دھوکہ نہیں دیں گے ــــ یقین کریں راضی اگر آپ نے دھوکہ دیا تو میں خودکشی کر لوں گی ــــ میں بڑی جذباتی اور حساس لڑکی ہوں" ــــ شوگی نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"آپ جیسی قسم چاہیں لے لیں ــــ راضی ایک بار جو بات کہہ دے وہ پتھر پہ لکیر ہوتی ہے" ــــ راضی نے شوگی کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ آپ کتنے اچھے ہیں ــــ کتنے سویٹ ہیں" ــــ شوگی نے مترنم ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اچھل کر دوبارہ بستر پہ جا بیٹھی۔

"راضی صاحب ــــ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ہمیشہ اکٹھے رہیں تو میری خاطر آپ کو اقتدار میں آنا پڑے گا" ــــ شوگی نے کہا۔

"آپ بتائیں تو سہی ــــ کہ یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے" ــــ راضی نے پوچھا۔

"بڑا آسان ہے ــــ سنیں راضی صاحب ــــ میں آپ کے ملک میں ایک خاص مقصد لے کر آئی ہوں ــــ اور وہ مقصد ہے ــــ مخصوص لوگوں کو اقتدار میں لے آنا ــــ میں نے یہ سکیم بنائی ہے کہ طالب علموں کو حکومت کے خلاف سڑکوں پر لے آیا جائے ــــ اور پھر یہاں طالب علموں کی ایسی تحریک شروع کرائی جائے کہ حکومت اس کے مقابلے میں بے بس ہو جائے اور اس وقت حکومت کا تختہ الٹ کر حکومت پر قبضہ کر لیا جائے ــــ آپ یقین کریں کہ حکومت پر موجود لوگ ڈمی ہوں گے ــــ اصل اقتدار آپ کے اور

میرے پاس ہوگا" ــــ شوگی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ مگر اس کے لئے تو بہت خفیہ پلاننگ اور بے شمار روپے کی ضرورت ہوگی اور میں اکیلا" ــــ راضی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"روپے پیسے کی فکر مت کرو ــــ باقی رہی پلاننگ ــــ تو بس تمہارا کام صرف اتنا ہوگا کہ جیسے میں کہتی جاؤں ــــ کرتے جاؤ ــــ نتیجہ مجھ پر چھوڑ دو" ــــ شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ راضی کچھ کہتا ــــ شوگی تیزی سے بستر سے اٹھی اور الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کھول کر ایک بیگ اٹھایا اور اسے لا کر راضی کے سامنے رکھ دیا۔

"اسے کھولو" ــــ شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور راضی نے بیگ کی زپ کھولی ــــ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ــــ بیگ بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا ہوا تھا۔

"یہ دس لاکھ روپے ہیں ــــ یہ صرف تمہارے ہیں ــــ جس طرح چاہو استعمال کرو ــــ کوئی حساب نہ ہوگا ــــ بس عیش کرو ــــ کام کے لئے اور روپیہ وافر مقدار میں مل جائے گا" ــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ اوہ ــــ اتنی بڑی رقم" ــــ راضی کا چہرہ حیرت سے مسخ ہونے لگا تھا۔

"ارے ــــ یہ تو کچھ بھی نہیں ــــ یہ تو صرف پہلی قسط ہے ــــ تم دیکھنا کہ میں تمہیں کہاں پہنچا دیتی ہوں ــــ میری فطرت ہے کہ جو مجھے پسند آ جائے۔ میں اسے اس بلندی پر پہنچا دیتی ہوں، جہاں کا تصور بھی ناممکن ہے"

شوگی نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر مجھے کرنا کیا ہوگا" ۔۔۔ راضی اب گھبرا رہا تھا۔ شاید رقم اس کے تصوّر سے بہت بڑی تھی۔

"فی الحال کچھ نہیں ۔۔۔ بس عیش کرو ۔۔۔ جب وقت آئے گا میں تمہیں بتا دوں گی۔ اور سنو ۔۔۔ اس بیگ میں نوٹوں کے نیچے تمہارے لئے ایک لفافہ بھی موجود ہے، اسے ضرور دیکھ لینا" ۔۔۔ شوگی نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ میری خوش قسمتی ہوگی ۔۔۔ آپ نے مجھ پر جو اعتماد کیا ہے میں اس کے لئے شکر گزار ہوں ۔۔۔ آپ یقین کریں کہ میں آپ کے احکامات کی تعمیل کے لئے جان کی بازی لگا دوں گا"

راضی نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

رقم دینے سے پہلے شوگی راضی کو آپ کہہ رہی تھی جبکہ اب راضی اُسے آپ کہہ رہا تھا۔

"شکریہ ۔۔۔ مجھے اپنے انتخاب پر فخر ہے ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ اب تم جا سکتے ہو ۔۔۔ فی الحال اتنا ہی کافی ہے ۔۔۔ اور سنو راضی ۔۔۔ میں نے تم پر اعتماد کیا ہے ۔۔۔ میرے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچے ورنہ تم جانتے ہو کہ مجھے تمہاری اذیت ناک موت پر بڑا افسوس ہوگا" ۔۔۔ شوگی نے راضی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور راضی کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے کوئی پتھر کا مجسمہ ہو۔

"اوہ ۔۔۔ ایسا نہیں ہوگا ۔۔۔ راضی اپنے قول کا پکا ہے۔ اور پھر آپ کو حاصل کرنے کے لئے تو میں پورے ملک کو آگ میں جھونکنے کے لئے تیار ہوں" ۔۔۔ راضی نے لہجے کو پُراعتماد بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے راضی ۔۔۔ اب تم جاؤ ۔۔۔ میں تمہیں پھر بلاؤں گی" ۔۔۔ شوگی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور راضی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

شوگی نے بیگ اٹھا کر راضی کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ راضی چند لمحوں تک کھڑا ہونٹ چاٹتا رہا۔ اس کی آنکھوں سے ہوس کی چنگاریاں جھڑ رہی تھیں۔ چہرہ شدتِ جذبات سے سرخ ہو گیا تھا۔ مگر پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

راضی کے باہر نکلتے ہی شوگی نے بڑے نفرت اور حقارت بھرے انداز میں منہ بنایا اور پھر وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری میں پڑا ہوا ایک ٹرانسمیٹر اٹھایا۔

اس کو آن کر کے اس نے سوئی کو گھماتے ہوئے مخصوص ہندسے پر فٹ کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس نے اسے دوبارہ آن کیا۔ پھر آف کر دیا۔ پھر آن کیا اور پھر آف کر دیا۔ جب چوتھی بار اس نے اسے آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے ہلکی ہلکی موسیقی پھوٹنے لگی۔ چند لمحوں تک موسیقی کی تانیں کمرے میں بکھرتی رہیں پھر اچانک موسیقی بند ہو گئی اور ایک نسوانی آواز گونجی۔

"ہیلو ۔۔۔ وی سپیکنگ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔

"شوگی سپیکنگ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ دو شوگی ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"راضی کو تیار کر لیا گیا ہے مادام ۔۔۔ رقم والا بیگ اس کے حوالے کر دیا گیا ہے ۔۔۔ بیگ میں وہ لفافہ بھی موجود ہے جس میں راضی اور اس کی محبوبہ

کی عریاں تصاویر ہیں ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں سے یہی امید تھی ۔۔۔ فی الحال بس تم نے یونیورسٹی میں رہ کر راضی کی نقل و حرکت چیک کرنی ہے ۔۔۔ ٹیم کے باقی ممبر بھی اسے چیک کریں گے۔ جب ضرورت ہوگی میں خود تمہیں مزید ہدایات دوں گی ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ مادام وی نے جواب دیا۔

"بہتر مادام ۔۔۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے جواب دیا۔

"اور سنو ۔۔۔ یونیورسٹی میں ایسے لڑکوں کی تلاش کرو جو ہمارے مشن کے لئے کام کر سکیں ۔۔۔ مجھے ان کے متعلق رپورٹ دینا پھر میں خود انہیں چیک کروں گی اور ہدایات دوں گی ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ مادام وی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ میں یہ کام کر لوں گی۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی موسیقی کی تانیں دوبارہ ابھرنے لگیں ۔۔۔ شوگی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر دوبارہ الماری میں رکھ دیا اور دوبارہ بڑے آسودہ انداز میں بستر پر لیٹ کر رسالے کے مطالعے میں مصروف ہو گئی۔

اور پھر یہ خبر پوری یونیورسٹی میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی چلی گئی کہ کسی ریاست کے شہزادے نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے۔ اور شہزادہ نہ صرف بے حد خوبصورت ہے بلکہ انتہائی شوخ اور کھلنڈرا بھی ہے۔ اس خبر کو پھیلانے میں کچھ تو ان لڑکوں اور لڑکیوں کا ہاتھ تھا جنہوں نے عمران سے باتیں کی تھیں اور کچھ نوٹس بورڈ پر لگنے والے نوٹس کا اثر تھا۔ جس میں ایم اے انگلش میں پرنس آف ڈھمپ کے داخلے کا اعلان کیا گیا تھا۔

پوری یونیورسٹی میں ہر طرف پرنس کے متعلق ہی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ اور وہ لڑکے اور لڑکیاں جنہوں نے عمران سے باتیں کی تھیں۔ بڑے فخریہ لہجے میں پرنس کے متعلق بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہے تھے۔

پرنس ابھی تک یونیورسٹی نہ پہنچا تھا۔ اس لئے ہر شخص کی نظریں گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ سب پرنس کو دیکھنا چاہتے تھے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک سرخ رنگ کی لمبی چوڑی اور انتہائی قیمتی کار گیٹ میں داخل ہوئی۔ کار پر نامانوس سا جھنڈا لہرا رہا تھا اور نمبر پلیٹ پر ریاست ڈھمپ کے الفاظ اور "عقاب" کا مونوگرام بنا ہوا تھا۔

کار آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی پارکنگ میں آ کر رکی۔ یونیورسٹی کی تمام لڑکیاں

اور لڑکے تیزی سے پارکنگ کی طرف سمٹتے چلے آئے۔
کار کا دروازہ کھلا اور جوزف اپنی مخصوص خاکی وردی میں نیچے اُترا۔ اس کے دونوں اطراف میں لٹکتے ہوئے ہولسٹروں میں ریوالور لٹک رہے تھے۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں کار کا عقبی نشست کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے عمران کشمشی رنگ کے قیمتی کپڑے اور ماہرانہ تراش کے سوٹ میں ملبوس باہر آ گیا۔ وہ اس قیمتی اور سمارٹ لباس میں بے حد خوبصورت اور وجیہہ معلوم ہو رہا تھا۔

"ارے ــــ یہ تو واقعی پرنس ہے" ــــ

"ارے ــــ کتنا خوبصورت اور وجیہہ ہے" ــــ لڑکیوں میں کھسر پھسر شروع ہو گئی اور ہلکی ہلکی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔

عمران ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے بڑے اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھا اور جوزف اس کے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں چل رہا تھا۔

"بڑا خوفناک باڈی گارڈ ہے اس کا ــــ تو یہ پورا دیو ہے" ــــ لڑکوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

عمران کے چہرے پر حماقت آمیز سنجیدگی تھی۔ وہ یوں آنکھیں پٹ پٹا رہا تھا جیسے پہلی بار دھوپ میں آنکھیں کھولی ہوں۔

"بھئی آپ لوگ کیوں یہاں اکٹھے ہیں ــــ کیا وائس چانسلر صاحب کی شادی ہو رہی ہے" ــــ عمران نے قریب آ کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے سب لڑکے اور لڑکیاں اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑے

"کمال ہے ــــ شادی کوئی ہنسنے والی بات ہے ــــ یہ تو رونے کا مقام ہوتا ہے ــــ ایک شریف آدمی کے ساتھ اس کی زندگی کی سب سے بڑی زیادتی

ہو رہی ہوتی ہے" ــــ عمران نے اور زیادہ حماقت آمیز لہجے میں کہا۔

"واہ ــــ شادی تو ایک رومانٹک واقعہ ہوتا ہے اور آپ اسے زیادتی کہہ رہے ہیں" ــــ ایک لڑکی نے بلند آواز میں کہا۔

"رومانٹک واقعہ ــــ یعنی دس بچے چیخم دھاڑ مچا رہے ہوں ــــ کسی کی ناک بہہ رہی ہو ــــ کسی کو بخار ہو ــــ اور وہ شریف آدمی ان کے درمیان کھڑا کان بند کئے انہیں گھرکیاں دے رہا ہو ــــ واقعی رومانٹک واقعہ ہے" ــــ عمران نے تصویر کشی کرتے ہوئے کہا اور ساری یونیورسٹی کشتِ زعفران بن گئی۔

اتنے میں پیریڈ لگنے کی گھنٹی بج گئی اور سب لڑکے لڑکیاں بادلِ نخواستہ اپنے اپنے شعبوں کی طرف بڑھ گئیں۔

"آئیے پرنس ــــ آج سب سے پہلے پروفیسر اکرم کا پیریڈ ہے" ــــ ایک لڑکے نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں چلو" ــــ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ شعبہ انگریزی کے لڑکے اور لڑکیوں کے جلوس میں بڑے شاہانہ انداز میں شعبے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوزف اس کے پیچھے پیچھے بڑے مودبانہ انداز میں چل رہا تھا۔

"پرنس ــــ یہ آپ کا باڈی گارڈ ہے" ــــ ایک لڑکی نے پوچھا۔

"یہ ہمارے والد صاحب کا عطیہ ہے ــــ کم بخت ہماری پوری باڈی کا گارڈ بنا ہوا ہے ــــ ذرا ہم نے اپنی باڈی کو غلط سمت میں ہلایا اور اس نے ریوالور نکالا" ــــ عمران نے بڑے بیزار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے پرنس ــــ باڈی گارڈ ہے بہت شاندار" ــــ ایک لڑکے

نے کہا۔

"آپ کو پسند ہے تو آپ لے لیں —— دس بوتلیں وہسکی کی روزانہ پیتا ہے —— معمولی سا خرچہ ہے" —— عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"دس بوتلیں" —— سب نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں —— مذاق نہیں کر رہا۔ —— یہ اس کا کم سے کم کوٹہ ہے۔ کمبخت پانی کی طرح پیتا ہے" —— عمران نے جواب دیا۔

"اسے نشہ نہیں ہوجاتا" —— ایک لڑکی نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہوجاتا ہے —— اور جب نشہ ہوتا ہے تو پھر لڑکیاں اس کی مرغوب غذا ہیں —— افریقہ کے آدم خور قبیلے کا سردار ہے" —— عمران نے کہا۔ اور لڑکیاں یوں بدک کر پرے ہٹ گئیں جیسے انہیں ڈر ہو کہ ابھی انہیں پکڑ کر کھا جائے گا۔

پھر عمران سب ساتھیوں سمیت کلاس روم میں داخل ہوگیا۔ ان سب نے خود ہی اُسے سب سے اگلی قطار میں بٹھایا —— جوزف اس کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔

"بھئی یہ تمہارا باڈی گارڈ یہاں کیسے کھڑا ہوگا —— اسے باہر کھڑا کرو۔" لڑکیوں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"مارشل" —— عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یس باس" —— جوزف نے الرٹ ہوتے ہوئے کہا۔

"دروازے پر کھڑے ہوجاؤ" —— عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا

"یس باس" —— جوزف نے کہا اور پھر فوجی انداز میں چلتا ہوا وہ دروازے

کے باہر کھڑا ہوگیا۔

اسی لمحے پروفیسر اکرم ایک ضخیم کتاب اٹھائے کلاس روم کی طرف آتے دکھائی دیئے مگر دروازے پر جوزف کو کھڑے دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئے۔

جوزف دروازہ روکے بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

"کون ہو تم —— کیوں کھڑے ہو" —— پروفیسر اکرم نے حیرت بھرے انداز میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے دروازے پر کھڑا ہونے کے لئے کہا گیا ہے —— اس لئے کھڑا ہوں —— تم کون ہو پوچھنے والے" —— جوزف نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے —— ہٹو راستے سے" —— پروفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ —— تم مجھے بھاگنے کے لئے کہہ رہے ہو" —— جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور ہولسٹر سے نکالا اور ریوالور کی نال پروفیسر کے سینے پر رکھ دی —— پروفیسر کے ریوالور دیکھتے ہی ہوش اڑ گئے۔ ان کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

"مارشل" —— اچانک عمران نے اندر سے ہانک لگائی۔

"یس باس" —— جوزف نے جواب دیا۔

"یہ پروفیسر اکرم ہیں —— ان کا ادب کرو" —— عمران نے کہا۔

"یس باس" —— جوزف نے بڑے میکانکی انداز میں جواب دیا۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ریوالور پلک جھپکنے میں دوبارہ ہولسٹر میں غائب ہوگیا۔

"تشریف لے جائیے جناب" ۔۔۔ جوزف نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا اور پروفیسر اکرم سر جھٹکتے ہوئے کلاس روم میں داخل ہو گئے۔

"یہ کون ہے" ۔۔۔ پروفیسر نے کتاب میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارا باڈی گارڈ ہے جناب" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم آ گئے" ۔۔۔ پروفیسر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا نام پرنس آف ڈھمپ ہے پروفیسر ۔۔۔ "تم" نہیں" ۔۔۔ عمران نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"ہونہہ ۔۔۔ پرنس ۔۔۔ اگر تم نے میرے شعبے میں رہنا ہے تو تمہیں طالب علم بن کر رہنا ہو گا ۔۔۔ تم میرے لئے ایک طالب علم ہو۔ میں کلاس میں طالب علموں کو تو برداشت کر سکتا ہوں ۔۔۔ پرنسوں کو نہیں ۔۔۔ سمجھے" پروفیسر اکرم کو غصہ آ گیا۔

"سر ۔۔۔ یہ بتائیے ۔۔۔ طالب علم کسے کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"علم کو طلب کرنے والا ۔۔۔ علم حاصل کرنے والا" ۔۔۔ پروفیسر نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"اور علم کسے کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"تم یہاں پڑھنے کے لئے آئے ہو یا میرا انٹرویو لینے" ۔۔۔ پروفیسر نے غصیلے لہجے میں جھنجھلا کر کہا اور پھر انہوں نے فوراً ہی کتاب کھولی اور اپنا لیکچر شروع کر دیا۔ تمام طالب علموں نے اپنی اپنی کاپیاں کھولیں اور نوٹس لینے شروع کر دیئے۔

عمران تھوڑی دیر تو خاموش بیٹھا لیکچر سنتا رہا۔ مگر پھر اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پروفیسر یکدم خاموش ہو گئے۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ میں لیکچر کے دوران کسی کو بولنے کی اجازت نہیں دے سکتا ۔۔۔ جو کچھ پوچھنا چاہو ۔۔۔ بعد میں پوچھ لیا کرو" ۔۔۔ پروفیسر نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"سر ۔۔۔ آپ آج سے ستر سال پہلے کے نظریات بتا رہے ہیں جبکہ اب تو اس سے بھی جدید نظریات سامنے آ گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے جدید نظریات پر باقاعدہ لیکچر شروع کر دیا۔ اور پروفیسر اور لڑکے حیرت سے بت بنے اسے دیکھتے رہ گئے۔

"تت ۔۔۔ تم نے یہ سب کیسے پڑھ لیا" ۔۔۔ پروفیسر نے خفت بھرے انداز میں کہا۔

"آنکھوں سے پڑھا ہے جناب ۔۔۔ اور تو میرے پاس پڑھنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ بات ہے تو تم خود کلاس کو پڑھاؤ ۔۔۔ میں جا رہا ہوں" ۔۔۔ پروفیسر سے جب اور کوئی بات نہ بن سکی تو اس نے کتاب اٹھا لی۔

"ارے ۔ ارے ۔۔۔ ایسی بات نہیں ۔۔۔ آپ پڑھائیں ۔۔۔ میں جا رہا ہوں ۔۔۔ جب آپ ستر سال بعد کے نظریات پر پہنچیں گے تو میں آ جاؤں گا" عمران نے کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ جوزف اس

کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

عمران کلاس روم سے نکل کر سیدھا ہوسٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوسٹل کالج سے ملحق ہی تھا۔ اس وقت ہوسٹل خالی پڑا ہوا تھا۔ صرف چوکیدار موجود تھا۔

اس نے جب عمران کو جوزف سمیت آتے دیکھا تو وہ بوکھلا گیا۔

"جج — جناب فرمایئے" — چوکیدار نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا

"ہمارا کمرہ کہاں ہے" — عمران نے جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر چوکیدار کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا۔

"چوکیدار کے ہاتھ اتنا بڑا نوٹ دیکھ کر پھول گئے۔ یہ تو شاید اس کی دو ماہ کی تنخواہ سے بھی زیادہ تھا۔

"جج — جناب" — چوکیدار نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارا نام پرنس آف ڈھمپ ہے" — عمران نے کہا۔

"اوہ — آپ کا کمرہ مس شوگی کے ساتھ والا ہے — بڑا اچھا کمرہ ہے جناب" — چوکیدار اور زیادہ مرعوب ہو گیا۔

"مس شوگی" — عمران نے اس نام پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ غیر ملکی لڑکی ہے — جناب بڑی خوبصورت ہے۔ دو ماہ ہوئے ہیں یہاں آئی ہے — جناب اس کا کمرہ اتنا سجا ہوا ہے کہ بس کچھ نہ پوچھیں" — چوکیدار نے جواب دیا۔

"ہوں — ٹھیک ہے — دیکھ لیں گے — تم ہمارا کمرہ دکھاؤ" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آیئے جناب" — چوکیدار نے کہا اور پھر وہ ہوسٹل کی عمارت میں گھستا چلا گیا۔ آخری رو کے آخری سے پہلے کمرے کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔

یہ ایک کافی بڑا اور ہوادار کمرہ تھا۔ اور عمران کو یہ کمرہ اس لئے بھی پسند آگیا تھا کہ اس کے ساتھ بیرونی دروازہ تھا جہاں سے آسانی سے آیا اور جایا جا سکتا تھا۔

"اس کی صفائی کرو — ہم کل دیکھنے آئیں گے — اور سنو — صفائی اچھی طرح ہونی چاہیئے — انعام بھی ملے گا" — عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"حضور آپ تسلی رکھیں" — چوکیدار نے ادب سے جھکتے ہوئے کہا۔

اور عمران جوزف سمیت واپس ہوسٹل کے گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ چوکیدار بھی بڑے مودبانہ انداز میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔ وہ بار بار جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹ کی موجودگی کا یقین کرتا۔ اور پھر عقیدت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگ جاتا۔

ابھی عمران مین گیٹ کے قریب نہ پہنچا تھا کہ ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی ہاتھ میں کتاب پکڑے اندر داخل ہوئی۔ اس نے چونک کر عمران اور جوزف کو دیکھا۔ اور پھر آگے بڑھ گئی۔ عمران نے ایک اچٹتی ہوئی نظر اس پر ڈالی اور پھر لاپرواہی سے آگے بڑھ گیا۔ جبکہ لڑکی بار بار مڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"جناب — یہی مس شوگی ہے — آپ کے ساتھ والا کمرہ اس

کا ہے جناب" ــــ چوکیدار نے عمران کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے

"ہوں" ــــ عمران نے ہنکارا بھرا۔ اور پھر وہ مین گیٹ سے باہر نکل گیا
چوکیدار سلام کر کے واپس مڑا تو مس شوگی نے جو برآمدے میں کھڑی
تھی۔ اسے بلایا۔

"یہ کون تھے" ــــ مس شوگی نے پوچھا۔

"مس صاحبہ ــــ یہ کسی ریاست کے پرنس ہیں ــــ یونیورسٹی
میں داخل ہوئے ہیں ــــ آپ کے ساتھ والا کمرہ انہیں ملا ہے ــــ
دیکھیں ــــ انہوں نے اتنا بڑا نوٹ مجھے انعام میں دیا ہے" ــــ چوکیدار
نے باچھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ تو یہی پرنس آف ڈھمپ ہیں ــــ ٹھیک ہے"
مس شوگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے اپنے کمرے
طرف بڑھ گئی

راضی بیگ اٹھائے جب واپس اپنے کمرے میں پہنچا۔ اس کے
چہرے پر سوچ کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔

راضی سوائے پڑھائی کے باقی ہر کام میں انتہا درجے کی مہارت رکھتا تھا۔
راضی کے والدین کافی عرصہ پہلے کاروبار کے سلسلے میں بیرون ملک چلے گئے تھے
اور دونوں نے وہاں کی شہریت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے بڑی کوشش کی
کہ راضی کو بھی وہاں بلا لیں۔ مگر راضی اس پر تیار نہ ہوا۔
اسے کالج کے زمانے سے ہی سٹوڈنٹس لیڈری کا چسکہ پڑ گیا تھا۔ اور وہ اپنی
بے پناہ جوڑ توڑ کی صلاحیتوں کی وجہ سے کالج کی سٹوڈنٹس یونین کا صدر منتخب ہوا۔
وہ بہترین مقرر ــــ ہاکی کا مایہ ناز کھلاڑی اور ساتھ ہی جوڈو کراٹے اور باکسنگ
کا بھی ماہر تھا۔ اس کا جسم کھلاڑیوں کی طرح خوبصورت تھا۔ اور خوبصورت باتیں
کرنی جانتا تھا۔ اس لئے لڑکے اور لڑکیوں میں اس کی شخصیت یکساں طور پر
مقبول تھی۔ اس کے والدین اسے ہر ماہ کافی بڑی رقم خرچ کے طور پر بھیج دیتے
تھے۔ اس لئے اسے روپے پیسے کی کبھی پرواہ نہ رہی تھی۔
کالج کے بعد یونیورسٹی میں آ کر تو اس کی صلاحیتیں اور نکھر گئیں۔ اور آہستہ
آہستہ وہ نہ صرف یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا صدر منتخب ہو گیا۔ بلکہ پورے ملک

کی سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکرٹری بھی بن گیا۔

وہ ایک لاابالی سا نوجوان تھا جو منجھے ہوئے سیاستدانوں کی طرح ہر محفل کا جان بن جانے کا گُر جانتا تھا اور ہر موقع سے فائدہ اٹھانے سے کبھی نہ چوکتا تھا۔ اس کے تصور میں بھی تعلیم کے بعد سیاسی زندگی اپنانے کی خواہش موجود تھی اور وہ سوچتا تھا کہ ایک روز ایسا ضرور آئے گا جب وہ اس ملک کا وزیراعظم منتخب ہو جائے گا۔

اور اب وہ اپنے کمرے کی طرف آتے ہوئے اسی بات پر غور کر رہا تھا۔ وہ بچہ نہیں تھا کہ شوگی کی باتوں سے اتنا بھی نہ سمجھ سکتا کہ شوگی غیر ملکی ایجنٹ ہے اور طالب علم تحریک کا سہارا لے کر موجودہ حکومت کا تختہ الٹنا چاہتی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ شوگی نے اسے کیوں منتخب کیا ہے۔ اسے اپنی اہمیت کا اچھی طرح احساس تھا۔ آج سے پہلے اس نے کبھی اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔ مگر اب وہ اس سلسلے میں پوری طرح غور کرنا چاہتا تھا۔ وہ شوگی کے ساتھ تعاون اور عدم تعاون کے ہر پہلو پر پوری تفصیل کے ساتھ غور کرنا چاہتا تھا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے کرسی پر حسن کو بیٹھے دیکھ کر چونک پڑا حسن اس کا دوست بھی تھا اور سیاسی ہنگاموں کا ساتھی بھی۔ ان دونوں کی گہری چھنتی تھی۔

"کہاں سے آ رہے ہو راضی ۔۔۔ کافی دیر سے انتظار کر رہا ہوں"۔۔۔ حسن نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس ۔۔۔ ذرا ایک کام گیا تھا"۔۔۔ راضی نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس بیگ الماری میں رکھ دیا۔ اسے حسن کی اس وقت آمد ناگوار گزری تھی۔

"کمال ہے ۔۔۔ آج پکچر جانے کا پروگرام تھا ۔۔۔ مگر تم تو یوں کہہ رہے

جیسے تمہیں یاد ہی نہ ہو"۔۔۔ حسن نے کہا۔

"نہیں حسن ۔۔۔ آج میری طبیعت خراب ہے ۔۔۔ میں بس سونا چاہتا ہوں ۔۔۔ کل چلیں گے پکچر پر"۔۔۔ راضی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واقعی ۔۔۔ تمہاری طبیعت کچھ خراب ہی لگتی ہے ۔۔۔ اچھا تم سوؤ۔ میں چلتا ہوں"۔۔۔ حسن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی ناگواری کے تاثرات تھے۔ شاید اسے راضی کی اس طرح اچانک سرد مہری کھل گئی تھی۔

حسن کے جانے کے بعد راضی نے دروازہ اندر سے لاک کیا۔ اور شیشے کے پیچھے ایک کارڈ گھسا دیا۔ کارڈ پر نوڈسٹربنس کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اس کارڈ کو دیکھنے کے بعد اب کوئی لڑکا کمرے میں نہیں آئے گا۔ یہ ان کے ہوسٹل کا اصول تھا۔

اس کے بعد دوبارہ راضی الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری سے بیگ اٹھایا۔ اور ایک کونے میں آکر اس نے بیگ فرش پر پلٹ دیا۔ یہ کونہ ہر طرف سے محفوظ تھا۔ یہاں اُسے کوئی چیک نہ کر سکتا تھا۔ بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیاں فرش پر بکھر گئیں۔ راضی نے نوٹ اٹھا کر انہیں غور سے روشنی میں دیکھا۔ اس نے فلموں میں دیکھا تھا کہ مجرم جعلی نوٹ بھی استعمال کرتے ہیں ۔۔۔ مگر یہ نوٹ اصلی تھے اور گڈیوں پر بنک کی مہریں موجود تھیں۔ راضی نے بیگ کے اندر ہاتھ ڈالا تو ایک بڑا سا لفافہ موجود تھا۔

راضی نے لفافہ باہر نکال لیا۔ لفافے میں چند تصویریں تھیں۔ راضی نے جیسے ہی تصویریں باہر نکالیں ۔۔۔ وہ یوں اچھلا جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔ اس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ تصویروں میں راضی ایک لڑکی کے ساتھ محو اختلاط تھا۔ تصویریں واضح تھیں اور راضی اور لڑکی کے چہرے صاف پہچانے جاتے تھے۔ یہ لڑکی یونیورسٹی میں ہی پڑھتی تھی اور ایک بہت بڑے سیاستدان کی لڑکی

تھی۔ تصویروں کے ساتھ ایک ٹائپ شدہ رقعہ بھی تھا۔ راضی نے جلدی سے رقعہ پڑھا۔

"مسٹر راضی —— یہ تصویریں بطور نمونہ ہیں —— اس قسم کی بے شمار تصویریں ہمارے پاس موجود ہیں —— اگر یہ تصویریں یونیورسٹی اور پورے ملک کے طالب علموں میں تقسیم کردی جائیں تو ایک احمق بھی سمجھ سکتا ہے کہ تمہاری طالب علم سیاست کا کیا حشر ہوگا —— اور دوسری بات یہ کہ اس لڑکی کا باپ بہت با اثر ہے —— جب یہ تصویریں اسے ملیں گی تو اس کے لئے اپنی اور اپنی لڑکی کی عزت بچانے کا ایک ہی راستہ ہوگا کہ تم کسی پیشہ ور قاتل کے ہاتھوں مارے جاؤ، اور تمہاری لاش کسی خوفناک دلدل کی تہہ میں سڑتی گلتی رہے —— لیکن یہ سب کچھ بھلایا جا سکتا ہے —— اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو"

رقعہ کے آخر میں دستخطوں کی جگہ ڈی کا حرف ٹائپ تھا۔

راضی نے ایک طویل سانس لی۔ اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے دوبارہ نوٹوں کو بیگ میں بھر دیا اور بیگ اٹھا کر الماری کے ایک ایسے خانے میں ڈال دیا۔ جو مقفل ہوجاتا تھا۔ تصویروں والا لفافہ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

لفافہ لئے وہ سیدھا اس جگہ کی طرف گیا۔ جہاں چائے بنانے کے لئے برقی ہیٹر موجود تھا۔ اس نے ہیٹر جلایا اور پھر پہلے اس نے وہ رقعہ جلایا۔ پھر ایک ایک کر کے وہ تصویریں جلادیں۔ آخر میں وہ لفافہ بھی جلا کر اس نے ہیٹر بند کر دیا۔ اور ڈھیلے قدموں سے بستر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔

لفافہ کھولنے سے پہلے وہ اس پہلو پر سوچ رہا تھا کہ مجرموں سے تعاون کرے یا نہ کرے۔ مگر اب سوائے تعاون کے اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔

ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ وہ صبح اٹھتے ہی خاموشی سے اس ملک سے باہر اپنے والدین کے پاس چلا جائے۔ اور اس ملک اور یہاں کی سیاست کو ہمیشہ کے لئے بھول جائے۔

مگر اب اس پر واضح ہوگیا تھا کہ مجرم بے حد ہوشیار اور چالاک ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ ان کی نظروں میں ہو۔ اور وہ اسے ایرپورٹ پر ہی گولی مار دیں۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اگر وہ مجرموں سے تعاون کرے اور ملک کی حکومت کا تختہ الٹ دے تو یقیناً اسے اس تعاون کے بدلے میں بہت کچھ مل سکتا ہے جبکہ دوسری صورت میں موت کا اندھیرا ہی تھا۔ چنانچہ کافی دیر کی کش مکش کے بعد اس نے مجرموں سے بھرپور تعاون کا فیصلہ کرلیا۔ اور اس فیصلے کے بعد اسکے ذہن کو سکون مل گیا اور وہ بتی بجھا کر اطمینان سے سو گیا۔

ایکسٹو کے کہنے پر صفدر، جولیا، تنویر، نعمانی اور چوہان بھی عمران کی نئی تفریح میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے یونیورسٹی کے مختلف شعبوں میں داخلہ لے لیا تھا۔ اور ظاہر ہے اس داخلے کا انتظام بھی ایکسٹو نے ہی کیا ہو گا۔

انہیں یونیورسٹی جاتے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے۔ اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے انہوں نے عمر کا پہیہ اُلٹا چلا دیا ہو۔ ہر قسم کی فکر سے بے نیاز لڑکوں اور مسکراتی چہکتی لڑکیوں میں سارا دن گزار کر جب وہ واپس لوٹتے تو ان کا رواں رُواں اطمینان سے بھرپور ہوتا۔ واقعی عمران نے جدید اور خوبصورت تفریح ڈھونڈی تھی۔

عمران کا حال بھی وہ دیکھ چکے تھے۔ پوری یونیورسٹی میں اس کا ڈنکا بج رہا تھا۔ لڑکے اور لڑکیاں اس کے ساتھ یوں چمٹی رہتی تھیں جیسے گڑ پر مکھیاں۔ اور عمران واقعی پرنس بنا ہوا تھا۔ وہ کئی بار پوری یونیورسٹی کی کنٹین میں دعوت کر چکا تھا۔ اس نے کنٹین والے سے کہہ دیا کہ آج تمام دن جو کچھ لڑکے اور لڑکیاں کھائیں سب کا بل وہ ادا کرے گا۔

عمران تو جوزف کے ساتھ ہوسٹل میں رہ رہا تھا جبکہ یہ سب لوگ اپنے اپنے فلیٹوں میں رہتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سب ڈے سکالر تھے۔

اس وقت صفدر اور کیپٹن شکیل جولیا کے فلیٹ میں بیٹھے گپ شپ میں مصروف تھے۔

"مجھے تو یہ سب کچھ کوئی خاص چکر ہی محسوس ہوتا ہے" ——— جولیا نے اچانک کہا۔

"کونسا چکر" ——— صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"یہی ——— پوری ٹیم کا یونیورسٹی میں داخلہ لینا" ——— جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر ——— مجھے تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی ——— بس تفریح ہو رہی ہے اگر کوئی چکر ہوتا تو یقیناً ایکسٹو ہمیں ہدایات دیتا" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"میں نہیں مانتی ——— ایکسٹو کو بھلا کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ وہ یونیورسٹی میں ہمارے داخلے کراتا پھرے" ——— جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"بھئی ——— یہ ایکسٹو بھی عجیب شے ہے ——— جب موڈ میں آ جائے تو سب کچھ کر سکتا ہے ——— ویسے میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے" ——— کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اصل بات یہ ہے ——— کہ مسلسل مجرموں کے خلاف کام کر کے ہمارا حال بھی پولیس والوں کی طرح ہو گیا ہے ——— جو سیدھی سادی بات کو بھی مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں ——— اب دیکھو ——— ہو سکتا ہے ایکسٹو نے واقعی تفریح کے لئے ہمیں وہاں بھیجا ہو ——— مگر ہمیں یقین نہیں آ رہا" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے ——— یونیورسٹی میں داخلے کے بعد ہم سب

اپنے آپ میں نامعلوم سی تبدیلیاں محسوس کر رہے ہیں ـــ مجھے تو یوں لگ رہا ہے ـــ جیسے میں واقعی ایک بے فکرا طالب علم ہوں۔ جسے سوائے پڑھنے، اچھلنے، کودنے اور سیر و تفریح کے اور کوئی فکر ہی نہ ہو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ بات تو ہے ـــ میں خود اپنے آپ کو ترو تازہ محسوس کر رہا ہوں یوں لگتا ہے ـــ جیسے میری اوورہالنگ ہو گئی ہو"ـــ صفدر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

"ہاں ـــ یہ بات تو ہے ـــ بہرحال جو کچھ ہو گا ـــ سامنے آ ہی جائے گا ـــ فی الحال تو عیش ہیں"ـــ جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سب سے زیادہ خوش تنویر ہے ـــ وہ تو یوں لگتا ہے جیسے اسے زندگی کی منزل مل گئی ہو ـــ ہر وقت دو تین لڑکیاں چمٹائے رکھتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"مجھے تو یوں لگتا ہے کہ تنویر کو اگر یونیورسٹی سے واپس آنے کا حکم ملا تو وہ انکار کر دے گا"ـــ کیپٹن شکیل نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے ـــ یہ سب کیا دھرا عمران کا ہے ـــ ایکسٹو کو بھی علم نہیں ہے کہ عمران نے کیوں یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے۔ جس طرح ہم سوچ رہے ہیں کہ کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے ـــ اسی طرح ایکسٹو نے بھی سوچا ہو گا ـــ کہ عمران کے داخلے میں کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے ـــ اسی لئے اس نے ہمیں بھی یونیورسٹی میں داخلہ دلا دیا تاکہ اگر

واقعی کوئی چکر ہوا تو وہ ہماری معرفت اس سے آگاہ ہو سکے اور پھر کنٹرول خود سنبھال سکے"ـــ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ تمہاری بات دل کو لگتی ہے ـــ تو پھر ہمیں چاہیے کہ ہم صرف تفریح ہی نہ کرتے رہیں بلکہ عمران پر بھی نظر رکھیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم عمران کے ہوسٹل جائیں اور باتوں ہی باتوں میں کوشش کریں کہ عمران آخر کس چکر میں ہے"ـــ جولیا نے اچانک کہا۔

"عمران سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی بات اگلوا لینا ناممکن ہے۔ اور اگر عمران نے ایکسٹو کو اس چکر کی ہوا نہیں لگنے دی تو ہمیں کیسے پلو پکڑوا سکتا ہے"ـــ صفدر نے جواب دیا۔

"کوشش کر لینے میں حرج ہی کیا ہے ـــ پھر یہ بھی تو دیکھیں کہ ہوسٹل میں عمران کی مصروفیات کیا ہیں"ـــ جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ دیکھ لیتے ہیں ـــ اور کچھ نہیں تو تفریح ہی سہی"ـــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے ـــ ان دونوں کے پاس چونکہ موٹر سائیکل تھے۔ اس لئے جولیا کی کار میں ہوسٹل جانے کا پروگرام بنا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ جولیا کی کار میں بیٹھے ہوئے یونیورسٹی ہوسٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کار ہوسٹل کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ ہوسٹل کی رونق عروج پر تھی۔ ہر طرف لڑکے اور لڑکیوں کی ٹولیاں گھومتی پھر رہی تھیں۔

کیپٹن شکیل نے کار ایک طرف روکی اور پھر سب نیچے اتر آئے۔

"فرمائیے جناب"۔۔۔ ہوسٹل کا چوکیدار تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"پرنس آف ڈھمپ کا کمرہ کون سا ہے"۔۔۔ شکیل نے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔۔۔ آئیے میں دکھا دیتا ہوں۔۔۔ پرنس اس وقت کمرے میں موجود ہیں۔۔۔ آئیے"۔۔۔ چوکیدار پرنس کا نام سنتے ہی مؤدب ہو گیا اور وہ سب زیر لب مسکرا دیئے۔

چوکیدار کے انداز سے ہی محسوس ہو رہا تھا کہ عمران کی سخاوت کا شکار ہو چکا ہے۔

اور پھر وہ چوکیدار کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔۔۔ راستے میں انہیں اپنے شعبے کے کئی طالب علم ملے اور چونکہ انہیں یونیورسٹی جاتے ہوئے کئی دن ہو چکے تھے۔ اس لئے سب انہیں پہچاننے لگ گئے تھے۔ اس لئے راستے میں ہیلو ہیلو ہوتی گئی۔

"یہ کمرہ ہے جناب۔۔۔ اندر پرنس کے مہمان موجود ہیں۔۔۔ کیا نام بتاؤں جناب"۔۔۔ چوکیدار نے کہا۔

"وہ ہمیں ناموں سے نہیں جانتے۔۔۔ ہم خود مل لیں گے"۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل اور جولیا نے اس کی پیروی کی۔

عمران بڑے شاہانہ انداز میں ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جوزف اس کے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ جبکہ ارد گرد کی کرسیوں پر یونیورسٹی کے کچھ لڑکے اور لڑکیاں موجود تھے۔ اور وہ سب عمران سے باتیں کرتے ہوئے

بری طرح ہنس رہے تھے۔

ان کے اندر داخل ہوتے ہی وہ یکدم خاموش ہو گئے۔

"کون ہو تم۔۔۔ اور بغیر اجازت ہمارے کمرے میں داخل ہونے کی تمہیں جرأت کیسے ہوئی"۔۔۔ عمران نے انہیں دیکھتے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنس۔۔۔ ہم یونیورسٹی میں نئے داخل ہوئے ہیں۔۔۔ آپ سے ملاقات کی خواہش ہمیں یہاں لے آئی ہے"۔۔۔ صفدر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر ہم آسمان پر ہوتے تو کیا ہماری ملاقات کی خواہش میں تم وہاں بھی آجاتے"۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن آسمان پر تم پرنس نہ ہوتے۔۔۔ ایک روح ہوتے۔ اس لئے وہاں جانے کی ہمیں کوئی خواہش نہ ہوتی"۔۔۔ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا پرنس۔۔۔ ہمیں اجازت۔۔۔ تم نئے دوستوں سے باتیں کرو"۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لڑکے اور لڑکیاں اٹھ کھڑی ہوئیں اور عمران نے سر ہلا کر انہیں جانے کی اجازت دے دی۔

ان کے اٹھنے پر تینوں نے کرسیوں پر قبضہ جما لیا۔

"یار۔۔۔ اس بیچارے کو کیوں سارا دن کھڑا رکھتے ہو"۔۔۔ صفدر نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم ہم سے بے تکلف ہونے کی کوشش مت کرو مسٹر۔۔۔ ہمیں یہ باتیں اچھی نہیں لگتیں"۔۔۔ عمران نے اسی طرح لہجے کو بارعب بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ——— تمہاری پرنسی کی ایسی کی تیسی ——— تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو" ——— جولیا اس کے انداز سے چڑ گئی۔

"ٹھیک ہے ——— ٹھیک ہے ——— تم اپنی صنف کی باتیں کر رہی ہو تم نے پرنس کو بھی مونث بنا دیا اور ایسی تیسی تو ہے ہی مونث" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ سب چکر کیا ہے ——— کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ" ——— کیپٹن شکیل نے قدرے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"چکر ——— کون سا چکر ——— ہم تعلیم حاصل کر رہے ہیں ——— اگر تعلیم کو تم چکر سمجھتے ہو تو اور بات ہے" ——— عمران بدستور اسی موڈ میں تھا۔

"دیکھو ——— اگر تم نے سیدھی طرح بات نہیں کی تو میں پوری یونیورسٹی میں تمہاری قلعی کھول دوں گا ——— صبح نوٹس بورڈ پر تمہارا تمام کچا چٹھا لکھا ہوا موجود ہو گا" ——— صفدر نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— تم چٹھے کو پکا کر نوٹس بورڈ پر لگا دینا ——— کچا ہوا تو معدے کو نقصان دے گا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر پتہ تو چلے کہ تم نے یونیورسٹی میں داخلہ کیوں لیا ہے" ——— جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تعلیم حاصل کرنے کے لئے ——— میری انگریزی کمزور تھی ——— اس لئے میں نے سوچا۔ انگریزی کو یونیورسٹی کے وٹامن کھلا کر مضبوط بنا لوں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر تم کہو تو کنگ آف ڈھمپ کو تمہاری تعلیم کے متعلق رپورٹ پہنچا دی جائے"

صفدر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے ان کی اجازت سے یہاں داخلہ لیا ہے" ——— عمران بدستور ٹھس تھا۔

"یہ کچھ نہیں بتائے گا صفدر ——— اس کا کوئی اور علاج کرنا پڑے گا اور وہ علاج میں جانتی ہوں" ——— جولیا غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ میڈیکل شعبے کی طالبہ نظر آتی ہیں ——— ویسے آپ نے کوئی قبرستان الاٹ کرا لیا ہے محترمہ" ——— عمران نے اسے مزید چڑاتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ——— تم دیکھنا کہ میں تمہارا حشر کیا کرتی ہوں" ——— جولیا نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"مارشل" ——— اچانک عمران نے ہانک لگائی۔

"یس باس" ——— جوزف نے چونک کر کہا۔

"انہیں باہر کا راستہ دکھاؤ ——— یہ پرنس سے خواہ مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جوزف تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے تیور واقعی خطرناک معلوم ہو رہے تھے۔

"کک ——— کیا مطلب ——— کیا تم ہمیں زبردستی کمرے سے باہر نکالو گے۔" جولیا سمیت صفدر اور کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب ہمارے آرام کا وقت ہے ——— اس لئے چلتے پھرتے نظر آؤ ——— ورنہ مارشل اس کام میں بڑا ماہر ہے ——— اگر تم زندہ نہ جانا چاہو تو تمہاری لاشیں کمرے سے باہر پھینک دے گا" ——— عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران کا اشارہ ملتے ہی جوزف نے دونوں ریوالور نکال لیے۔

"چلو جولیا چلیں" ——— صفدر نے جولیا کا بازو پکڑتے ہوئے کہا جو غصے کی شدت

سے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

اور پھر وہ تینوں خاموشی سے کمرے سے باہر آ گئے۔ جوزف نے ان کے عقب میں ایک دھماکے سے دروازہ بند کر دیا۔ جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے تھپڑ مار دیا ہو۔

"یہ ہماری بے عزتی ہے ــــ میں اس کا انتقام لوں گی" ــــ جولیا نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جذباتی مت بنو ــــ عمران احمق نہیں ــــ اگر اس نے ہمارے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا ہے تو ضرور کچھ سوچ کر ہی کیا ہوگا" ــــ صفدر نے اسے ٹھنڈا کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو ــــ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا" ــــ جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر یا شکیل اس کی بات کا جواب دیتے ــــ اچانک چوکیدار بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا۔

"آپ کو مس شوگی بلا رہی ہیں جناب" ــــ چوکیدار نے ان کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"مس شوگی ــــ وہ کون ہے" ــــ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"پرنس کے ساتھ والے کمرے میں رہتی ہیں جناب ــــ غیر ملکی طالب علم ہیں" ــــ چوکیدار نے ان کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا

"اوہ ــــ اچھا ــــ ٹھیک ہے ــــ آؤ جولیا" ــــ صفدر نے فوری طور پر کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئے۔

عمران کے ساتھ والے کمرے کے دروازے پہ ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی کھڑی تھی۔

"ہیلو فرینڈز ــــ میں نے آپ کو یوں پرنس کے کمرے سے نکلتے دیکھا تو میں نے سوچا کہ یہ بات غلط ہے ــــ آپ اتنی دور سے انہیں ملنے آئے اور اس نے ملنے سے انکار کر دیا ــــ میں نے سوچا کہ کہیں آپ پرنس کی طرح سب کو ہی مغرور نہ سمجھ لیں" ــــ مس شوگی نے ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ ایسی بات نہیں ــــ ہم بھی یونیورسٹی کے طالب علم ہیں بس پرنس سے ملنے کے لیے آ گئے ــــ مگر پرنس تو شاید بہت ہی مغرور اور نک چڑھا ہے" ــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھئی پرنس جو ہوا ــــ اگر وہ ایسی حرکتیں نہ کرے تو اسے پرنس کون کہے ــــ آیئے ــــ اندر آ جایئے" ــــ شوگی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں کمرے میں داخل ہو گئے۔

کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ــــ ہوسٹل لائف میں ایک طالب علم کے کمرے کی اس طرح کی سجاوٹ کا تو انہیں تصور تک نہ تھا۔

"بڑا خوبصورت کمرہ ہے آپ کا" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ــــ بس مجھے شوق ہے کمرہ سجانے کا ــــ تشریف رکھیں" شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تینوں نے کرسیاں سنبھال لیں جبکہ شوگی

بستر پر بیٹھ گئی۔

"کیا پئیں گے آپ" ــــ شوگی نے پوچھا۔

"اوہ نہیں، نہیں ــــ شکریہ ــــ آپ واقعی بڑی خلیق ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے ــــ ایسی کوئی بات نہیں ــــ یہ تو میرا فرض ہے"۔ شوگی نے کہا اور پھر اس نے الماری میں سے شراب کی ایک بوتل اور گلاس نکالے۔

"سوری ــــ ہم یہ نہیں پیتے" ــــ صفدر نے شراب دیکھتے ہی کہا۔

"اوہ ــــ مگر آپ تو پئیں گی ــــ آپ بھی میری طرح غیر ملکی طالبعلم ہیں" ــــ شوگی نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری ــــ میں بھی نہیں پیتی" ــــ جولیا نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ابھی تک عمران کے سلوک پر دل ہی دل میں کھول رہی تھی۔

"اوہ ــــ اچھا ــــ تو پھر کوکا کولا سے کام چل جائے گا" ــــ شوگی نے بوتل واپس رکھی اور کمرے کے کونے میں موجود آئس باکس کی طرف بڑھی۔ اس نے اس میں سے کوکا کولا کی بوتلیں نکالیں اور میز پر رکھ دیں۔

"سب سے پہلے تعارف ہو جائے تو بہتر ہے" ــــ شوگی نے ایک بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام صفدر ہے ــــ میں کالام یونیورسٹی سے مائیگریشن کرا کر یہاں آیا ہوں ــــ نفسیات کے شعبے کا طالب علم ہوں ــــ یہ میرے دوست شکیل ہیں ــــ یہ بھی میرے ساتھ ہی کالام یونیورسٹی سے آئے ہیں

اور یہ مس جولیانا ہیں ــــ ان سے یہیں تعارف ہوا ہے" ــــ صفدر نے سب کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ شاید سوئس ہیں جولیانا" ــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ میرا تعلق سوئٹزرلینڈ سے ہے ــــ مگر مجھے اس ملک میں آئے کافی عرصہ ہو گیا ہے ــــ مجھے یہاں کی تہذیب اور کلچر پسند ہے" ــــ جولیا نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام شوگی ہے ــــ میرا تعلق مغربی جرمنی سے ہے ــــ میں یہاں آثار قدیمہ کے شعبے کی طالبہ ہوں ــــ میں اس ملک کے آثار قدیمہ پر ریسرچ کر رہی ہوں" ــــ شوگی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ــــ بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر" ــــ صفدر نے رسمی فقرہ بولتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑیں ان رسمی فقروں کو ــــ یہ تو کاروباری لوگوں کو زیب دیتے ہیں ــــ ہم تو طالب علم ہیں" ــــ شوگی نے مترنم ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ نے کب اس یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے" ــــ صفدر نے پوچھا۔

"دو ماہ ہوئے ہیں" ــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ اس کا مطلب ہے ــــ آپ بھی ہماری طرح نئی ہیں ــــ بہرحال آپ کے حسن اخلاق کا شکریہ" ــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑو ــــ یہ تکلفات پرنس کے لئے رہنے دو"۔ شوگی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہم نے تو پرنس کے اخلاق کی بڑی تعریفیں سنی تھیں ــــ مگر

"پرنس تو بڑا بد اخلاق ثابت ہوا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے شوشہ چھوڑتے ہوئے کہا۔

" ہوں ۔۔۔ نجانے اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے ۔۔۔ میں نے بھی ایک دن بات کرنی چاہی کہ چلو ہمسائے بن ہی گئے ہیں تو اچھے ہمسائے بن جائیں ۔۔۔ مگر اس نے تو بات کا جواب دینا بھی گوارا نہ کیا ۔۔۔ مغرور نک چڑھا" ۔۔۔ شوگی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ارے ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ آپ جیسی خوبصورت لڑکی کو اس نے لفٹ نہیں دی ۔۔۔ بڑا کور ذوق ہے" ۔۔۔ جولیا نے اچانک چہچہاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

اور صفدر اور شکیل نے چونک کر بڑے حیرت بھرے انداز میں جولیا کو دیکھا کہ ابھی چند لمحے پہلے تو وہ عمران پر خار کھا رہی تھی ۔۔۔ ابھی یکدم اس کا لہجہ کیسے بدل گیا۔

اور پھر وہ ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے دھیرے سے مسکرا دیئے ۔۔۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ شوگی کو لفٹ نہ دینے پر جولیا کو خوشی ہوئی ہے۔

" ہوں ۔۔۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ اس سے لفٹ مانگتی پھروں ۔۔۔ مجھے غصہ آ گیا تو مچھر کی طرح مسل دوں گی ۔۔۔ میں نے بہت دیکھے ہیں ایسے پرنس" ۔۔۔ شوگی نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے جوزف اندر داخل ہوا اس کا رخ شوگی کی طرف تھا۔

" مس ۔۔۔ پرنس کہہ رہے ہیں کہ آہستہ بولیں ۔۔۔ آپ کی پہاڑی کوے جیسی آواز سن کر پرنس کے سر میں درد ہونے لگتا ہے" ۔۔۔ جوزف کا لہجہ بھی بڑا تحقیر آمیز تھا۔

" کک ۔۔۔ کیا ۔۔۔ تمہارے پرنس کی یہ جرأت کہ وہ میری توہین کرے"۔ شوگی غصے سے کانپتی ہوئی کھڑی ہو گئی ۔۔۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ انتہائی تیزی سے سرہانے کے نیچے گھسا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سب کچھ سمجھتے ۔۔۔ ایک دھماکہ ہوا ۔۔۔ اور گولی جوزف کے کان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا ۔۔۔ اور شوگی کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا ۔۔۔ دوسرا دھماکہ جوزف کے ریوالور سے ہوا تھا۔

" یہ گولی تمہارے سینے میں بھی گھس سکتی تھی ۔۔۔ مگر پرنس بہت رحمدل ہے ۔۔۔ اس بات کو نوٹ کر لو" ۔۔۔ جوزف نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

شوگی چند لمحے حیرت اور خفت سے بت بنی کھڑی رہی۔ پھر وہ اچانک اپنی جگہ سے اچھلی اور تیر کی طرح اڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

صفدر۔ شکیل اور جولیا بھی اس کے پیچھے لپکے۔

" کھولو ۔۔۔ دروازہ کھولو کمینے ۔۔۔ بدمعاش ۔۔۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گی" ۔۔۔ شوگی عمران کے کمرے کے بند دروازے پر ہسٹریائی انداز میں مکے برسا رہی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے پورا ہوسٹل وہاں اکٹھا ہو گیا ۔۔۔ گولیوں کے دھماکے اور شوگی کے چیخنے نے مقناطیس کا کام کیا تھا۔

"کیا ہوا ___ کیا ہوا ___ یہ گولیاں کس نے چلائیں" ___ تمام نے چیختے ہوئے پوچھا

"ٹھہرو ___ یہ اس طرح دروازہ نہیں کھولے گا ___ میں اس کا کمرہ بم سے اڑا دیتی ہوں" ___ اچانک شوگی تیزی سے پلٹی مگر صفدر نے اچانک اس کے بازو پکڑ لیے۔

"مس شوگی ___ آپ کو کیا ہو گیا ہے ___ کچھ اپنی پوزیشن کا خیال کیجیے"۔ صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ___ چھوڑو مجھے ___ میں اس سے اپنی توہین کا بھرپور انتقام لوں گی۔ خوفناک انتقام" ___ شوگی نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر ظاہر ہے گرفت صفدر کی تھی ___ وہ اتنی آزادی سے کہاں آزاد ہو سکتی تھی۔

اسی لمحے عمران کے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ اور دوسرے لمحے دروازے میں عمران کا مطمئن چہرہ نظر آیا۔

"کیا بات ہے ___ ہماری عبادت میں خلل ڈالنے کی کس نے جرأت کی ہے"۔ عمران نے بڑے باوقار انداز میں کہا۔

"تم ___ کمینے ___ بدمعاش ___ اُلو ___ میں تمہارا خون پی جاؤں گی"۔

"ارے۔ ارے مس چھوگی ___ اوہ سوری ___ مس چوگی ___ بڑا خوبصورت ہے ___ آپ کے ملک کا ڈانس ___ واہ بھئی ___ واہ ___ واقعی بڑے پیارے انداز میں ناچ رہی ہیں ___ ہیئر ___ ہیئر ___ گڈ شو"۔ عمران نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

"میں ناچ رہی ہوں ___ تم میرا مذاق اڑا رہے ہو ___ تم ___ تم نہیں جانتے ___ میں کون ہوں" ___ شوگی واقعی غصے سے ناچ گئی۔

"کمال ہے ___ اگر تالیاں بجانے کو آپ مذاق سمجھتی ہیں ___ تو پھر تو میں واقعی مذاق اڑا رہا ہوں ___ ارے مس چوگی ___ آپ جانتی ہیں چوگی کسے کہتے ہیں ___ ہماری ریاست میں چار سال کی عمر کی بکری کو چوگی کہتے ہیں۔ کمال ہے ___ آپ کی عمر صرف چار سال ہے ___ بھئی واہ ___ واقعی آپ بڑی کمسن ہیں ___ یہ یونیورسٹی والے بھی پاگل ہیں ___ کم سے کم آپ کی عمر تو پوچھ لیتے ___ چوگی کو تو پرائمری سکول میں داخلہ نہیں ملتا"۔ عمران کی زبان چل رہی تھی جبکہ چہرے پر حماقت کا آبشار بہہ رہا تھا۔

اب تو شوگی پر واقعی ہسٹریائی دورہ پڑ گیا۔ اس کے منہ سے کف بہنے لگا اور وہ بری طرح چیخنے لگی ___ صفدر اسے گھسیٹتا ہوا اس کے کمرے میں لے گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ بہت سے طالب علم کمرے میں گھس گئے۔ ہر طرف چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ مس شوگی کمرے میں پہنچتے ہی بیہوش ہو گئی۔ اور صفدر نے اسے بستر پہ لٹا دیا۔

"آپ سب لوگ باہر جائیں اور تازہ ہوا آنے دیں ___ فوراً کسی ڈاکٹر کو بلائیں ___ یہ دورہ خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے" ___ جولیا نے کمرے میں آنے والے لڑکوں اور لڑکیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب تیزی سے باہر نکل گئے۔

صفدر مس شوگی کو ہوش میں لانے کی کوششوں میں مصروف ہو گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل ایک طرف خاموش کھڑے تھے کہ اچانک جولیا کی نگاہیں کپڑے لٹکانے والی الماری کے نچلے خانے پر جا پڑیں۔ الماری کا ایک پٹ شاید لڑکوں کے اندر آنے کی وجہ سے کھل گیا تھا۔ وہ چند لمحے حیرت بھرے انداز میں دیکھتی رہی پھر تیزی سے الماری کی طرف جھپٹی ___ الماری کے خانے میں ایک انسانی

پنجہ پڑا ہوا تھا۔ اس انسانی پنجے کی صرف دو انگلیاں تھیں۔ چھوٹی انگلی۔ انگوٹھا اور درمیان کی بڑی انگلی غائب تھی جبکہ دو انگلیاں سیدھی تھیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہاتھ وی کا نشان بنا رہا ہو۔

اسی لمحے دروازے پر آہٹ ہوئی اور جولیا نے پھرتی سے وہ انسانی پنجہ جیب میں ڈال لیا۔ دوسرے لمحے وارڈن ایک ڈاکٹر کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا — مس شوگی کو کیا ہوا" — وارڈن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب — پرنس کے ملازم نے انہیں کوئی سخت بات کہہ دی جس پر یہ اتنے غصے میں آئیں کہ چیختے چیختے بیہوش ہو گئیں" — صفدر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو" — وارڈن نے غور سے صفدر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم بھی یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس ہیں جناب — پرنس سے ملنے آئے تھے کہ مس شوگی نے ہمیں بلا لیا۔ ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ پرنس کا باڈی گارڈ اندر آیا — اس نے مس شوگی کو بڑے توہین آمیز انداز میں خاموش ہونے کے لئے کہا جس پر مس شوگی نے انتہائی غصے کی حالت میں اس پر گولی چلا دی، وہ بال بال بچ گیا۔ اس پر پرنس کے باڈی گارڈ نے بھی جواب میں گولی چلائی اور مس شوگی کا پستول ان کے ہاتھ سے دور جا گرا۔ ملازم چلا گیا تو مس شوگی نے جا کر پرنس کے دروازے پر مکے برسانے شروع کر دیئے۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں قابو کیا اور یہ غصے کی شدت سے بیہوش ہو گئیں" — صفدر نے پوری تفصیل سے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ — یہ تو بہت برا ہوا — میں وائس چانسلر سے اس کی شکایت کروں گا" — وارڈن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ غصے کی شدت سے بیہوش ہو گئی ہیں — میں نے انجکشن لگا دیا ہے۔ خطرے کی کوئی بات نہیں — جلد ہی ہوش میں آ جائیں گی" — ڈاکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب — جب تک یہ ہوش میں نہ آئیں — آپ یہیں ٹھہریں اور سنیں — آپ لوگ اب جا سکتے ہیں" — وارڈن نے ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ صفدر وغیرہ کو ہدایت کر دی۔

"بہتر جناب" — صفدر نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں خاموشی سے باہر آ گئے — عمران کا دروازہ بند تھا۔ جبکہ ہوسٹل میں لڑکے اور لڑکیاں ٹولیوں کی صورت میں کھڑے بڑی متجسس نظروں سے مس شوگی کے کمرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

جیسے ہی یہ تینوں باہر آئے — سب نے انہیں گھیر لیا۔ وہ جھگڑے کی تفصیلات سننا چاہتے تھے۔ صفدر نے مختصر طور پر انہیں واقعات بتائے۔ اور پھر بڑی مشکل سے پیچھا چھڑا کر وہ کار لے کر ہوسٹل سے باہر آ گئے۔

"کمال ہے — اتنا غصہ — یہ مس شوگی تو کوئی پاگل لڑکی ہے" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں — ایک معمولی سی بات پر وہ یوں غصے سے پاگل ہو گئی جیسے جوزف نے اسے گولی مار دی ہو — ویسے ایک بات ہے — مس شوگی نے جس انداز میں پستول نکال کر گولی چلائی — اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے پستول کے استعمال کا وسیع تجربہ ہے" — صفدر نے کہا۔

"یہ کوئی بڑی بات نہیں — غیر ممالک میں لوگ شوقیہ اسلحہ کے استعمال کی ٹریننگ لیتے ہیں" — جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا

"ارے ہاں جولیا ——— وہ تم نے الماری سے کیا نکالا تھا"۔ کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔ جیسے اسے ابھی ابھی یاد آیا ہو۔

"یہ دیکھو"——— جولیا نے کہا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر انسانی پنجہ باہر نکال لیا۔

"ارے ——— یہ تو اصلی انسانی پنجہ ہے ——— مگر یہ مس شوگی کے پاس کہاں سے آیا۔ وہ میڈیکل کی طالبہ تو نہیں ہیں"——— کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بہت پرانا لگ رہا ہے ——— شاید کہیں آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران ملا ہوگا"——— صفدر نے کہا۔

"ہاں ——— یہی بات ہوگی ——— اس نے بتایا تو تھا کہ وہ آثار قدیمہ پر ریسرچ کر رہی ہے"——— کیپٹن شکیل نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے تو کچھ اور ہی چکر معلوم ہوتا ہے"——— جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیسا چکر"——— صفدر اور کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ایک دفعہ عمران کی زبانی سنا تھا کہ مجرموں کی ایک بین الاقوامی تنظیم انسانی پنجہ جس کی دو انگلیاں وی کی شکل میں اٹھی ہوئی ہوں اپنے مخصوص نشان کے طور پر استعمال کرتی ہیں ——— اور یہ پنجہ اس تنظیم کے سربراہوں یا اہم ارکان کے پاس ہوتا ہے"——— جولیا نے جواب دیا۔

"ارے نہیں ——— وہی ہماری پولیس والی عادت ——— کہ ہر بات کو شک کی نگاہ سے دیکھنا ——— بین الاقوامی مجرموں کو بھلا کیا ضرورت ہے کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے کر ہوسٹلوں میں رہیں ——— وہاں رہ کر انہوں نے کیا کرنا ہے"——— کیپٹن

شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر بھلا سیکرٹ سروس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے"——— جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"بھئی ——— ہم تو تفریح کر رہے ہیں ——— اور بس ——— جیسے ہی کوئی کیس شروع ہوا ——— تفریح ختم ہو جائے گی"——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں لڑنے اور بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے ——— ہم یہ پنجہ ایکسٹو کو بھیج دیتے ہیں ——— اگر کوئی چکر ہوگا تو خود ہی دیکھ لے گا ——— دوسری صورت میں ہم کیوں اپنا دماغ خراب کرتے پھریں"——— صفدر نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"چلو یہ ٹھیک ہے"——— جولیا اور شکیل نے صفدر کا فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر نے جو کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ کار کا رخ دانش منزل کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا تاکہ پنجہ ایکسٹو کے حوالے کرنے کے بعد ہی جولیا کے فلیٹ پہنچا جائے۔

اس کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی فیصلہ کر لیتا تو پھر اس میں ایک لمحے کی تاخیر بھی اسے گوارا نہ ہوتی تھی۔

عمران نے دوسرے روز بڑے پُرخلوص انداز میں وارڈن کے سا
مس شوگی سے معافی مانگ لی تھی۔ اور مس شوگی نے نہ صرف اسے معا
کردیا بلکہ اپنے کمرے میں بلا کر اس کی اور جوزف کی چھوٹی سی دعوت بھ
کر ڈالی تھی۔

"پرنس ـــــ مجھے افسوس ہے کہ کل رات میں واقعی پاگل ہو گئی تھ
مس شوگی نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے ـــــ میں تو سمجھا تھا کہ آپ اداکاری کر رہ
ہیں ـــــ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ پاگل ہو گئی ہیں تو میں کب کا یونیورسٹی
سے فرار ہو چکا ہوتا۔ مجھے پاگلوں سے بڑا ڈر لگتا ہے اور خاص طور پ
پاگل عورتوں سے" ـــــ عمران نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے
ہوئے کہا۔ اور مس شوگی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں آپ کی طبیعت سمجھ گئی ہوں پرنس ـــــ اس لئے اب بُ
نہیں مانوں گی" ـــــ مس شوگی نے کہا۔

"برا بے شک آپ مان جائیں ـــــ بس ایک خیال رکھیں ک
پاگل نہ ہوں" ـــــ عمران نے بڑے پُرخلوص انداز میں اسے مشورہ دی

ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــــ اب میں پاگل نہ ہوں گی ـــــ ویسے پرنس
آپ کی ریاست کہاں واقع ہے" ـــــ مس شوگی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہمالیہ کی ترائی میں ہے" ـــــ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے پرنس ـــــ ایک مشورہ دوں" ـــــ مس شوگی نے اچانک
موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"بشرطیکہ مفت ہو" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"بالکل مفت ـــــ آپ سٹوڈنٹس سیاست میں حصہ کیوں نہیں لیتے۔
یقین کریں آپ اس میں بے حد کامیاب رہیں گے" ـــــ مس شوگی نے کہا۔

"سٹوڈنٹس سیاست ـــــ بھلا کیا بن جاؤں گا" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"آپ پورے ملک کی سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر بن سکتے ہیں"
مس شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہو گا ـــــ میں ایک پرنس ہوں ـــــ اور ہو سکتا ہے کہ
والد صاحب کسی بھی وقت فوت ہو کر مجھے کنگ بنا جائیں۔ مجھے بھلا سٹوڈنٹس
کا صدر بننے سے کیا ملے گا۔ پھر تقریریں کرو ـــــ ہنگامے کرو ـــــ ہڑتالیں
کرو ـــــ ملک کو آگ لگاؤ ـــــ تب جا کر کامیاب ہو ـــــ میں باز آیا
ایسی سیاست سے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اسی میں تو لطف ہے ـــــ تھرل ہے ـــــ ایڈونچر ہے" ـــــ مس
شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ ہے تو سہی ـــــ مگر..." ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"چلیں آپ براہِ راست نہ آئیں —— فنانس تو کر سکتے ہیں" —— مس شو
نے پینترا بدلتے ہوئے کہا۔

"فنانس —— کیا مطلب —— میں سمجھا نہیں" —— عمران نے واق
چونکتے ہوئے کہا۔

"راضی مجھے بتا رہا تھا کہ عنقریب حکومت کے خلاف کوئی ہنگامہ ہو
والا ہے —— اور اس کے لئے انہیں رقم کی ضرورت ہے" —— شوگی
عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"چندہ کر لیں" —— عمران نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔

"چندے سے بات نہیں بنتی —— ملک گیر ہنگامے چندے سے کا
نہیں ہو سکتے" —— مس شوگی نے جواب دیا۔

"تو نہ کریں ہنگامہ —— آخر ہنگامے کی ضرورت ہی کیا ہے" ——
عمران نے اسی طرح لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واہ —— بغیر ہنگاموں کے سٹوڈنٹس سیاست کا کیا لطف —— ہنگا
تو ہو گا —— اور ضرور ہو گا" —— مس شوگی نے کہا۔

"کتنی رقم کی ضرورت ہو گی اس لطف کے لئے" —— عمران نے پوچ

"یہ تو مجھے معلوم نہیں —— راضی کو پتہ ہو گا —— بہر حال رقم خاصی
ہو گی —— تبھی کام چلے گا" —— شوگی نے کہا۔

"آپ راضی سے اس کی رضا پوچھ لیں —— اگر آپ راضی ہیں تو ہ
بھی راضی —— رقم کی کیا پرواہ ہے —— واقعی لطف رہے گا" ——
عمران نے کہا۔

"بہت خوب —— آپ واقعی پرنس ہیں —— میں آج ہی راضی سے

بات کروں گی" —— مس شوگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اور سنو —— اگر اسلحہ وسلحہ چاہیئے تو اس کا انتظام بھی ہو جائے گا ——
ہماری ریاست میں بڑا اچھا اسلحہ بنتا ہے اور یہ اسلحہ یہاں منگوانا ہمارے لئے
کوئی مسئلہ نہیں" —— عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"بہت خوب —— یہ تو اور بھی اچھا ہے —— مگر ایک بات ہے پرنس
اس بات کا کسی کو پتہ نہ چلے —— ورنہ پھر حکومت حرکت میں آجائے گی اور سارا
لطف کرکرا ہو جائے گا" —— مس شوگی نے بڑے لگاوٹ بھرے انداز
میں کہا۔

"ارے یہ بات نہیں —— پرنس کا سینہ رازوں کا مدفن ہے —— ایک
بار ہماری ریاست کے کچھ لوگوں نے ہمارے والد کے خلاف بغاوت کرنی چاہی
ہمیں پہلے سے علم ہو گیا مگر ہم نے کسی کو نہ بتایا —— چنانچہ بغاوت ہوئی اور
زور شور سے ہوئی —— مگر افسوس ہمارے والد صاحب نے بغاوت کو دبا دیا۔
پتہ نہیں کتنا گہرا دبا دیا کہ وہ پھر باہر نہیں آئی" —— عمران نے جواب دیا۔

"کمال ہے —— پھر تو آپ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے" —— مس شوگی نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اعتماد چھوڑ آپ اعتماد الدولہ کر سکتی ہیں —— اچھا اب اجازت ——
یونیورسٹی کا ٹائم ہو گیا ہے" —— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف
میت باہر نکل گیا۔

عمران کے جاتے ہی شوگی نے بڑی پھرتی سے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی
سے الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری میں سے ٹرانسمیٹر نکالا جو
ٹرانسسٹر کی شکل کا تھا اور پھر اس نے مادام دی سے رابطہ قائم کیا۔

"ہیلو ۔۔۔ شوگی سپیکنگ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی شو مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ وی سپیکنگ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے مادام کی آواز ابھری۔

"مادام ۔۔۔ یونیورسٹی میں ریاست ڈھمپ کے شہزادے نے داخلہ اتفاق سے اس کا کمرہ ہوسٹل میں میرے کمرے کے برابر ہے ۔۔۔ میں ا کئی دن سے چیک کر رہی تھی ۔۔۔ وہ بے حد احمق اور جذباتی قسم کا نوجوا اور یونیورسٹی اور ہوسٹل میں بے دریغ دولت لٹا رہا ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر اسے اپنے مشن کے لئے ٹٹولنا تھا ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ مادام وی کی اُ بھری آواز سنائی دی۔

"مادام ۔۔۔ میں نے ابھی ابھی اس سے بات کی ہے ۔۔۔ وہ ہما مشن میں حصہ لینے کے لئے بے قرار ہے ۔۔۔ بلکہ فنانس بھی کرے گا اور کے ساتھ ہی اس نے آفر دی ہے کہ وہ اپنی ریاست سے مطلوبہ اسلحہ بھی منگوا دے سکتا ہے" ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ پرنس دل سے ہمارے ساتھ شامل ہو جائے گا۔ نہ ہو کہ وہ راز کھول دے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ مادام وی نے کچھ سوچتے ہوئے دیا۔

"نہیں مادام ۔۔۔ میں نے اسے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ وہ بہ احمق سا شخص ہے ۔۔۔ وہ ہمارے مطلب کا ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگ یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اسے ہینڈل کرو ۔۔۔ مگر اسے کسی خفیہ اجلاس میں شریک نہ کرنا ۔۔۔ ہم اسے سائیڈ میں رکھیں گے۔ کیونکہ احمق آدمی بعض اوقات نقصان دہ بھی ثابت ہوتے ہیں ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ وی نے منظوری دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام ۔۔۔ ویسے بھی میں نے اسے فنانس کرنے کے لئے منتخب کیا ہے تاکہ مشن کا مالی بوجھ ہلکا کیا جا سکے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ جتنا نچوڑا جا سکے ۔۔۔ نچوڑ دو ۔۔۔ بس شروع میں ہاتھ ہلکا رکھنا ۔۔۔ اور اگر ہو سکے تو اس کے ساتھ ایسی تصویریں بنوا لو ۔۔۔ جن کی بنا پر اسے بلیک میل کیا جا سکے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ مادام وی نے کہا۔

"بہتر مادام ۔۔۔ میں اپنے ساتھ ہی تصویریں بنواؤں گی ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میرے طلسم سے نہیں بچ سکے گا ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔۔۔ خفیہ کیمرے فٹ کرا دیئے جائیں گے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ مادام نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو ۔۔۔ مادام ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

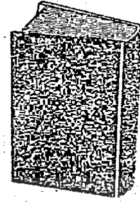
"راضی کے متعلق مزید کوئی رپورٹ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ مادام وی نے پوچھا

"وہ کام کر رہا ہے مادام ۔۔۔ عنقریب فائنل رپورٹ دے گا ۔۔۔ پھر ابتدائی اجلاس ہو گا ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ جلد از جلد ابتدائی اجلاس ہو جانا چاہئے ۔۔۔ باقی سیکشنوں میں بھی کام ہو رہا ہے ۔۔۔ میں جلد از جلد مشن مکمل کرنا چاہتی ہوں ۔۔۔ اوور" مادام وی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شوگی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ مادام وی نے کہا اور شوگی نے رابطہ ختم کر دیا۔
پھر اس نے ٹرانسمیٹر الماری میں رکھا اور یونیورسٹی جانے کے لئے لباس تبدیل کرنے میں مصروف ہو گئی۔



بلیک زیرو

انسانی پنجہ ہاتھ میں اٹھائے اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جو جولیا وغیرہ نے اسے ایک روز قبل لا کر دیا تھا۔ میز پر ایک موٹی فائل پڑی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے پنجہ واپس میز پر رکھا اور فائل کھول غور سے اسے پڑھنے لگا۔ وہ فائل کے صفحے بار بار پلٹتا اور پھر رک جاتا۔ چ لمحے بغور اس صفحے کو دیکھنے کے بعد دوبارہ صفحے پلٹنا شروع کر دیتا۔

اچانک قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور بلیک ز نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کیا ہو رہا ہے ــــ کالے صفر ــــ کاش تم سفید ہوتے چاہے صا ہی ہوتے تاکہ تمہاری کچھ قدر و قیمت تو ہوتی" ــــ دوسری طرف سے عمر کی چہک دار آواز سنائی دی۔

"اوہ ــــ عمران صاحب ــــ آپ کے ہوتے ہوئے بھلا میں کس ط

سفید صفر ہو سکتا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھوٹ کر گئے ہو پیارے ــــ سناؤ کیا ہو رہا ہے ــــ کوئی نئی خبر اوور" ــــ عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب ــــ جولیا نے آپ کی یونیورسٹی کے ہوسٹل سے ایک انسانی پنجہ لا کر دیا ہے ــــ انسانی ہاتھ کا پنجہ جس کا انگوٹھا اور دو انگلیاں کٹی ہوئی ہیں ــــ دو انگلیاں وی کی صورت میں اوپر کو اٹھی ہوئی ہیں۔ میں نے کراس فائل چیک کی ہے۔ مگر اس میں تو اس کے متعلق کوئی حوالہ نہیں ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"وی کی صورت میں انسانی پنجہ ــــ ذرا دیکھو کلائی کی جگہ پہ ہڈی میں ستاروں کی مانند تین گڑھے ہیں" ــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ستاروں کی مانند گڑھے" ــــ بلیک زیرو نے چونک کر کہا اور پھر میز پہ پڑا ہوا پنجہ اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔

"ارے ہاں ــــ واقعی تین ستارے نما گڑھے موجود ہیں" ــــ بلیک زیرو نے پر جوش لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ جولیا یہ پنجہ کہاں سے لائی ہے" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ آپ کے ہوسٹل گئی تھی ــــ وہاں آپ کے برابر کوئی غیر ملکی لڑکی شوگی رہتی ہے ــــ اس کی الماری میں یہ پنجہ موجود تھا" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں سمجھ گیا ــــ تم جولیا کو کہو کہ آج شام یہ پنجہ وہ واپس اس کمرے میں رکھ آئے ــــ اس کی عدم موجودگی میں وہ ہوشیار ہو

جائے گی" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"مگر ــــ اس پنجے کا چکر کیا ہے ــــ اوور" ــــ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ بین الاقوامی مجرموں کی ایک خوفناک تنظیم کا مخصوص نشان ہے۔ تفصیل کے لئے فائل نمبر بارہ دیکھ لینا" ــــ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے رسیور رکھا اور پھر تیزی سے اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ضخیم سی فائل تھی جس کے کونے پر سرخ رنگ سے بارہ کا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے فائل کھولی اور اس کا انڈکس دیکھنے لگا ــــ چند لمحوں بعد اسے اس تنظیم کا نام انڈکس میں لکھا ہوا مل گیا۔ اس نے فائل میں درج تفصیلات والا صفحہ نکالا اور غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔

یہ فائلیں عمران کی محنت شاقہ کا نتیجہ تھیں۔ اور عمران نے پوری دنیا میں کام کرنے والی یا سابقہ مجرموں کی تنظیموں کا جس حد تک ہو سکا تھا۔ مکمل ریکارڈ مرتب کیا تھا۔

فائل کے مطابق یہ تنظیم بین الاقوامی نوعیت کی تھی۔ اسے دی گینگ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس تنظیم کی سربراہ کوئی عورت تھی جسے مادام دی کہا جاتا تھا۔ یہ تنظیم ملکوں میں اعلیٰ پیمانے کی تخریبی کارروائیوں میں پوری دنیا میں مشہور تھی اور کئی مضبوط ترین حکومتیں اس کے ہاتھوں تباہ ہو چکی تھیں۔

اس تنظیم کا خاصہ یہ تھا کہ یہ انتہائی ہوشیاری، احتیاط اور خفیہ طور پر کام

کرتی تھی۔ اس کے ایجنٹ بظاہر عام افراد جیسی زندگی گزارتے تھے۔ ان کا پولیس یا سیکرٹ سروس کے پاس کوئی ریکارڈ نہ تھا۔ اور نہ ہی اس تنظیم کے افراد براہ راست تخریب، توڑ پھوڑ یا قتل و غارت میں ملوث ہوتے تھے۔ اور نہ ہی یہ اس کے لئے مقامی غنڈوں کی خدمات حاصل کرتے تھے۔

بلکہ تنظیم کی اعلیٰ کمیٹی بڑی احتیاط سے ایک منصوبہ تیار کرتی اور پھر اس منصوبے پر بڑے خفیہ پیمانے پر کام شروع کر دیا جاتا۔ محسوس یوں ہوتا جیسے یہ سب کچھ عام لوگ کر رہے ہوں۔ مگر آخر میں نتیجہ اس تنظیم کے حسب منشا نکلتا۔

صرف ایک بار مغربی جرمنی میں اس تنظیم کا سراغ ملا تھا اور اس کے کچھ ایجنٹ گرفتار ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے دنیا کو پہلی بار اس تنظیم سے آگاہی ہوئی تھی۔ اس تنظیم کا مخصوص نشان انسانی پنجہ تھا۔ جس کی دو انگلیاں وی کی شکل میں اٹھی ہوئی ہوتی تھیں اور کلائی پر تین ستارے نما گڑھے ہوتے تھے۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ملک میں دی گینگ سرگرم عمل ہے اور ظاہر ہے ان کا مقصد حکومت کا تختہ الٹنا ہے۔ مگر یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ آخر اس تنظیم کے افراد یونیورسٹی دشلوں میں کیوں مقیم ہیں۔

"بہرحال اسے خوشی تھی کہ عمران کو اس تنظیم کی موجودگی کا سراغ مل گیا ہے اب وہ خود ہی اس سے نپٹ لے گا۔

اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا سپیکنگ" ــــ

"ایکسٹو" ــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"بس سر" ـــــ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا ـــــ دانش منزل سے وہ پنجہ حاصل کر کے واپس اسی جگہ رکھ آؤ ـــــ جہاں سے تم اسے لے آئی تھیں ـــــ مگر کسی کو پتہ نہ چلے" ـــــ بلیک زیرو نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ـــــ مگر کیا اس پنجے کی کوئی اہمیت ہے" ـــــ جولیا نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ـــــ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیا اس کی کوئی اہ ہے بھی یا نہیں ـــــ بہرحال تم فوراً پنجہ واپس رکھ آؤ" ـــــ بلیک زیرو نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے سر ـــــ میں شام کو پنجہ حاصل کر لوں گی" ـــــ جولیا نے جو دیا۔

"او کے ـــــ پنجہ تمہیں کانفرنس ہال کی الماری میں رکھا ہوا مل جائے" بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر بلیک زیرو نے فائلیں دوبارہ الماری میں رکھیں اور پنجہ اٹھا کانفرنس روم میں چلا آیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں پنجہ رکھا اور پھر الما بند کر کے وہ دوبارہ اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر سلطان سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی مخصوص آ سنائی دی۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب ـــــ فرمائیے" ـــــ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"طاہر ـــــ عمران کہاں ہے" ـــــ سر سلطان نے پوچھا۔

"اس نے آجکل یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہوا ہے ـــــ اور رہتا بھی ہوسٹل میں ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ ہاں ـــــ مجھے یاد آ گیا ـــــ ایک بار وائس چانسلر نے مجھ سے پوچھا تھا ـــــ مگر چکر کیا ہے" ـــــ سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔ انہیں شاید عمران کے داخلے کے متعلق خیال نہیں رہا تھا۔

"فی الحال تو کوئی چکر نہیں جناب ـــــ عمران صاحب نے بس تفریحاً داخلہ لیا ہے ـــــ اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی اس کی دیکھا دیکھی اس تفریح میں شامل ہو گئے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ـــــ اچھی تفریح ڈھونڈی ہے ـــــ مگر عمران کی فطرت دیکھتے ہوئے یقین نہیں آتا کہ وہ خالی تفریح کے چکر میں وہاں گیا ہوگا" سر سلطان نے جواب دیا۔

"وہ گیا تو تفریح کے لئے ہے ـــــ مگر مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی چکر وہاں بھی چل ہی جائے گا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ـــــ ظاہر ہے جہاں عمران ہو ـــــ وہاں چکر کیسے نہ ہو" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ فرمایئے جناب ـــــ کیسے یاد کیا" ـــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

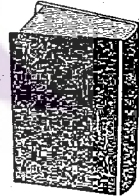
"کوئی خاص بات نہیں ـــــ ایک مشورہ کرنا تھا عمران سے ـــــ اس سے جیسے ہی رابطہ قائم ہو ـــــ اسے میرا یہ پیغام دے دینا کہ وہ مجھ سے

مل لے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"بہتر جناب ـــــ میں آپ کا پیغام دے دوں گا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا ـــــ خدا حافظ" ـــــ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے بھی رسیور رکھ دیا ـــــ وہ جانتا تھا کہ سر سلطان اہم مسائل میں ہمیشہ عمران سے مشورہ کرتے تھے۔ اس لئے اسے اس بات پر کوئی حیرت نہ ہوئی کہ سر سلطان عمران سے خارجہ مسائل میں مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔



دارالحکومت کے شمال میں واقع ایک مضافاتی کالونی کے آخری سرے پر موجود ایک نئی تعمیر شدہ کوٹھی کے اندرونی حصے میں دس بارہ کاریں اور موٹر سائیکل کھڑے نظر آ رہے تھے۔ عمارت کے سامنے کے رخ پر آرائشی بلبوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ اور گیٹ پر آرائشی دروازہ نظر آ رہا تھا۔

کوٹھی کے اندر ایک ہال کمرے میں اس وقت تقریباً بیس کے قریب افراد موجود تھے۔ جن میں سے اکثریت نوجوانوں کی تھی۔ وہ سب کرسیوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے گپیں مارنے اور کوکا کولا پینے میں مصروف تھے۔

کوٹھی کے برآمدے میں راضی خوبصورت اور جدید تراش کے سوٹ میں ملبوس کھڑا تھا۔ یہ کوٹھی راضی نے حال ہی میں بنوائی تھی اور وہ یہاں اپنے ملازموں کے ساتھ رہتا تھا۔ آج اس نے اپنی سالگرہ منائی تھی۔ اور اس سلسلے میں اپنے مخصوص دوستوں کی دعوت کی تھی۔ ان میں سے کئی دوست خاص طور پر اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے دوسرے شہروں سے آئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ایک کار کوٹھی میں داخل ہوئی اور پورچ کے قریب آکر رک گئی۔ کار میں سے مس شوگی برآمد ہوئی۔ اور راضی اسے دیکھتے ہی تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

"ہیلو شوگی ـــــ بڑا انتظار کرایا تم نے" ـــــ راضی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ ہاں ـــــ چند منٹ لیٹ ہو گئی ہوں ـــــ کیا سب مہمان آگئے" ـــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ـــــ بس تمہارا ہی انتظار تھا ـــــ تم اندر چلو ـــــ میں چوکیدار کو گیٹ بند کرنے کی ہدایت کر آؤں" ـــــ راضی نے جواب دیا اور شوگی مسکراتی ہوئی کوٹھی کے اندر داخل ہو گئی۔ جبکہ راضی تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"گیٹ بند کر دو ـــــ اور سنو ـــــ بغیر اجازت کسی کو اندر مت داخل ہونے دینا ـــــ سمجھے" ـــــ راضی نے پٹھان چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ سالا آدمی تو کیا مکھی کا بچہ بھی اندر داخل نہیں ہو گا" ـــــ پٹھان چوکیدار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر گیٹ بند کر دیا۔

راضی سر ہلاتا ہوا واپس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

برآمدے کے قریب پہنچ کر اسے خیال سا آیا اور وہ عمارت کے عقب کی طرف مڑ گیا۔ اس نے عقبی دیوار اور پائیں باغ کا بڑے محتاط انداز میں چکر لگایا۔ جیسے وہ یہاں کسی چھپے ہوئے آدمی کو تلاش کر رہا ہو۔

جب اسے پوری طرح تسلی ہو گئی کہ پائیں باغ میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے تو وہ مڑ کر عمارت کے سامنے رخ پر آیا اور پھر راہداری سے گزرتا ہوا ہال میں آ گیا۔

"آؤ راضی ——— بھئی یہ تمہاری کون سی سالگرہ ہے" ——— ایک نوجوان نے اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تو پہلی ہی سمجھو ——— کیونکہ زندگی میں پہلی بار سالگرہ منا رہا ہوں" راضی نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔

راضی نے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر پڑے ہوئے کیک کو کاٹا اور اس کے ساتھ ہی سب مہمانوں نے تالیاں بجا کر اسے سالگرہ کی مبارکباد دی۔

اس کے بعد کھانے کا دور شروع ہوا۔ اور چونکہ سب نوجوان تھے۔ اس لئے ایک دوسرے پر خوب فقرے بھی اچھالے گئے اور کھانے پینے کی چیزوں کی چھینا جھپٹی بھی ہوئی۔ سب نے راضی کو تحفے دیئے۔

"اچھا دوستو ——— اب یہ جشن تو اختتام کو پہنچا ——— اس لئے اب ذرا سنجیدگی سے کچھ باتیں ہو جائیں" ——— راضی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ——— شادی کا اعلان کرنے والے ہو" ——— ایک نوجوان نے معنی خیز نظروں سے اس شوگی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں ——— مجھ غریب سے کس نے شادی کرنی ہے" ——— راضی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اس کے سوا سنجیدہ بات اور کون سی ہو سکتی ہے" ——— ایک اور نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دوستو ——— بات یہ ہے کہ میں نے اپنے دوستوں سمیت اقتدار میں آنے کا ایک منصوبہ بنایا ہے ——— اگر سب ساتھی بھرپور ساتھ دیں تو اس منصوبے کو کامیاب بنایا جا سکتا ہے" ——— راضی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اقتدار میں آنے کا ——— کون سے اقتدار کی بات کر رہے ہو" ——— ایک نوجوان نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"ملکی اقتدار کی بات کر رہا ہوں ——— دوستو ——— بات یہ ہے کہ میں کافی عرصے سے سوچ رہا ہوں کہ ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے اس ملک کو ترقی پر لے جانے کی بجائے تنزلی کی طرف ہی دھکیلا ہے۔ یہ لوگ بوڑھے ہونے کی وجہ سے مصلحت اندیش بن گئے ہیں۔ اور مصلحتوں کو دیکھ دیکھ کر بجائے آگے بڑھنے کے سمٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے میرا یہ یقین ہے کہ اگر ملک کی باگ ڈور نوجوان طبقہ سنبھال لے تو اس ملک کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لایا جا سکتا ہے" ——— راضی نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات تو بالکل درست ہے ——— نوجوان نسل وہ کام کر سکتی ہے جس کا یہ بوڑھے تصور بھی نہیں کر سکتے ——— مگر"..... ایک نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر کا جواب میرے پاس ہے ——— بشرطیکہ آپ سب دوست

"پورے خلوص اور مکمل رازداری کا حلف اٹھا کر میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو؟" راضی نے جواب دیا۔

پورے ہال پر گمبھیر سنجیدگی طاری ہو گئی ——— بات کی نزاکت کا سب کو اچھی طرح احساس تھا۔

" دوستو ——— آپ سب لوگ سٹوڈنٹس سیاست کے اہم ستون ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس وقت حکومت کے خلاف اگر کوئی تحریک چلائی جا سکتی ہے تو صرف طلباء ہی ایسا کر سکتے ہیں ——— اگر آپ سب لوگ مکمل حمایت کا وعدہ کریں تو ہم اس ملک کی باگ ڈور سنبھال سکتے ہیں" ——— راضی نے کہا۔

" راضی ——— تمہیں احساس ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو" ——— ایک نوجوان نے اٹھ کر انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

" ہاں ——— پوری طرح سوچ سمجھ کر اور انتہائی ذمہ داری سے یہ بات کر رہا ہوں ——— اور سالگرہ کا جشن تو صرف ایک آڑ لے کر منایا گیا ہے ورنہ میں دراصل آپ لوگوں سے اس موضوع پر بات کرنا چاہتا تھا" ——— راضی نے جواب دیا۔

" بھئی ——— راضی کے متعلق ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ بے حد ذمہ دار شخص ہے ——— اس لئے جہاں تک میرا تعلق ہے ——— میں راضی کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلاتا ہوں" ——— ایک نوجوان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اس کے بات کرتے ہی باری باری دوسروں نے بھی راضی کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

" تو دوستو ——— مجھے خوشی ہے کہ آپ سب نے انتہائی ذمہ داری

سمجھ بوجھ سے کام لیا ہے ——— مگر چونکہ یہ انتہائی اہم اور نازک مسئلہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم سب اپنی مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر اس بات کا عہد کریں کہ اس سلسلے میں مکمل رازداری اور تعاون کیا جائے گا۔ اور کسی قیمت پر اس مشن سے غداری نہ کی جائے گی ——— میں آپ سب کو یقین دلاتا ہوں کہ جلد ہی ہم سب ملک کے اہم عہدوں پر قابض ہو جائیں گے" ——— راضی نے تجویز پیش کی اور سب نے اس کی تائید کی۔

چنانچہ راضی نے میز کی دراز کھول کر مقدس کتاب نکال کر میز پر رکھی۔ اور سب سے پہلے اس پر ہاتھ رکھ کر بلند آواز سے عہد کیا۔

پھر باری باری سب نے مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر عہد کو دوہرایا۔ مس شوگی کے لئے ان کی مقدس کتاب مہیا کی گئی اور اس نے بھی اپنی مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر عہد کو دوہرایا۔

" تو دوستو ——— اب میری بات غور سے سنو ——— میں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ ہم حکومت کے خلاف تحریک چلائیں گے ——— توڑ پھوڑ اور تخریبی تحریک ——— یہ تحریک پورے ملک کے طلباء بیک وقت چلائیں گے۔ اور جب حکومت ہماری تحریک کے سامنے بے بس ہو جائے گی تو ہم منصوبے کے مطابق صدارتی محل پر قبضہ کر لیں گے ——— اور تمام سیاسی عہدیداروں کو گرفتار کر کے انہیں گولی مار دی جائے گی ——— اور ہم خود اقتدار پر آ جائیں گے" راضی نے کہا۔

" مگر راضی ——— تمہارے اس منصوبے کو عملی جامہ کس طرح پہنایا جائے گا" ——— فوج ہمارا ساتھ نہیں دے گی ——— اور عوام ——— انہیں کس طرح قابو کیا جائے گا" ——— ایک نوجوان نے کہا۔

"اور پھر سرمایہ کہاں سے آئے گا" ـــــ ایک اور نوجوان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"اور اہم بات یہ کہ تحریک آخر کس طرح کامیاب کی جائے گی" ـــــ ایک نے کہا۔

راضی سب کی باتیں خاموشی سے سنتا رہا ـــــ جب سب خاموش ہوئے تو اس نے کھڑے ہو کر کہا۔

"دوستو ـــــ اس بارے میں سوچ بچار ہو چکا ہے ـــــ جہاں تک سرمائے کا تعلق ہے ـــــ ہماری یونیورسٹی میں داخل ہونے والا ایک ریاست کا شہزادہ اس بارے میں مکمل امداد کرے گا ـــــ اس کا مطالبہ صرف اتنا ہے کہ ہم برسرِ اقتدار آ کر اس کے باپ کو معزول کر کے اسے بادشاہ نامزد کر دیں۔ کیونکہ اس کا باپ اس کے بڑے بھائی کو اپنی جگہ بادشاہ بنانا چاہتا ہے اور یہ ہمارے لیئے اس وقت کوئی مسئلہ نہ ہو گا۔"

"بالکل ٹھیک ہے ـــــ یہ مسئلہ تو واقعی حل ہو گیا" ـــــ سب نے پُرزور انداز میں تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اب رہا یہ سوال ـــــ کہ فوج کیا کرے گی ـــــ تو دوستو ـــــ ہمارے ملک کی تاریخ گواہ ہے کہ ہماری فوج نے کبھی ملکی معاملات میں دخل اندازی نہیں کی ـــــ اس لیئے اس بار بھی ان کی دخل اندازی کا کوئی جواز نہیں ہے ـــــ بفرضِ محال ایسا ہوا بھی تو ہمارے والدین اور رشتہ دار فوج میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ـــــ ہم انہیں اوپر لے آئیں گے۔ ظاہر ہے وہ یقیناً ہمارا ساتھ دیں گے" ـــــ راضی نے جواب دیا۔

"بالکل درست ہے ـــــ بالکل ٹھیک ہے" ـــــ سب نے

اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اور جہاں تک عوام کا تعلق ہے ـــــ عوام کو دل خوش کن وعدوں سے ٹالو کیا جا سکتا ہے ـــــ عوام کی نفسیات ہے کہ وہ اس قسم کے دعوؤں پر فوراً بھروسہ کر لیتے ہیں" ـــــ راضی نے جواب دیا۔

"بہت خوب ـــــ بہت خوب" ـــــ سب نے ایک بار پھر تائید کی۔

"اور رہا یہ سوال ـــــ کہ تحریک کیسے کامیاب ہو گی ـــــ تو اس سلسلے میں میں نے ایک منصوبہ بنایا ہے کہ ہم طالب علموں کا ایک بڑا زبردست جلسہ کریں گے اور پھر ہمارے آدمی پولیس کی وردیوں میں اس جلسہ گاہ کا انتظام کرنے والی پولیس میں شامل ہو جائیں گے ـــــ یہ لوگ ہمارا اشارہ ملتے ہی فائرنگ کھول دیں گے۔ اور دو تین عام سے طالب علموں کو ہلاک کر دیں گے۔ ان طالب علموں کی لاشوں کو بنیاد بنا کر ہم تحریک کا اعلان کر دیں گے ـــــ اور پھر ہمارے آدمی ہر مقام پر یہی ڈرامہ دوہرائیں گے ـــــ جس کا نتیجہ آپ جانتے ہی ہیں کیا ہو گا۔ اس طرح عوام بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ کیونکہ نوجوانوں کی ہلاکت پورے ملک کا ایک جذباتی مسئلہ بن جائے گا" ـــــ راضی نے شیطانی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ واقعی بے حد اچھا اور قابلِ عمل منصوبہ ہے ـــــ اگر ایسا ہو جائے تو ہماری کامیابی یقینی ہے" ـــــ شوگی نے فوری طور پر کہا۔ اور پھر باقی سب بھی آہستہ آہستہ اس تجویز پر رضامند ہو گئے۔

"راضی ـــــ کیا تم میری ایک بات کا سچ سچ جواب دو گے" اچانک ایک لڑکے نے کھڑے ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ ہاں ـــــ کیوں نہیں" ـــــ راضی نے چونکتے ہوئے کہا

اور باقی سب افراد کی نظریں بھی اس لڑکے پر جم گئیں۔

"تمہارا یہ منصوبہ کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پر کام تو نہیں کر رہا" —— نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"غیر ملکی طاقت" —— راضی نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "کیا مطلب۔ سمجھا نہیں" —— اس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے فقرہ مکمل کیا

"دیکھو راضی —— میں تمہیں کافی عرصے سے جانتا ہوں —— آج پہلے تم نے ملکی سیاست میں کبھی ٹانگ نہیں اڑائی —— بلکہ جہاں تک میں ہوں —— تم ملکی سیاست میں ملوث ہونا پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ مگر آ لے یکایک اتنا خوفناک اور اہم منصوبہ بنا لیا۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں تمہاری اس ذہنی کایا پلٹ میں کون سے عناصر کار فرما ہیں" —— اس لڑکے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے طاہر —— پچھلے کئی ماہ سے بس مجھے احساس ہونے لگا ہے کہ ہمارا ملک بجائے ترقی کرنے کے اور زیادہ تنزلی کی طرف رہا ہے۔ چنانچہ فطری طور پر میں نے اس کا تجزیہ کرنا شروع کر دیا —— آخر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس ملک کی قیادت کو گرم اور نئے خون کی ضرورت راضی نے پس منظر بتاتے ہوئے کہا۔

مس شوگی کی نظریں اس نوجوان پر جمی ہوئی تھیں جس نے یہ بات کی تھی سمجھ گئی کہ اعتراض کرنے والا نوجوان کچھ ضرورت سے زیادہ ذہین ہے اور کی ذہانت شوگی کے نظریئے کے مطابق خطرناک بھی ہو سکتی تھی۔ اس لئے نے دل ہی دل میں اس نوجوان کے متعلق ایک فیصلہ کر لیا۔

"ایسا نہ ہو راضی —— کہ جب ہمارا مشن کامیاب ہونے کے قریب

تو کوئی غیر ملکی طاقت درمیان میں کود پڑے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں" —— ایک اور نوجوان نے کہا۔

"اگر ہمارے درمیان مکمل رازداری رہی تو ایسا نہیں ہوگا۔ دراصل ہماری تحریک پر کسی کو یہ شبہ نہ ہو سکے گا کہ ہم اس کا انجام کس طور پر کریں گے۔ دنیا کے ہر ملک میں طلباء تحریکیں چلتی رہتی ہیں۔ مگر آج تک ایسا نہیں ہوا کہ طلباء نے تحریک چلا کر اقتدار پر قبضہ کر لیا ہو۔ اس لئے ظاہر ہے کسی کو اس بات کا خیال نہیں آئے گا —— اور ہم اچانک اپنے نقطۂ نظر کے مطابق تحریک کو موڑ کر اقتدار پر قبضہ کر لیں گے —— اور ظاہر ہے قبضہ کے بعد کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا" —— راضی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے —— ہم مطمئن ہیں —— اب ہمیں بتاؤ کہ اس سلسلے میں عملی اقدام کب کیا جائے گا" —— بیشتر لڑکوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو دوستو —— یہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے —— اگر حکومت کو ہمارے اس مشن کی بھنک بھی مل گئی تو ہم سب ہمیشہ کے لئے جیلوں میں سڑتے رہیں گے —— اس لئے جو کچھ بھی کیا جائے گا —— انتہائی سوچ سمجھ کر کیا جائے گا —— ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب اس تحریک کا آغاز ہو تو پھر یہ درمیان میں رکے نہیں —— اس لئے فی الحال آپ لوگوں کا یہ کام ہو گا کہ اپنے اپنے حلقوں سے ایسے نوجوانوں کو منتخب کریں جو اس مشن میں ہمارا ہاتھ بٹا سکیں —— مگر انہیں اصل مشن کی ہوا تک نہیں لگنی چاہیئے۔ اس دوران میں کچھ ضروری اقدامات کر لوں گا۔ اور پھر ہم ایک آخری میٹنگ بلا کر عملی اقدامات کے بارے میں فیصلہ کر لیں گے" —— راضی نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"درست ہے —— ہم سب اس میٹنگ کا شدت سے انتظار کریں گے۔

سب نوجوانوں نے بیک زبان ہو کر کہا۔ اور راضی نے میٹنگ برخواست ہونے کا اعلان کر دیا۔

اور پھر سوائے مس شوگی کے سب باری باری راضی سے ہاتھ ملا ملا کر باہر نکل گئے۔

"جب کوٹھی خالی ہو گئی تو شوگی نے راضی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے بہت اچھا کام کیا ہے راضی ــــ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے بہرحال تم میں بہت صلاحیتیں ہیں" ــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا

"ابھی آگے آگے دیکھنا مس شوگی ــ کہ میں کیا کرتا ہوں ــــ لیے تو مجھے یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا صدر اور سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکرٹری منتخب نہیں کیا گیا!" ــــ راضی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اور تو سب ٹھیک ہے راضی ــــ البتہ مجھے اس نوجوان طاہر سے خطرہ ہے ــــ وہ خطرناک حد تک ذہین معلوم ہوتا ہے ــــ اگر اس کانٹا ہمیشہ کے لئے نکال دیا جائے تو میرا خیال ہے زیادہ بہتر ہو گا" ــــ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ــــ خدا کے لئے ایسا نہ کرنا ــــ تم ہم نوجوانوں کی نفسیا سے واقف نہیں ہو ــــ اگر طاہر کو اچانک کچھ ہو گیا تو ہم سب کے میں بہت سے سوال پیدا ہو جائیں گے ــــ اور معاملہ ضرورت سے زیادہ بگڑ جائے گا" ــــ راضی نے کہا۔

"چلو ــــ وہی حربہ اس پر استعمال کر دیں گے ــــ جو تم پر استعمال کیا گیا تھا" ــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ وہ نوجوان ملک سے بہت زیادہ مخلص ہے ــــ

اسے ذرا سا بھی احساس ہو گیا کہ اس مشن کی پشت پر غیر ملکی ہاتھ ہے تو وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرے گا" ــــ راضی نے جواب دیا۔

"پھر تم ہی کوئی تجویز بتاؤ ــــ جس سے اس کی طرف سے ہمیں اطمینان ہو جائے" ــــ شوگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ــــ میں اسے سنبھال لوں گا ــــ وہ ہمارے لئے خطرہ نہ بنے گا ــــ بس تم یہ بتاؤ کہ اب ہمارا آئندہ کیا اقدام ہو گا" ــــ راضی نے پوچھا۔

"آئندہ اقدام کے متعلق جلد ہی فیصلہ ہو جائے گا ــــ پھر تمہیں بتا دیا جائے گا" ــــ شوگی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا شوگی ــــ کہ آج کی رات تم یہیں رہ جاؤ" ــــ راضی نے پرہوس لہجے میں کہا۔

"نہیں ــــ ابھی نہیں ــــ میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ جب مشن مکمل ہو جائے گا ــــ تو تمہاری ہر خواہش پوری ہو جائے گی مگر ابھی نہیں" شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے چلتی ہوئی ہال کمرے سے باہر نکل گئی۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوسٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــــ اسے ابھی ابھی معلوم ہوا تھا کہ مس شوگی سٹوڈنٹس یونین کے صدر راضی کی سالگرہ پر گئی ہے۔ اس لئے وہ جلد از جلد اس کے کمرے میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ چونکہ اس وقت یونیورسٹی ٹائم تھا۔ اس لئے ہوسٹل میں سوائے چوکیدار کے اور کوئی نہ تھا۔ سب کمرے خالی پڑے ہوئے تھے ـــــ جوزف بھی عمران کے پیچھے تھا۔

"جیسے ہی عمران ہوسٹل کے گیٹ میں داخل ہونے لگا۔ چوکیدار نے آگے بڑھ کر حسب عادت بڑے مودبانہ انداز میں جھک کر سلام کیا۔

"سنو ـــــ میرا دل ہنٹر بیف کھانے کو چاہ رہا ہے" ـــــ عمران نے جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر چوکیدار کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ میں ابھی شہر سے جا کر لے آتا ہوں ـــــ کتنا ہو" ـــــ چوکیدار نے پوچھا۔

"بس ـــــ دس روپے کا لے آؤ ـــــ باقی تم رکھ لینا" ـــــ عمران نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔ اور چوکیدار کی باچھیں پھیل کر کانوں سے جا لگیں۔

"بہتر جناب ـــــ بس آپ کو کم از کم ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑے گا"

چوکیدار نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ـــــ ہنٹر بیف کے لئے میں ساری عمر تمہارا انتظار کر سکتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جوزف ـــــ تم یہیں گیٹ پر ٹھہرو ـــــ جب تک میں اشارہ نہ کروں کسی کو اندر نہ داخل ہونے دینا" ـــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف تیزی سے مڑ کر گیٹ پر جم گیا۔

عمران سیدھا مس شوگی کے کمرے کی طرف بڑھا ـــــ اس نے جیب سے ایک باریک مگر مضبوط سی تار نکالی۔ اور چند لمحوں کی کوششوں کے بعد دروازے کا مخفی قفل کھلتا چلا گیا۔ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اور پھر اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس کے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ مگر الماری کے ایک خانے میں پڑے ہوئے اس پنجے کے علاوہ اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ عمران نے ٹرانسسٹر اٹھا کر اسے غور سے دیکھا مگر وہ ہر طرف سے ٹرانسسٹر ہی تھا اس نے پشت کی طرف سے اسے کھول کر دیکھا مگر وہ واقعی ٹرانسسٹر تھا۔ عمران نے اسے واپس رکھ دیا۔

پورے کمرے کی تلاشی لینے کے باوجود عمران کو وہاں سے اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی تو اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا۔ جس کی پشت پر ٹیپ چپکا ہوا تھا۔ اس ٹیپ کی مدد سے اس نے وہ بٹن شوگی کے پلنگ کے نچلے حصے پر چپکا دیا۔ اور پھر کمرے کی ہر چیز کو اسی طرح اسی جگہ رکھ کے وہ باہر آ گیا۔ اس نے اس ماہرانہ انداز میں کمرے کی تلاشی لی تھی کہ اندر داخل ہونے والے کو اس امر کا احساس بھی نہ ہو سکتا تھا۔

دروازے کا قفل لگا کر اس نے جوزف کو ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا اور اپنے

کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جوزف گیٹ چھوڑ کر کمرے میں آ گیا۔

عمران نے کونے میں پڑا ہوا ایک بیگ اٹھایا ـــــ اور پھر اس کے ایک خفیہ خانے میں سے ایک جدید ترین وائرلیس ٹیپ ریکارڈ نکال کر اس کا بٹن آن کیا اور ٹیپ ریکارڈ کو اپنے پلنگ کی سائیڈ میں بنے ہوئے خانے میں رکھا

"جوزف ـــــ تم یہیں کمرے میں ٹھہرو ـــــ میں شام کو آؤں گا"ـــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جوزف نے سر ہلا دیا۔

عمران کمرے سے باہر نکلا اور پھر سائیڈ دروازے سے ہوتا ہوا ہوسٹل کی پارکنگ میں پہنچ گیا۔ یہاں اس کی خوبصورت کار موجود تھی جس پر ریاست ڈھمپ کا جھنڈا اور مخصوص نشان موجود تھا۔

عمران نے کار سٹارٹ کی اور پھر وہ خاصی تیز رفتاری سے اسے دوڑاتا ہوا مین روڈ پر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گئی عمران نے نیچے اتر کر دانش منزل کا گیٹ کھولا اور پھر کار کو اندر لے گیا۔ جیسے ہی اس نے کار پورچ میں کھڑی کی۔ بلیک زیرو اپنے مخصوص کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ گیا۔

"ہیلو عمران صاحب ـــــ آج کیسے ادھر بھول پڑے"ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار ـــــ میں نے سوچا ـــــ کہیں تم اکیلے رہتے رہتے اداس نہ ہو گئے ہو ـــــ اس لئے تمہارا پتہ کرنے آیا ہوں"ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بہت بہت شکریہ ـــــ واقعی کوئی کیس نہ ہونے کی وجہ سے میں بور

ہو گیا ہوں"ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے لئے کیسوں کی کمی ہے بلیک زیرو ـــــ بس فرق یہ ہے کہ یہاں بورڈ لگوا دو ـــــ لیڈی ڈاکٹر بلیکی زیرو ـــــ اور بس کیس ہی کیس آنے شروع ہو جائیں گے"ـــــ عمران نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"وہ سر سلطان کا فون آیا تھا ـــــ کوئی مشورہ کرنا چاہتے ہیں آپ سے" بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا ـــــ مگر اب میں نے مفت مشورے دینے بند کر دیئے ہیں ـــــ بڑی مہنگائی ہو گئی ہے"ـــــ عمران نے مخصوص انداز میں کہا اور مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

"عمران صاحب ـــــ وہ مادام وی کے کیس کا کیا ہوا ـــــ جولیا نے تو پنجہ واپس کر دیا تھا"ـــــ بلیک زیرو نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا

"ہاں ـــــ میں نے دیکھا ہے ـــــ فی الحال میں نے رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے ـــــ آگے دیکھو کیا ہوتا ہے"ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب ـــــ آخر مادام وی کا ہمارے ملک میں مشن کیا ہو گا" بلیک زیرو نے بھی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"وہی ـــــ حکومت کا تختہ الٹنا اور پھر سیدھا کر کے خود بیٹھ جانا"ـــــ عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"مگر یوں سٹوڈنٹس ہوسٹل میں پنجہ رکھ کر تو حکومت کا تختہ نہیں الٹا جا سکتا" بلیک زیرو نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ تعلیمی تختہ الٹنا چاہتے ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ـــــ عمران بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب ـــــ آپ نے تو مجھے بھلا ہی دیا ہے"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی شکر بھری آواز سنائی دی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ٹائیگر ـــــ بس تمہاری ضرورت ہی نہیں پڑی" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ٹائیگر سے وہ ہمیشہ سنجیدہ لہجے میں بات کرتا تھا۔

"سر ـــــ! کوئی نہ کوئی ضرورت نکال لیا کریں ـــــ خالی بیٹھے بیٹھے تو مجھے زنگ لگتا جا رہا ہے" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ارے واقعی ـــــ میں تو سمجھا تھا تم سٹین لیس کے ہو تمہیں زنگ نہیں لگتا ـــــ مگر شاید دیسی ساخت کا سٹین لیس ہو" ـــــ عمران کا ذہن پٹڑی سے اترنا شروع ہو گیا" ـــــ اور دوسری طرف سے ٹائیگر کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ـــــ! تمہارے ذمہ ایک کام لگاتا ہوں ـــــ مگر کام انتہائی ہوشیاری سے کرنا ہو گا" ـــــ اچانک عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ فرمایئے جناب ـــــ آپ کبھی ٹائیگر کو غافل نہیں پائیں گے"۔ ٹائیگر بھی جواب میں سنجیدہ ہو گیا۔

"یونیورسٹی کی سٹوڈنٹس یونین کا ایک لڑکا راضی ہے ـــــ تم نے اس کی نگرانی کرنی ہے۔ خاص۔ پر یونیورسٹی کے بعد کی مصروفیات چیک کرنی ہیں۔ مگر کام اس طرح ہونا چاہیئے کہ اسے قطعی احساس نہ ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس نے نیو ٹاؤن میں نئی کوٹھی بنوائی ہے۔ وہ آجکل وہیں رہ رہا ہے۔ کوٹھی کا نمبر گیارہ ہے ـــــ آج شاید وہاں وہ اپنی سالگرہ کا جشن منا رہا ہے۔ مجھے اس فنکشن کی بھی مکمل رپورٹ چاہیئے ـــــ بی۔ نائیو ٹرانسمیٹر پر تم رپورٹ دے سکتے ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تو کیا واقعی ـــــ تعلیمی تختہ الٹا ہو رہا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے عمران کے رسیور رکھتے ہی پوچھا۔

"نہیں بلیک زیرو ـــــ مادام وی گینگ چھوٹے چھوٹے کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اس لئے ان کا مشن تو واقعی خطرناک ہو گا مگر طریقہ کار کیا ہو گا میں اسی کا پتہ چلانا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ـــــ جب اس کے ایک ایجنٹ کا پتہ چل گیا ہے تو کیوں نہ اسے اغوا کر کے دانش منزل لے آیا جائے اور اس سے تمام تفصیلات حاصل کر لی جائیں" ـــــ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دماغ بھی تھانیداروں کی طرح کام کرتا ہے کہ تشدد کرو اور مسئلہ حل۔ بلیک زیرو ـــــ مادام وی کوئی چھوٹی موٹی تنظیم نہیں ـــــ مس شوگی جیسے جانے کتنے ایجنٹ ہمارے ملک میں کام کر رہے ہیں ـــــ مس شوگی کی گرفتاری سے صرف اتنا ہو گا کہ وہ چوکنے ہو جائیں گے اور مس شوگی سے رابطہ ختم کر دیں گے اور ہم مکمل اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارتے رہ جائیں گے" ـــــ عمران نے

طنزیہ لہجے میں کہا۔

" ہوسکتا ہے مس شوگی مادام وی کے متعلق جانتی ہو " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔۔۔۔ مادام وی کا طریقہ کار ایسا ہے کہ وہ کبھی سامنے نہیں آتی۔ بر کہیں بیٹھی اپنے مہروں کو چلاتی رہتی ہے۔ ویسے یہ بات یقینی ہے کہ مادام وی اس وقت ہمارے ملک میں موجود ہے " ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" یہ اندازہ آپ نے کیسے لگا لیا " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے یوں پوچھا جیسے بچہ اپنے استاد سے سوال کرتا ہے۔

" اس لئے کہ شوگی کا رابطہ یقیناً اس سے ٹرانسمیٹر پر ہوگا اور اگر ملک سے باہر کی کال ہوتی تو اب تک ہمارا ٹرانسمیٹر سیکشن اسے کیچ کر چکا ہوتا " ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" اوہ ۔۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔۔ سمجھ گیا ۔۔۔۔ اب میں بھی اندازہ لگا سکتا ہوں کہ مادام وی یقیناً دارالحکومت میں موجود ہوگی " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پرجوش لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔۔۔۔ اب تمہاری حس اندازہ کام کرنے لگی ہے۔ بس میں اسی مادام وی پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد اس کے ایجنٹوں کی گرفتاری کوئی مسئلہ نہ ہوگی " عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اور مادام وی کا کیسے پتہ چلے گا " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

" یار تم نے تو آتے ہی میرا انٹرویو لینا شروع کر دیا ۔۔۔۔ اگر انٹرویو میں پاس ہو جاتا تو یہی جاسوسی رہ گئی تھی کرنے کے لئے ۔۔۔۔ کہیں نائب تحصیلدار بن کر بیٹھے ہوئے راج کرتے " ۔۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

ور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" میرا مقصد تھا کہ اگر کوئی لائن آف ایکشن مل جاتی تو میں سیکرٹ سروس کو اس کام پر لگا دیتا " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" لائن آف ایکشن ڈھونڈ کر میں دوں اور سیکرٹ سروس ریس لگا کر اس کیس کا سہرا اپنے سر باندھ لے ۔۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔ لائن آف ایکشن میں ڈھونڈوں گا تو سہرا بھی میں ہی باندھوں گا ۔۔۔۔ کم سے کم والد صاحب کی حسرت تو پوری ہو جائے گی " ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" چلیں آپ ہی سہرا باندھ لیں ۔۔۔۔ سیکرٹ سروس بیچاری کنواری رہ جائے گی تو کوئی بات نہیں " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" واہ ۔۔۔۔ تمہارے ہوتے کیسے کنواری رہ جائے گی " ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" میں تو ویسے بھی زیرو ہوں اور وہ بھی بلیک " ۔۔۔۔ بلیک زیرو بھی مذاق پر اتر آیا۔

" کوئی بات نہیں ۔۔۔۔ میں نے ایک عمدۃ الحکما قسم کا آدمی ڈھونڈ لیا ہے بس اس سے یارہ قائم نہیں ہوا۔ جس دن قائم ہو گیا بس سمجھ لو تم بھی قائم ہو جاؤ گے " ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اور یارہ قیامت تک قائم نہیں ہوگا " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" یارہ نہ قائم ہوا تو قیامت تو قائم ہو جائے گی ۔۔۔۔ کچھ نہ کچھ تو قائم ہوگا ہی " عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس کر خاموش ہو گیا۔

" میں سر سلطان کے پاس جا رہا ہوں ۔۔۔۔ شاید اس بار وہ مشورہ کی فیس دے ہی ڈالیں ۔۔۔۔ فکر نہ کرو فیس مل گئی تو تمہارا کمیشن کھرا " ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر چھوٹی بڑی کئی سکرینیں لگی ہوئی تھیں اور سکرینوں کے نیچے جدید قسم کی کمپیوٹر نما مشینری تھی۔ مشینوں کے سامنے کرسی پر ایک نوجوان سبز رنگ کا چست لباس پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور چہرے پر ہیجان کا عالم تھا۔ جیسے اس نے کوئی خاص چیز دیکھ لی ہو۔

چند لمحوں بعد اس نے مشین کا ایک بٹن آف کیا اور پھر اٹھ کر اس نے شمالی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک قدآدم مشین کا بٹن آن کیا۔ چند لمحوں بعد اس مشین کے سپیکر سے آواز ابھری۔

"یس ــــ ڈی سپیکنگ" ــــ

"نمبر ٹو سپیکنگ ــــ مادام ــــ آپ کے حکم کے مطابق پرنس آف ڈھمپ کی کار میں انڈیکیٹر لگا دیا گیا تھا۔ اس کی رپورٹ بھی آ گئی ہے اور مس شوگی کے کمرے میں موجود خفیہ وائرلیس کیمروں کی رپورٹ بھی موصول ہوئی ہے۔ جو انتہائی خاص ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو فوری طور پر مطلع کر دوں" ــــ نوجوان نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ کنکٹ کرو" ــــ مادام ڈی کی آواز سنائی دی۔

اور نوجوان نے آگے بڑھ کر ایک مشین کا بٹن آن کر دیا۔ سکرین پر عمران کی کار کی تصویر ابھر آئی۔ عمران ہوسٹل کے دروازے سے نکل کر کار میں بیٹھ رہا تھا۔ پھر کار ہوسٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر مین روڈ پر دوڑتی ہوئی نظر آنے لگی۔ کمرے میں کار کی آواز کے ساتھ ساتھ ٹریفک کا شور بھی سنائی دے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک پھاٹک کے سامنے رکتی نظر آئی۔ عمران نیچے اترا اور پھر اس نے ایک مخصوص بٹن دبا کر پھاٹک کھولا اور پھر کار پھاٹک کے اندر داخل ہو گئی۔ جیسے ہی کار عمارت کے پورچ میں پہنچی ــــ ایک اور نوجوان برآمدے میں ظاہر ہوا۔

"ہیلو ــــ ! عمران صاحب ــــ آج کیسے ادھر بھول پڑے" ــــ عمارت کے اندر سے آنے والے نوجوان نے کہا۔

"یار میں نے سوچا کہیں تم اکیلے رہتے رہتے اداس نہ ہو گئے ہو۔ اس لئے تمہارا پتہ کرنے آیا ہوں" ــــ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ ــــ واقعی میں کوئی کیس نہ ہونے کی وجہ سے بور ہو گیا ہوں" ــــ دوسرے نوجوان نے جواب دیا۔

"سیکرٹ سروس کیلئے کیسوں کی کمی ہے بلیک زیرو ؟ ــــ بس فرق یہ ہے کہ یہاں بورڈ لگوا دو ــــ لیڈی ڈاکٹر بلیکی زیرو ــــ اور بس کیس ہی کیس آنے شروع ہو جائیں گے" ــــ عمران نے کار سے اتر کر نوجوان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے نوجوان کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"وہ ــــ سر سلطان کا فون آیا تھا ــــ وہ کوئی مشورہ کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسرے نوجوان نے کہا۔

"اچھا ــــ مگر اب میں نے مفت مشورے دینے بند کر دیئے ہیں۔ بڑی مہنگائی

ہوگئی ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ دوسرا نوجوان بھی اس کے پیچھے تھا۔ دوسرے لمحے سکرین پر سے وہ دونوں اوجھل ہو گئے نمبر ٹو نے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"ویری بیڈ نمبر ٹو ——— اس کا مطلب ہے پرنس آف ڈھمپ کا اصل عمران ہے اور اس کا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے" ——— مادام وی کی تشویش سے پُر آواز سنائی دی۔

"جی ہاں ——— اسی لئے تو میں نے آپ کو دکھانا ضروری سمجھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مس شوگی کے کمرے کا منظر بھی دیکھ لیجئے" ——— نمبر ٹو نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر اسی مشین کا ڈائل تھوڑا سا گھمایا۔ اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا دوسرے لمحے سکرین پر منظر بدل گیا۔

سکرین پر مس شوگی کے کمرے کا اندرونی منظر دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر سکرین پر عمران بڑے ماہرانہ انداز میں کمرے کی تلاشی لیتا نظر آیا۔ وہ چند لمحے ٹرانسسٹر کو اٹھا کر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے کھول کر پشت کی طرف سے دیکھا اور دوبارہ الماری میں رکھ دیا۔ تلاشی لینے کے بعد عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور بٹن کی پشت پر لگی ہوئی ٹیپ کی مدد سے اس نے وہ بٹن مس شوگی کے پلنگ کے نیچے چپکا دیا۔ اور پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی نمبر ٹو نے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"نمبر ٹو ——— یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے ——— مس شوگی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکی ہے۔ اور سب سے بڑا ستم یہ ہوا کہ اس نے عمران کو دا

نس سمجھتے ہوئے مشن کے لئے فنانس کرنے کو بھی کہہ دیا ہے" ——— مادام وی کی تشویش زدہ آواز سنائی دی۔

"یس مادام ——— سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ چکی ہے۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے اس ملک کی سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک ہے۔ اس لئے اس کا فوری حل ہونا چاہئے" ——— نمبر ٹو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ مس شوگی کے ساتھ عمران کو بھی ختم کر دیا جائے" ——— مادام وی نے سرد لہجے میں کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے مادام ——— مس شوگی نے پرنس کو راضی کے متعلق بھی بتا دیا ہوگا۔ اور سیکرٹ سروس مس شوگی کے بعد راضی کے ذریعے ہم تک پہنچ جائے گی اور اگر وہ پہنچ نہ سکے تو صرف راضی کی نگرانی کر کے وہ عین موقع پر ہمارے مشن کو ختم کر سکتے ہیں" ——— نمبر ٹو نے کہا۔

"ہاں ——— ایسا ہو سکتا ہے ——— مگر اس سٹیج پر ہم نے اپنے مشن کا تمام تر دارومدار راضی پر رکھا ہے ——— اگر راضی کو ختم کر دیا جائے تو پھر مشن کے لئے نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے" ——— مادام وی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پھر اس کا ایک اور حل ہو سکتا ہے کہ مس شوگی کی بجائے عمران کو ختم کیا جائے اور سیکرٹ سروس کی عمارت پر دھاوا بول کر اسے تباہ کر دیا جائے ——— جہاں تک میرا خیال ہے یہی عمارت سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے ——— اور اگر ہم اس دوسرے نوجوان کو زندہ پکڑ سکیں تو اس پر تشدد کر کے اس سے سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کا پتہ چلایا جا سکتا ہے اور پھر انہیں چن چن کر ختم کیا جا سکتا ہے ——— اس طرح مشن کے راستے میں پیدا ہونے

والی رکاوٹ ختم ہو جائے گی اور ہم اطمینان سے مشن کی تکمیل کر سکیں گے" نمبر ٹو نے تجویز پیش کی۔

"تمہاری تجویز تو اپنی جگہ درست ہے ــــ مگر یہ ہماری اب تک کی ر کے خلاف ہے ــــ ہم قتل و غارت میں ملوث نہیں ہوتے" ــــ وی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مادام ــــ یہاں ہمیں روایت سے ہٹ کر ہی کام کرنا پڑے گا ہو سکتا ہے مشن کے ساتھ ساتھ ہماری تنظیم بھی خطرے میں پڑ جائے" ــــ نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ ٹھیک ہے ــــ اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ٹھیک ہے ــــ تم خود یہ کام کرو ــــ میں کسی مقامی غنڈے کو در میں نہیں لانا چاہتی اور کام انتہائی جلدی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اب مشن مکمل والا ہے" ــــ مادام وی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام ــــ میں سب انتظام کر لوں گا ــــ کل تک تفصیلی رپورٹ مل جائے گی" ــــ نمبر ٹو نے پر اعتماد لہجے میں

"کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے ــــ میں اس سلسلے میں کوئی چھوٹی سی لاپرواہی برداشت نہیں کروں گی" ــــ مادام نے سخت لہجے میں

"ٹھیک ہے مادام ــــ مجھے اس بات کا بخوبی احساس ہے" ــــ مسٹر نے جواب دیا۔

"اوکے" ــــ دوسری طرف سے مادام وی کی آواز سنائی دی اور نے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔ اور تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔

الماری کے نچلے تہہ خانے میں ایک عجیب سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے انسمیٹر کا بٹن آن کیا اور تیزی سے ایک چکر نما موٹھ گھما کر فریکوئنسی سیٹ کرنے یں مصروف ہو گیا۔ فریکوئنسی سیٹ ہوتے ہی ٹرانسمیٹر کے سامنے کے حصے پر یک چھوٹا سا چوکور خانہ روشن ہو گیا۔ اس خانے میں سکرین نصب تھی۔ بر ٹو نے سکرین روشن ہوتے ہی ایک اور بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے کرین پر ایک منظر ابھر آیا۔

یہ ایک برآمدہ تھا اور اس میں سے مس شوگی تیز تیز قدم اٹھاتی باہر لان کی طرف چلی جا رہی تھی۔

نمبر ٹو چند لمحے غور سے مس شوگی کو دیکھتا رہا ــــ جب مس شوگی پورچ یں موجود کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی تو نمبر ٹو نے ہاتھ بڑھا کر ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی مس شوگی سکرین پر چونک پڑی ــــ اس نے بڑی تیزی سے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ــــ مس شوگی ــــ نمبر ٹو سپیکنگ" ــــ نمبر ٹو نے کہا۔

"یس ــــ میں اٹنڈ کر رہی ہوں" ــــ مس شوگی نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"مس شوگی ــــ تم نے اپنے پیچھے مقامی سیکرٹ سروس کو لگا لیا ہے" ــــ بر ٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ــــ سیکرٹ سروس اور میرے پیچھے" ــــ شوگی یوں اچھلی جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔

"ہاں مس شوگی ــــ پرنس آف ڈھمپ دراصل یہاں کی سیکرٹ سروس کا

آدمی ہے ۔۔۔ اس نے تمہارے کمرے کی تلاشی لی ہے اور یہ بھی کہ وہا
ایک ٹرانسمیٹر بھی فٹ کر دیا ہے تاکہ تمہاری بات چیت ٹیپ ہو سکے" ۔۔۔
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ تو بہت برا ہوا ۔۔۔ میں نے تو مادام کے کہنے پر اس
مشن کے بارے میں بھی بات چیت کر لی تھی" ۔۔۔ شوگی نے انتہائی الجھے
ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس وقت اس کی کار راضی کی کوٹھی سے نکل کر مین روڈ پر پہنچ چکی تھی

"ہاں ۔۔۔ اسی لئے فیصلہ ہوا ہے کہ پرنس کو ختم کر دیا جائے اور یہا
کی سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ کر دیا جائے" ۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ہاں ۔۔۔ اب یہ ضروری ہو چکا ہے ۔۔۔ مگر پرنس یونیورسٹی میں بے حد مقبو
رکھتا ہے۔ اس کی اچانک موت شکوک کا باعث بنے گی۔ اور ہو سکتا ہے پولیس
بھی متوجہ ہو جائے" ۔۔۔ شوگی نے کار ایک طرف خالی جگہ پر روکتے ہوئے

"نہیں ۔۔۔ میرا خیال ہے اس کی موت کو کسی طرح حادثے کا روپ د
اس طرح کسی کو کوئی شک نہیں ہو گا" ۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے ۔۔۔ کل یونیورسٹی میں سالانہ کھیلیں ہو رہی ہیں
میں شمشیر زنی کا مقابلہ بھی ہو گا۔ اور پرنس نے لڑکوں کے اصرار پر شمشیر زنی
مقابلہ میں حصہ لینے کا اعلان کیا ہے ۔۔۔ اگر کسی طرح اس مقابلے کے دورا
اس کا خاتمہ ہو سکے تو یہ ایک ایسا حادثہ بن جائے گا جو واقعی اچانک ہو گا
مس شوگی نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ۔۔۔ شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لینے والے کسی بھی ا
کو جو میری قد و قامت کا ہو بہلا کر میرے پاس لے آؤ ۔۔۔ میں اس کا میک ا

کر کے اس مقابلے میں حصہ لوں گا ۔۔۔ اور اپنی تلوار کی نوک پر ایسا زہر
لگا دوں گا جو چیک نہ ہو سکے اور ہارٹ اٹیک کا رزلٹ دے" نمبر ٹو نے
خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ ٹھیک ہے ۔۔۔ ایک لڑکا محسن بالکل آپ کے قد و قامت کا ہے
وہ ہوسٹل میں رہتا ہے ۔۔۔ میں اسے ابھی وہاں سے لے کر آپ کے
پاس پہنچا دیتی ہوں" ۔۔۔ مس شوگی نے چہکتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ اور سنو ۔۔۔ ہوسٹل میں جا کر کوئی ایسی بات نہ کرنا جو
مشکوک ہو اور نہ ہی وہ ٹرانسمیٹر ہٹانے کی کوشش کرنا ورنہ پرنس مشکوک ہو
جائے گا اور کھیل بگڑ سکتا ہے" ۔۔۔ نمبر ٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے
کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں خیال رکھوں گی" ۔۔۔ شوگی نے جواب دیا۔

اور نمبر ٹو نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے
آثار تھے۔ شمشیر زنی میں وہ مہارت کا درجہ رکھتا تھا۔ اور اس کے لئے مقابلے
کے دوران عمران کو ضرب پہنچانا انتہائی آسان تھا۔ اس کے پاس ایک ایسا
زہر موجود تھا جسے آج تک طب چیک نہ کر سکی تھی۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ
کل پرنس اپنے انجام کو پہنچ جائے گا اور اس کے بعد سیکرٹ سروس سے نپٹ
لیا جائے گا۔

ٹائیگر عمران کا فون ملتے ہی فوری طور پر حرکت میں آگیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کا موٹر سائیکل انتہائی تیز رفتاری سے شہر کی مضافاتی کالونی نیوٹاؤن کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے جسم پہ سیاہ رنگ کا انتہائی چست لباس تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی موٹر سائیکل نیوٹاؤن کالونی میں داخل ہو گئی نمبر گیارہ الیف کالونی کے انتہائی آخری سرے پر واقع تھی۔ ٹائیگر کوٹھی کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔ واقعی کوٹھی میں کسی فنکشن کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ گیٹ کے باہر سبزے کا دروازہ نصب کیا گیا تھا۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا ــــ اس لئے ٹائیگر کوٹھی کے اندر نہ جھانک سکا۔

کوٹھی کراس کرنے کے بعد اس نے اپنی موٹر سائیکل کو ٹرن دیا پھر بائی روڈ سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کی عقبی سمت کی طرف نکل آیا۔

عمران نے چونکہ فنکشن کی رپورٹ حاصل کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اس لئے ٹائیگر کا کوٹھی کے اندر جانا ناگزیر تھا۔ ٹائیگر نے موٹر سائیکل کو ایک طرف درخت کی اوٹ میں کھڑا کیا اور پھر اسے لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی عقبی سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اچانک اس کا جسم پنجوں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا۔ کھڑے کھڑے اتنی اونچی چھلانگ لگانا ٹائیگر کا ہی کام تھا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ دیوار پر جم گئے اور پھر اس کا جسم بازوؤں کے زور پہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ دیوار کے اوپر لیٹا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے دیوار پر لیٹا کوٹھی کے عقبی اندرونی حصہ کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر دیوار کا سرا دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور دیوار کی اندرونی طرف لٹک گیا۔ پھر اس نے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور ٹائیگر زمین پر آ گرا۔ زمین پر گرتے ہی وہ تیزی سے دیوار کے ساتھ دبک گیا۔ مگر جب اس دھماکے کے ردعمل میں کوئی آدمی سامنے نہ آیا تو ٹائیگر اٹھا اور دبے قدموں چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کی پشت پر گندے پانی کی نکاسی کے لئے ایک پائپ چھت تک چلا گیا تھا۔ ٹائیگر بڑے اطمینان سے پائپ پر چڑھتا ہوا چھت پر پہنچ گیا اور پھر سیڑھیوں سے اتر کر درمیانی راہداری میں آگیا۔ یہاں اسے نیچے ہال کمرے میں ابھرنے والے شور و غوغا کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

ٹائیگر بڑی تیزی سے ایک روشندان کی طرف بڑھا اور پھر اس نے روشندان کا کنارہ دبا کر نیچے جھانکا۔ اب سالگرہ کا پورا منظر واضح تھا اور ہال کے درمیان میں رکھی ہوئی ایک بڑی میز پر موجود کیک کاٹا جا رہا تھا۔

"ہونہہ ــــ آنا بیکار ہی ثابت ہوا ــــ یہاں تو واقعی سالگرہ منائی جا رہی ہے" ــــ ٹائیگر نے دل ہی دل میں سوچا۔ مگر اب چونکہ وہ یہاں تک پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اس نے پوری کارروائی دیکھنے کا فیصلہ کر لیا۔

اور پھر سالگرہ کے اختتام پر جب اچانک بلاصنی نے اصل موضوع سے ہٹ

کر تقریر شروع کی تو ٹائیگر بری طرح چونک پڑا۔ پہلے تو وہ کچھ دیر باتیں سنا پھر ان باتوں کی اہمیت کے پیش نظر اس نے اس کارروائی کو ریکارڈ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے تیزی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید مگر چھوٹا سا وائرلیس ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ اب ہال میں والی تمام گفتگو ٹیپ میں محفوظ ہونی شروع ہو گئی۔

یہ ایک ایسا خوفناک منصوبہ تھا کہ ٹائیگر کو پھریریاں آنی شروع ہو گئیں۔ وہ رہا تھا کہ اگر منصوبہ کامیاب ہو گیا تو اسے سنبھالنا حکومت کے لئے ناممکن ہو جا

جب یہ میٹنگ برخواست ہو گئی تو ہال میں صرف راضی اور وہ غیر ملکی لڑکی شوگی باقی رہ گئی۔ ٹائیگر نے ان کے درمیان میں ہونے والی تمام گفتگو بھی ریک اور جب مس شوگی ہال سے باہر نکل گئی تو ٹائیگر نے ٹیپ ریکارڈر آف کر کے جیب میں ڈالا۔ اسے چونکہ راضی کی نگرانی کرنے کا حکم ملا تھا۔ اس لئے اس سوچا کہ میٹنگ کے بعد راضی جو کچھ کرتا ہے، اسے بھی چیک کر لیا جائے۔ چنانچہ روشندان سے آنکھ لگائے بیٹھا رہا۔

مس شوگی کے باہر جانے کے بعد راضی چند لمحے خاموش کرسی پر بیٹھا رہا۔ جیسے ہی دل میں کوئی فیصلہ کر رہا ہے۔ پھر وہ اٹھ کر کمرے میں موجود ایک الماری کی ط بڑھ گیا۔

ابھی اس نے الماری کھولی ہی تھی کہ ٹائیگر کی ناک میں سرسراہٹ ہوئی۔ نے اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر اچانک آنے والی چھینک نہ رک سکی۔ چھینک کی سے راہداری گونج اٹھی۔

اسی لمحے راضی نے چونک کر اوپر روشندان کی طرف دیکھا۔ ٹائیگر پھرتی پیچھے ہٹ گیا۔ مگر شاید راضی نے اس کی جھلک دیکھ لی تھی۔ کیونکہ راضی انتہ

تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا ہال سے باہر نکل آیا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کا راز فاش ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر کوٹھی سے نکل جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راضی سیڑھیوں کے ذریعے اوپر آئے گا۔ اس لئے وہ تیزی سے بھاگتا ہوا واپس چھت پر پہنچا۔ اس نے چھت کے کنارے سے نیچے جھانک کر دیکھا۔ کوٹھی کی عقبی سمت خالی تھی۔ ٹائیگر اسی پائپ کے سہارے نیچے اترنے لگا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کے قدم زمین پر لگتے۔ اچانک راضی عمارت کے کونے سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی۔ ٹائیگر نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ اور راضی اچھل کر دور جا گرا۔ ٹائیگر نے الجھنے کی بجائے فرار ہونے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ وہ ہر قیمت پر وہ ٹیپ عمران تک پہنچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ راضی کو ایک طرف اچھالتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے پوری قوت سے عقبی دیوار کی طرف دوڑ لگا دی۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ دیوار تک پہنچتا۔ ایک بڑا پتھر گولی کی رفتار سے اڑتا ہوا اس کی گدی پر پڑا۔ اور ٹائیگر منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

یہ پتھر راضی نے پھینکا تھا۔ اور اب یہ ٹائیگر کی بدقسمتی ہی تھی کہ پتھر ٹھیک نشانے پر پڑا۔ بلکہ کچھ اتنی قوت سے لگا کہ ٹائیگر کے دماغ پر اندھیرے کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ ٹائیگر نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ چند لمحوں بعد وہ زمین پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

راضی اس کے گرتے ہی دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک اور پتھر تھا۔ مگر جب اس نے ٹائیگر کو بے حس و حرکت دیکھا تو وہ رک گیا۔ اس نے بڑی تیزی سے ٹائیگر کو سیدھا کر کے اس کے دل کی دھڑکن چیک کی اور دوسرے

لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ ٹائیگر مرا نہیں تھا بلکہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

راضی نے طویل سانس لیتے ہوئے ٹائیگر کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور اسے لیکر واپس عمارت میں آگیا۔ ایک کرسی پر ٹائیگر کو بٹھا کر اس نے اس کے پورے جسم کو اچھی طرح مضبوط رسیوں سے باندھ دیا۔ اب ٹائیگر ہوش میں آنے کے باوجود حرکت کرنے سے معذور رہتا۔ پھر راضی نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی۔ اور اس کا ٹیپ ریکارڈر ریوالور اور دوسرا سامان نکال کر فرش پر ڈال دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ آخر یہ شخص اس کوٹھی میں کیسے پہنچ گیا۔

اسے اچھی طرح احساس تھا کہ جس منصوبے پر وہ کام کر رہا ہے۔ اگر اس کی بھنک بھی حکومت کے کانوں میں پڑ گئی تو وہ ساری عمر کے لئے جیلوں میں سڑتا رہ جائے گا۔ اور اس آدمی کی موجودگی سے صاف ظاہر تھا کہ ان کے منصوبے کی بھنک حکومت تک پہنچ چکی ہے۔

وہ چند لمحے خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اچانک ہی اس نے ایک فیصلہ کر لیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو حکومت کے حوالے کر دے گا۔ اس طرح شاید سرکاری گواہ بن جانے کی وجہ سے اسے معاف کر دیا جائے۔ اب اسے صرف اس گروہ سے خطرہ تھا جس کی ایجنٹ مس شوگی تھی کہ انہیں جب راضی کی غداری کا علم ہوگا تو وہ اس کی جان کے لاگو ہو جائیں گے۔ مگر اس نے یہی سوچا کہ اگر اس کی وجہ سے اس گروہ کو گرفتار کر لیا گیا تو پھر اس کی جان بچ سکتی ہے۔

چنانچہ یہ فیصلہ کر کے وہ اٹھا۔ اس نے کونے میں پڑا ہوا پانی کا جگ اٹھایا اور لا کر ٹائیگر کے سر پر انڈیل دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر نے آنکھیں کھول لیں۔ راضی اسے

غور سے دیکھ رہا تھا۔

ٹائیگر ہوش میں آتے ہی کسمسایا۔

"بیکار ہے دوست ——— تم میری اجازت کے بغیر حرکت بھی نہیں کر سکتے"۔ راضی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ——— میرے ساتھی باہر موجود ہیں۔ اگر مجھے دیر ہو گئی تو وہ تمہاری کوٹھی پر دھاوا بول دیں گے"۔ ——— ٹائیگر نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ جو ہوگا دیکھا جائے گا ——— تم نے ہماری تمام گفتگو یقیناً سن لی ہے مگر شاید ٹیپ بھی کر لی ہے۔ اس لئے اب کم از کم تمہاری موت ہمارے لئے ضروری ہو گئی ہے"۔ ——— راضی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میری موت یا زندگی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا ——— راضی! تمہارا منصوبہ حکومت کی نظروں میں ہے اور تم اب کسی صورت نہیں بچ سکتے"۔ ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم حکومت کے کس شعبے سے تعلق رکھتے ہو"۔ ——— راضی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کسی بھی شعبے سے سمجھ لو ——— اس سے کیا فرق پڑتا ہے"۔ ——— ٹائیگر نے گول مول جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں دوست ——— دراصل میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ابھی کچھ نہیں بگڑا۔ میں بجائے مجرموں کے ہاتھوں میں کھیلنے کے اپنی خدمات حکومت کو پیش کرنا چاہتا ہوں"۔ ——— راضی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم واقعی سنجیدہ ہو"۔ ——— ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ میں واقعی سنجیدہ ہوں ۔۔۔ مگر میری ایک شرط ہو گی کہ مجھے مجرموں سے تحفظ دیا جائے ۔۔" ۔۔۔ راضی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ہمیں تمہاری شرط قبول ہے ۔۔" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"نہیں ۔۔۔ مجھے تمہارے کسی بڑے افسر کی طرف سے ذمہ داری چاہیئے" راضی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ایسا کرو میرے ہاتھ آزاد کر دو اور ٹیپ ریکارڈر مجھے دے دو ۔۔۔ میں ابھی تمہاری بات کرا دیتا ہوں" ۔۔۔ ٹائیگر نے تجویز پیش کی

"تم مجھے دھوکہ تو نہ دو گے" ۔۔۔ راضی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"دھوکہ کیسا ۔۔۔ جب تم ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہو تو یہ بات ہمارے فائدے میں جائے گی ۔۔۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ تمہیں دھوکہ دیں" ٹائیگر نے کہا۔

"او کے" ۔۔۔ راضی نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کے ہاتھوں کی بندشیں کھول دیں اور ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر اس کے حوالے کر دیا مگر خود اس کا ریوالور اٹھا کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

ٹائیگر نے ٹیپ ریکارڈر کے کونے میں لگا ہوا ایک خفیہ بٹن دبایا تو ٹیپ ریکا سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ہی عمران کی آواز سنائی دی

"یس ۔۔۔ عمران سپیکنگ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں

"ہاں ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"میں اس وقت راضی کی کوٹھی میں موجود ہوں ۔۔۔ مسٹر راضی نے مجرموں

کے خلاف اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ اس کے بدلے میں وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ انہیں تحفظ دیا جائے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر کیوں ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"آپ براہ راست ان سے بات کر لیں ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور ٹیپ ریکارڈر راضی کی طرف بڑھا دیا۔

"یس ۔۔۔ راضی سپیکنگ اوور" ۔۔۔ راضی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر راضی ۔۔۔ آپ نے اچانک فیصلہ کیوں بدلا ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے عمران نے پوچھا۔

"جناب آپ کا آدمی میری کوٹھی میں آیا تو میں نے اسے پکڑ لیا ۔۔۔ اس وقت وہ میرے سامنے کرسی پر بندھا ہوا ہے ۔۔۔ آپ کے آدمی کو پکڑنے کے بعد میں نے سمجھ لیا کہ اگر میں مجرموں کے ساتھ شامل رہا تو حکومت کے ہاتھوں نہ بچ سکوں گا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ میں مجرموں کا ساتھ دینے کی بجائے حکومت کا ساتھ دوں ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ راضی نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"مگر تم اس منصوبے میں شامل کیسے ہوئے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

اور راضی نے بلیک میل ہونے کے متعلق سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم صرف مس شوگی کے بارے میں جانتے ہو ۔۔۔ اس سے زیادہ مجرموں کے بارے میں تمہیں کوئی علم نہیں ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب ۔۔۔ مگر میں جانتا ہوں کہ میرے بغیر مجرموں کا منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ راضی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں سمجھتا ہوں ۔۔۔ مگر منصوبہ کیا ہے ۔۔۔ اوور" عمران

نے پوچھا۔

"میرے خیال میں آپ کے آدمی نے ہمارے منصوبے کی تمام تفصیلات ٹیپ کرلی ہیں ۔۔۔ آپ وہ ٹیپ سن لیں" ۔۔۔ راضی نے کہا اور اس کے ساتھ وہ ٹیپ ریکارڈر دوبارہ ٹائیگر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"میں نے اس بھیانک منصوبے کو ٹیپ کر لیا ہے جناب ۔۔۔ آپ اسے سن لیں ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیپ ریکارڈ کا بٹن آن کر دیا۔

کمرے میں خفیہ اجلاس کی کارروائی گونجنے لگی۔ جب تک ٹیپ چلتا رہا۔ وہ سب خاموش رہے ۔۔۔ جب ٹیپ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بٹن آف کر دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ کچھ اسی قسم کا منصوبہ ہوگا۔ بہرحال واقعی مجرموں کا یہ منصوبہ راضی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اس لئے اگر راضی ہمارے ساتھ شامل ہوں تو ہم نہ صرف انہیں مکمل تحفظ دیں گے بلکہ ان کا اب تک کا قصور معاف بھی کیا جا سکتا ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"شکریہ جناب ۔۔۔ آپ مجھے جیسے حکم دیں گے میں ویسے ہی کروں گا۔" راضی نے کہا۔

"مسٹر راضی ۔۔۔ جس تنظیم نے آپ کو آلہ کار بنایا ہے ۔۔۔ یہ خوفناک مجرم بین الاقوامی تنظیم ہے جو کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پر حکومت کا تختہ الٹنا چاہتی ہے اور ظاہر ہے آپ کو صرف استعمال کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی اس تنظیم کی نظروں میں آپ کی اہمیت ختم ہوئی ۔۔۔ آپ کو ختم کر دیا جائے گا ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے

"میں سمجھتا ہوں جناب ۔۔۔ اسی لئے تو میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اوور" راضی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ ٹرانسمیٹر تم اپنے پاس رکھ لو ۔۔۔ ٹائیگر تمہیں اس کے استعمال کا طریقہ سمجھائے گا ۔۔۔ تم فی الحال ان کے ساتھی بنے رہو۔ بس تمہارا کام یہ ہوگا کہ مجھے اس ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دیتے رہنا۔ باقی ہم خود سنبھال لیں گے اوور" ۔۔۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔ میں تیار ہوں ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ راضی نے جواب دیا۔

"ٹائیگر ۔۔۔ تم ٹیپ نکال کر ٹرانسمیٹر راضی کے حوالے کر دو اور اسے اس کا استعمال سمجھا دو ۔۔۔ اب اس کی نگرانی کی ضرورت نہیں ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا اور ٹائیگر نے بٹن آف کر دیا۔

راضی نے آگے بڑھ کر تمام رسیاں کھول ڈالیں۔ ٹائیگر نے کیسٹ ٹیپ سے نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر راضی کو اس کے استعمال کا طریقہ سمجھانے لگا۔ جب راضی اچھی طرح سمجھ گیا تو ٹائیگر نے اپنا سامان اٹھا کر واپس جیبوں میں ڈال لیا

"اچھا ۔۔۔ مجھے اجازت" ۔۔۔ ٹائیگر نے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آیئے ۔۔۔ میں آپ کو پھاٹک تک چھوڑ آؤں" ۔۔۔ راضی نے کہا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ میں عقبی سمت سے جاؤں گا ۔۔۔ ہو سکتا ہے تمہارا چوکیدار مجرموں کا ساتھی ہو یا پھر تمہاری کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہو" ۔۔۔ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ اس طرف تو میرا ذہن ہی نہ گیا تھا" ۔۔۔ راضی نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر تیزی سے کمرے سے نکلا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آیا اور دوبارہ اسی پائپ کے ذریعے وہ کوٹھی کی عقبی سمت میں پہنچ گیا۔ عقبی دیوار پار کر کے

وہ کوٹھی سے باہر پہنچ گیا اور چند لمحوں بعد اس کی موٹر سائیکل خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ ٹیپ عمران تک پہنچانا چاہتا تھا۔

سالانہ کھیلوں کی وجہ سے آج یونیورسٹی کی رونق عروج پر تھی۔ سب سے زیادہ رش شمشیر زنی کے مقابلے والی جگہ پر تھا۔ کیونکہ پرنس آف ڈھمپ اس مقابلے میں حصہ لے رہا تھا۔ اور پرنس نے اپنی شمشیر زنی کے قصے کچھ اس طرح بڑھ چڑھ کر ساتھیوں کو سنائے تھے کہ وہ سب اس کی شمشیر زنی کا انداز دیکھنا چاہتے تھے۔

شمشیر زنی کے مقابلے میں کئی لڑکے حصہ لے رہے تھے۔ اور ان میں سے ایک لڑکا عباس تو شمشیر زنی میں اتنی مہارت رکھتا تھا کہ بین الاقوامی مقابلوں میں حصہ لے کر انعام جیت چکا تھا۔ اور لڑکے عباس اور پرنس کا مقابلہ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ مقابلے کے رنگ کے چاروں طرف لڑکے اور لڑکیاں کثیر تعداد میں موجود تھے۔ اور کئی لڑکے جن میں عباس بھی شامل تھا۔ مقابلے کی پریکٹس میں مصروف تھے جبکہ پرنس ابھی تک وہاں نہ پہنچا تھا۔

رنگ کے بالکل قریب ہی مس شوگی موجود تھی۔ اور اس کی نظریں ایک لڑکے

پر جمی ہوئی تھیں۔ اس لڑکے کا نام محسن تھا اور وہ مقابلے کا لباس پہنے ہاتھ اٹھائے رنگ کے ایک کونے میں خاموش کھڑا تھا۔ مس شوگی جانتی تھی کہ کے میک اپ میں نمبر ٹو موجود ہے۔ محسن کو وہ رات کو ہی کار میں سوار کر کے تھی اور اس نے اسے نمبر ٹو کے حوالے کر دیا تھا۔

ابھی مقابلہ شروع ہونے میں تھوڑی دیر باقی تھی کہ پرنس کی آمد کا اور سب لڑکے اور لڑکیاں سر اٹھا کر ادھر دیکھنے لگے۔ جدھر سے پرنس آر عمران اپنی مخصوص سج دھج میں بڑے اطمینان سے چلتا ہوا رنگ کی بڑھا چلا آرہا تھا۔ اس کے پیچھے جوزف تھا جس نے ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی عمران نے رنگ کے قریب آکر جوزف کے ہاتھ سے تلوار لی اور پھر چڑھ کر رنگ میں داخل ہوا۔ تمام لڑکے اور لڑکیوں نے پرنس کے حق میں نعر لگانے شروع کر دیئے۔

" ساتھیو ——— ! بہتر ہے کہ میں ان مقابلوں میں حصہ نہ لوں ——— و سے مقابلہ کرنے والے ہمیشہ کے لئے مقابلوں سے معذور ہو جائیں گے" ——— نے تلوار سر سے بلند کرتے ہوئے کہا۔

" ارے بہت دیکھے ہیں تم جیسے پرنس ——— تم لوگ بس ڈینگیں مار ہو" ——— رنگ کے دوسرے کونے میں کھڑے ہوئے چیمپئن عباس۔ بڑے ناگوار لہجے میں کہا۔

" بھئی تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہو ——— ڈینگ ہی ماری ہے تو نہیں ماردی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور اسی لمحے شمشیر زنی کے پہلے مقابلے کا اعلان ہو گیا۔ اور دو شمشیر زن لہراتے آگئے۔

" ٹھہرو ——— یہ مقابلہ نہیں ہو سکتا" ——— اچانک عمران نے چیخ کر کہا اور دونوں شمشیر زن جو تلواریں لہرا کر پینترہ بدلنے ہی والے تھے اچانک ٹھٹھک کر رک گئے۔

" میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں ان پدی شمشیر زنوں کا مقابلہ دیکھنے میں ضائع کروں ——— میں مقابلے میں حصہ لینے والے تمام شمشیر زنوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اکٹھے ہو کر مجھ سے مقابلہ کریں" ——— عمران نے رنگ کے درمیان میں آکر اعلان کرتے ہوئے کہا۔

" رنگ کے ارد گرد موجود لڑکے اور لڑکیوں نے ——— ٹھیک ہے ——— ٹھیک ہے ——— کے نعرے مارنے شروع کر دیئے۔ مقابلے کے منتظم پروفیسر صاحب نے پہلے تو اس طرح مقابلہ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ مگر سب طالب علموں کے پرزور اصرار پر آخر کار شکست تسلیم کرنی ہی پڑی۔

اور رنگ کے باہر بیٹھی ہوئی مس شوگی کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اب نمبر ٹو کا کام اور زیادہ آسان ہو گیا تھا۔ پانچ تلواروں سے مقابلہ کرتے ہوئے عمران کسی بھی صورت اپنے آپ کو ہلکا سا زخم لگنے سے نہ بچا سکتا تھا اور پھر یہ بھی معلوم ہو سکتا تھا۔ کہ یہ زخم کس تلوار سے آیا ہے۔

اور پھر منتظمین کے اعلان پر پانچ شمشیر زن تلواریں لہراتے ہوئے میدان میں کود پڑے جبکہ ان کے مقابلے میں عمران اکیلا تھا۔

کھیل شروع ہونے کا فائر ہوتے ہی پانچوں شمشیر زن بڑی پھرتی سے عمران پر پل پڑے مگر عمران تو بجلی بنا ہوا تھا۔ ظاہر ہے جب ریوالور کی گولیاں عمران کو نہ چھو سکتی ہوں تو بے چاری تلواروں کی تو بساط ہی کیا تھی۔ عمران ابھی تک صرف دفاع ہی کر رہا تھا اور پورا میدان تالیوں سے گونج رہا تھا۔

مس شوگی کی آنکھوں میں حیرت کے بے پناہ تاثرات تھے۔ اسے عمران کی پھرتی اور تیزی پر رشک آ رہا تھا۔ پانچوں شمشیر زن اپنی بے پناہ کوششوں کے باوجود اب تک عمران کو تلوار کی نوک تک نہ لگا سکے تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ پانچوں تھکنے لگے جبکہ عمران میں پہلے سے زیادہ تیزی آتی جا رہی تھی اور پھر اچانک عمران نے پینترہ بدل کر وار کر دیا اور سابق چیمپئن عباس کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ہوا میں پرواز کرتی ہوئی رنگ سے باہر جا گری۔ اور پورا میدان بے پناہ تالیوں سے گونج اٹھا۔

کھیل کے اصول کے مطابق عباس کو شکست تسلیم کرتے ہوئے میدان سے باہر آنا پڑا۔ اور دوسرے لمحے ایک اور شمشیر زن کی تلوار ایک ہلکے سے کھٹکے سے دو ٹکڑے ہو گئی۔ اب مقابلہ میں تین رہ گئے۔ عمران اب جارحانہ موڈ میں آ گیا تھا اور اس کے بے پناہ وار شمشیر زنوں کو بچانا مشکل ہو رہے تھے

پھر عمران نے اچانک ایک ایسے مخصوص انداز میں تلوار گھمائی کہ بیک وقت دو تلواریں ہوا میں اڑتی چلی گئیں۔ اب مقابلہ میں صرف نمبر ٹو رہ گیا تھا۔ نمبر ٹو چونکہ ایک منجھا ہوا اور ماہر کھلاڑی تھا۔ اس لئے عمران اور اس کے درمیان مقابلہ زور پکڑتا چلا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے دونوں کا پلڑا برابر ہو۔

مس شوگی سانس روکے ہوئے بیٹھی تھی کہ اچانک عمران کا پاؤں پھسل گیا اور نمبر ٹو کو اس پر وار کرنے کا موقع مل گیا۔ مگر نیچے گرتے گرتے بھی عمران نے نمبر ٹو کی تلوار کا بھرپور وار اپنی تلوار پر روک لیا۔ مگر نمبر ٹو نے کچھ اس قدر طاقت سے وار کیا تھا کہ وار رکنے کے باوجود اس کی تلوار کی نوک عمران کی کلائی پر خراش ڈال گئی۔ اور اسی لمحے عمران نے اتنی پھرتی سے جوابی وار کیا کہ نمبر ٹو کی تلوار بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اس طرح عمران نے یہ زوردار مقابلہ

جیت لیا۔

میدان نعروں سے گونج اٹھا اور عمران بڑے فخریہ انداز میں تلوار لہراتا ہوا رنگ میں چکر لگانے لگا۔

لاؤڈ سپیکر پر عمران کی جیت کا اعلان کیا گیا اور پھر مہمان خصوصی نے رنگ میں آ کر عمران کو طلائی تمغہ پہنایا۔

نمبر ٹو اس دوران رنگ سے اتر کر باہر جا رہا تھا اور مس شوگی بھی وہاں سے کھسک گئی تھی۔

ابھی عمران مہمان خصوصی سے باتیں کر ہی رہا تھا کہ اس کا رنگ زرد پڑنے لگا یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل ڈوبتا ہی جا رہا ہو۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ اس کے جسم سے جیسے جان نکل گئی ہو اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر رنگ میں ہی گر پڑا۔

مہمان خصوصی اور دوسرے لوگ حیرت سے بت بنے کھڑے اسے گرتا دیکھتے رہے۔ مگر اسی لمحے اچانک جوزف رنگ میں داخل ہوا۔ اس نے بڑی پھرتی سے عمران کو کندھے پر لادا اور انتہائی تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں عمران کی کار موجود تھی۔

اور چند لمحوں بعد جوزف عمران کو کار میں ڈالے انتہائی تیز رفتاری سے کار دانش منزل کی طرف اڑائے چلا جا رہا تھا۔ عمران کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا اور اس کا سانس رک رک کر آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران بس اب چند لمحوں کا مہمان ہو۔ نمبر ٹو کی تلوار پر لگا ہوا زہر اپنا کام دکھا رہا تھا۔ اور عمران تیزی سے موت کے اندھیرے غار میں اترتا چلا جا رہا تھا۔

کیا ـــــ یہ پرنس واقعی ختم ہو جائے گا" ـــــ شوگی نے کمرے
میں موجود کرسی سنبھالتے ہوئے نمبر ٹو سے پوچھا۔

"ہاں ـــــ اب اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ میں نے تلوار کی نوک پر مشرقی افریقہ کی جڑی بوٹیوں یوکا سے نکلنے والا زہر لگا دیا تھا۔ اس زہر کی خصوصیت یہ ہے کہ دل کی رفتار ـــــ آہستہ ہوتی چلی جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹوں کے اندر انسان ختم ہو جاتا ہے۔ مگر پوسٹ مارٹم رپورٹ صرف ہارٹ فیلیور کی ہی ہو گی" ـــــ نمبر ٹو نے ایک مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس نے شمشیر زنی والا لباس اتار دیا تھا۔

"کیا اس کا کوئی علاج نہیں ہے" ـــــ شوگی نے پوچھا۔

یوں لگتا تھا جیسے اسے عمران کی موت پر دلی صدمہ ہوا ہو۔ وہ شاید اسے پسند کرنے لگی تھی۔

"نہیں ـــــ ابھی تک ہماری طب اس کا علاج نہیں ڈھونڈ سکی افریقہ میں اس زہر کو رنگین موت کہتے ہیں۔ کیونکہ اس زہر سے مرنے کے بعد جسم کے مختلف حصوں کا رنگ مختلف ہو جاتا ہے۔ کوئی حصہ سرخ ہو گا تو کوئی زرد ـــــ کوئی سفید ہو جائے گا تو کوئی سبز" ـــــ نمبر ٹو نے مشین کا ہینڈل گھماتے ہوئے جواب دیا۔

"بہرحال وہ پرنس بنا تھا تو اس کے لئے رنگین موت ہی ہونی چاہیئے تھی"
گی نے مسکراتے ہوئے کہا اور نمبر ٹو کے حلق سے قہقہہ نکل گیا۔

"ایک بات ہے ـــــ یہ پرنس زبردست شمشیر زن تھا۔ اگر مجھے اس کھیل
ں خاص مہارت حاصل نہ ہوتی تو شاید میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو پاتا" ـــــ
ٹو نے کہا۔

"میرا خیال ہے ـــــ بس اس کی موت آ ہی گئی تھی کہ اس کا پیر اچانک پھسل گیا
ہ" ...... شوگی نے جواب دیا۔

"ہاں یقیناً" ـــــ بس اسی موقع سے میں نے فائدہ اٹھایا اور اس کی کلائی
خراش لگانے میں کامیاب ہوا اور یہ واقعی اتفاق ہی تھا" ـــــ نمبر ٹو نے
ہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کا بٹن آن کر دیا۔

دوسرے لمحے مشین کے اوپر نصب ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اور
ین سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"یس ـــــ مادام وی سپیکنگ" ـــــ اچانک آواز کمرے میں گونجی اور
ں کے ساتھ ہی سکرین پر ایک عورت کا سیاہ رنگ کا خاکہ ابھر آیا۔ بس وہ خاکہ ہی
ھا۔ خدوخال نظر نہ آتے تھے۔

"نمبر ٹو سپیکنگ مادام" ـــــ نمبر ٹو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مس شوگی بھی تمہارے پاس موجود ہے" ـــــ مادام وی نے پوچھا۔

"یس مادام ـــــ ہم ابھی ابھی پرنس کا خاتمہ کر کے آئے ہیں" ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"کیا پرنس ختم ہو گیا" ـــــ مادام وی کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"یس مادام وی ـــــ میں نے اسے رنگین موت مار دیا ہے" ـــــ نمبر ٹو نے

فخریہ لہجے میں جواب دیا۔
"اوہ ___ تو یو کا زہر لگایا ہے اُسے ___ ویری گڈ ___ پھر تو واقعی ا
کا خاتمہ ہو گیا ہوگا ___ اب باقی سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا پروگرام ہے"
مادام وی نے پوچھا۔
"اس سلسلے میں آپ کو کال کیا تھا ___ ہم نے انٹر ٹیلی لنک پر سیکرٹ سر
کے ہیڈ کوارٹر میں جس نوجوان کو دیکھا تھا ___ وہ شاید سیکرٹ سروس کا سربر
ہے۔ اگر اسے اغوا کر لیا جائے تو اس پر تشدد کر کے سیکرٹ سروس کے با
ممبران کا پتہ چلایا جا سکتا ہے" ___ نمبر ٹو نے کہا۔
"درست خیال ہے ___ اگر سیکرٹ سروس کا ایک بھی ممبر قابو آ جا
تو پھر باقی لوگوں کا پتہ لگ سکتا ہے" ___ مادام وی نے کہا۔
"تو ٹھیک ہے مادام ___ میں آج رات ہی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوا
سے اسے اغوا کر لاؤں گا ___ مجھے یقین ہے کہ ایک بار اگر وہ میرے ہتھے
چڑھ گیا تو پھر باقی ممبران کا میرے ہاتھ سے بچنا محال ہے" ___ نمبر ٹو نے ا
فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"مگر نمبر ٹو ___ اسے معمولی بات مت سمجھو ___ سیکرٹ سروس کے
ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظام کیا گیا ہوگا ___ ایسا نہ ہو
تم خود پھنس جاؤ" ___ مادام وی نے کہا۔
"میں صورت حال کو سمجھتا ہوں مادام ___ آپ بے فکر رہیں ___ م
شوگی میرے ہمراہ جائیں گی ___ اگر کوئی رکاوٹ پیدا ہوئی تو مس شوگی میری
کریں گی" ___ نمبر ٹو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اور کب ___ کس وقت آپریشن کرو گے" ___ مادام وی نے پوچھ

"آج رات دس بجے کا خیال ہے" ___ نمبر ٹو نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ___ میں خود اس آپریشن کی نگرانی کروں گی" ___ مادام
وی نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے مادام ___ ویسے مجھے یقین ہے میں کامیاب واپس لوٹوں
گا" ___ نمبر ٹو نے کہا۔
"گڈ لک" ___ مادام وی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین
صاف ہو گئی۔ نمبر ٹو نے مشین آف کر دی۔
"مس شوگی ___ میں وہ مشین چلاتا ہوں جس میں سیکرٹ سروس
کے ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی کی گئی ہے ___ تم اسے غور سے دیکھو پھر بیٹھ کر
پروگرام مرتب کریں گے" ___ نمبر ٹو نے ایک اور مشین کی طرف بڑھتے
ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ___ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا"۔
مس شوگی نے کہا۔
اور نمبر ٹو نے ایک مشین کے خانے سے فلم کا ڈبہ نکال کر دیوار کے ساتھ
سٹینڈ پر فٹ پروجیکٹر پر چڑھا دی۔ اس کے بعد اس نے کمرے کی تمام بتیاں بجھا
دیں اور اس کے بعد پروجیکٹر کا بٹن آن کر دیا۔ سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو گئی
اور پھر سکرین پر کار چلنے کا منظر ابھر آیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔
مس شوگی بڑے غور سے فلم دیکھتی رہی۔ عمران کی کار دانش منزل
میں پہنچی اور عمران اور بلیک زیرو کے درمیان ہونے والے مکالمے بھی اس نے
غور سے سنے۔ جب وہ دونوں عمارت کے اندر داخل ہو گئے تو سکرین صاف
ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز ابھری اور نمبر ٹو نے بتیاں روشن کر دیں
"یہ یہاں کی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے ـــــ اور یہ دوسرا آدمی ہی شاید اس کا سربراہ ہے ـــــ ہم نے اسے اغوا کرنا ہے" ـــ نمبر ٹو نے پروجیکٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی دیواریں بہت اونچی ہیں" ـــ شوگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ـــ میں نے پروگرام بنا لیا ہے ـــ جہاں تک میرا خیال ہے عمارت میں یہ آدمی اکیلا رہتا ہے ـــ اس لئے تم عمارت کے اندر جاؤ گی۔ تمہارے پاس الیکٹرو کوڈ ٹرانسمیٹر ہو گا۔ اگر تمہیں چیک کر لیا گیا تو مجھے چیکنگ پروسیجر کا پتہ چل جائے گا۔ پھر میں اس پروسیجر کو توڑ کر اندر آ جاؤں گا ـــ وہ آدمی ظاہر ہے تمہاری طرف متوجہ ہو گا۔ اس طرح میں آسانی سے اس پر قابو پا لوں گا" ـــ نمبر ٹو نے شوگی کو پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ جیسے آپ کہیں" ـــ شوگی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ٹو اٹھ کر مشن کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

بلیک زیرو بڑی بے چینی کے عالم میں اپنے مخصوص کمرے کے اندر ٹہل رہا تھا۔ ا کے چہرے پر پریشانی اور اداسی کے شدید تاثرات نمایاں تھے۔

عمران کو جوزف انتہائی خطرناک حالت میں یونیورسٹی سے اٹھا کر لایا تھا اور بلیک زیرو نے عمران کو سپیشل سر سنر ہسپتال پہنچا دیا تھا ـــ جہاں ملک کے ور ڈاکٹر اسے بچانے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف تھے۔ مگر عمران کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی۔

افسوسناک صورت حال یہ تھی کہ عمران کی بیماری کی تشخیص تک نہ ہو سکی تھی۔ اہر عمران کو کوئی بیماری نہ تھی۔ صرف کلائی پر ایک خراش سی تھی۔ مگر عمران کے ا کے دھڑکنے کی رفتار لمحہ بہ لمحہ آہستہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

سر سلطان بھی سر سنر ہسپتال میں پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی وہاں موجودگی ا وجہ سے تمام ڈاکٹر الرٹ تھے۔ مگر ڈاکٹروں کے لٹکے ہوئے چہرے اور اہوں سے برستی ہوئی مایوسی بتا رہی تھی کہ عمران کا بچنا محال ہے۔

سر سلطان نے بلیک زیرو کو واپس بھیج دیا تھا۔ اور اب بلیک زیرو ائی پریشانی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کا اپنا دل ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔ اس نظریں بار بار میز پر پڑے ٹیلی فون پر پڑتیں۔ مگر پھر وہ دانتوں سے ہونٹ

کاٹتا ہوا نگاہیں ہٹا لیتا۔

عمران شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لیتے ہوئے اچانک بے ہوش ہو کر گر پڑا تھا۔ شمشیر زنی کا یہ مقابلہ شام کو چھ بجے منعقد ہوا تھا اور رات کے دس بجنے والے تھے۔ ان چار گھنٹوں میں عمران کی حالت سنبھلنے کی بجائے اور زیادہ بگڑ گئی تھی۔

اس نے ٹیلیفون پر سر سلطان سے بات کی تھی۔ مگر دوسری طرف سوائے مایوسی کے اور کچھ نہ تھا۔

بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ اگر عمران ختم ہو گیا تو کیا ہو گا۔ یہ سوچ کر ہی اس کا دل ڈوبنے لگتا۔ ایک لمحے کے لیے اس کا دل کہتا کہ عمران ناقابل تسخیر ہے وہ نہیں مر سکتا۔ مگر دوسرے لمحے اسے خیال آ جاتا کہ عمران بھی آخر انسان ہے۔ وہ مر بھی سکتا ہے۔

اسی ادھیڑ بن میں وقت گزرا چلا جا رہا تھا کہ اچانک کمرے میں سیٹی کی آواز گونجی اور بلیک زیرو یوں چونکا جیسے کمرے میں بم پھٹ گیا ہو۔ اس نے چونک کر دروازے کے اوپر لگا ہوا بلب دیکھا۔ بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

بلیک زیرو بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر دانش منزل کی شمالی سمت کا منظر نظر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکی سیاہ رنگ کے چست لباس میں ملبوس رسی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اتر رہی تھی۔

بلیک زیرو چند لمحے خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ لڑکی نیچے اتر

تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر وہ دبے قدموں اصل عمارت کی طرف بڑھنے لگی۔ بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی کون ہے اور دانش منزل میں کیوں داخل ہوئی ہے۔

لڑکی آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ جب وہ صحن کے درمیان میں پہنچی تو بلیک زیرو نے تیزی سے ایک اور بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی عمارت کے اوپر والے حصے میں ایک گن کا دہانہ نمودار ہو گیا۔ ظاہر ہے اندھیرے کی وجہ سے لڑکی اس دہانہ کو نہ دیکھ سکتی تھی۔ وہ اسی طرح آگے بڑھی چلی آ رہی تھی۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن پر انگلی رکھی اور پھر جب لڑکی ایک مخصوص جگہ پر پہنچی تو بلیک زیرو نے تیزی سے بٹن دبا دیا۔ گن کے دہانے سے بے رنگ گیس کی ایک دھار سی نکلی اور دوسرے لمحے بلیک زیرو نے لڑکی کو لڑکھڑاتے دیکھا۔ لڑکی نے ایک لمحے کے لئے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑی بیہوش کر دینے والی زود اثر گیس اپنا کام دکھا چکی تھی۔

بلیک زیرو نے بٹن آف کئے اور پھر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ راہداری سے گزر کر وہ صحن میں آیا۔ لڑکی ابھی تک فرش پر بیہوش پڑی تھی۔ بلیک زیرو تیزی سے چلتا ہوا لڑکی کے قریب پہنچا۔ اس نے جھک کر لڑکی کی نبض چیک کرنے کے لئے اس کا بازو پکڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا اچانک دیوار پر ایک اور سیاہ پوش کا ہیولا ابھرا اس کے ہاتھ میں ایک لمبی نال والا عجیب ساخت کا پستول تھا۔ بلیک زیرو کی تمام تر توجہ لڑکی کی طرف تھی۔ اس لئے وہ اس ہیولے کی موجودگی کو

چیک نہ کر سکا تھا۔

سیاہ ہیولے نے پستول کی نال کا رُخ بلیک زیرو کی طرف کیا اور ٹر
دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی پستول کی نال سے ایک باریک سی سوئی نکلی اور
کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی سیدھی بلیک زیرو کے کندھے میں گھستی چلی گئی
بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔ مگر دوسرے
وہ بھی ہاتھ پیر چلاتا ہوا دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ سوئی کی نوک پر لگے ہو
مخصوص زہر نے پلک جھپکنے میں اسے دنیا ومافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔

سیاہ ہیولا چند لمحے دیوار پر بیٹھا غور سے اندر کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر
لٹکی ہوئی سیڑھی کے ذریعے وہ تیزی سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا اس
لڑکی اور بلیک زیرو کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ ایک لمحے کے لئے
ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس نے جھک کر بے ہوش پڑے ہوئے
بلیک زیرو کو اٹھا کر کندھے پر لادا اور دوبارہ تیزی سے اسی رسی کی
طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیڑھی کے ذریعے وہ چند ہی لمحوں میں دیوار پر پہنچ
گیا۔ دیوار کی دوسری طرف بھی سیڑھی لٹکی ہوئی تھی اور دیوار کے بالکل نیچے
اس کی کار موجود تھی۔

دانش منزل کے اس حصے کی طرف سڑک موجود تھی مگر رات کو اس
سڑک پر آمد و رفت نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی۔ اس لئے سیاہ ہیولا
تیزی سے نیچے اترا اور اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر بلیک زیرو
دونوں سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔ بلیک زیرو کو لٹانے کے بعد وہ ایک
بار پھر سیڑھی کے ذریعے چڑھ کر دانش منزل میں داخل ہوا۔ اور اس
بار جب وہ واپس آیا تو وہ لڑکی جو مس شوگی تھی اس کے کندھے پر موجو

تھی۔ نیچے اتر کر اس نے مس شوگی کو بھی پچھلی نشست پر لٹا دیا اور پھر
دروازے کو اچھی طرح بند کر کے اس نے دیوار پر لٹکی ہوئی سیڑھی کو ایک
مخصوص انداز میں کھینچا اور پھر سیڑھی کو گچھے کے انداز میں لپیٹ کر اس نے
اگلی سیٹ کے نیچے پھینک دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند
لمحوں بعد کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر اڑی چلی جا رہی تھی۔

نمبر ٹو حیرت انگیز طور پر اپنے مشن میں کامیاب رہا تھا۔ اس کے چہرے
مسکراہٹ تھی۔

بلیک زیرو کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک کافی بڑے کمرے میں بندھا ہوا پایا۔ چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے اسے اس انداز سے کرسی سے باندھا گیا تھا کہ سوائے سر کے باقی جسم کو حرکت دینا ناممکن ہو گیا تھا۔ کمرے میں دیواروں کے ساتھ عجیب و غریب قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ کمرے میں کوئی انسان نہ تھا اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔

بلیک زیرو حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ ہوش میں آنے کے چند لمحے لاشعوری طور پر گزر گئے۔ مگر شعور جاگتے ہی اسے اپنے یہاں آنے کا پس منظر یاد آگیا۔ اسے بس اتنا یاد تھا کہ اس نے دانش منزل میں داخل ہونے وا

لڑکی کو گیس گن کے ذریعے بیہوش کر دیا تھا اور جب وہ اسے جھک کر دیکھ رہا تھا تو اچانک اس کے کندھے میں سوئی سی گھستی چلی گئی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا اس کے متعلق اس کا ذہن صاف تھا۔

بہرحال اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ مجرموں نے اسے پھانسنے کے لئے خوبصورت اور انتہائی سادہ چال چلی تھی۔ انہوں نے لڑکی کو چارہ بنا کر اندر بھیجا تھا اور بلیک زیرو ان کے جال میں آگیا تھا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک سڈول جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک خوبصورت سی غیر ملکی لڑکی تھی۔ نوجوان بھی غیر ملکی تھا اور اس کی آنکھوں میں ذہانت کی جھلک تھی۔

"تمہیں ہوش آگیا" —— نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— مگر تم کون ہو" —— بلیک زیرو نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام ملک الموت ہے دوست —— دیکھو میں نے کتنی آسانی سے تمہیں اغوا کر لیا ہے —— حالانکہ تم نے اپنی حفاظت کے لئے کتنا زبردست سائنسی نظام قائم کیا ہوا تھا" —— نوجوان نے اس کے قریب آکر رکتے ہوئے کہا۔

"مجھے حیرت ہے نمبر ٹو کہ یہاں کی سیکرٹ سروس کتنی پھسڈی ہے کہ اس کا چیف اتنی آسانی سے اغوا کر لیا گیا" —— لڑکی نے آہستہ سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے مس شوگی —— بس اسے خوش قسمتی کہا جا سکتا ہے کہ ہم لوگ کامیاب رہے —— اچھا دوست —— اب تم نے ہمیں

صرف اتنا بتانا ہے کہ سیکرٹ سروس کے کتنے ممبر ہیں ——— ان کے نام اور پتے کیا ہیں" ——— نمبر ٹو نے بلیک زیرو سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے ——— بھلا میرا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق میں تو ایک معمولی سا تاجر ہوں" ——— بلیک زیرو نے بڑے مضبوط لہجے جواب دیا۔ وہ مس شوگی کا نام سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ مادام ڈی کے گروپ کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔

"اوہ ——— کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو مسٹر ——— کیا تمہیں ہم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم معمولی تاجروں کو اغوا کرتے پھر رہے ہیں ——— میرا خیال ہے تم یہ فلم دیکھ لو۔ اس کے بعد تمہیں خود ہی سمجھ آجائے گی کہ ہم کس حد تک جانتے ہیں" ——— نمبر ٹو نے کہا۔

اور اس نے شوگی کو اشارہ کیا۔ شوگی نے آگے بڑھ کر پروجیکٹر کو آن کر دیا اور کمرے کی بتیاں بجھا دیں۔

بلیک زیرو کے سامنے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی اور پھر اس پر وہ منظر ابھر آیا جس میں عمران پرنس آف ڈھمپ کے رول میں کار چلا رہا تھا۔ کار دانش منزل میں پہنچی اور پھر بلیک زیرو عمران کے استقبال کے لئے برآمدے میں آگیا اور پھر وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

اور اس کے ساتھ ہی سکرین صاف ہو گئی۔ مس شوگی نے بتیاں جلا دیں۔

"اب سمجھ میں بات آئی" ——— نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اس گفتگو میں سیکرٹ سروس کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اسی وجہ سے یہ مجرم وہاں تک پہنچے ہیں۔

"کیا عمران پر بھی تمہاری طرف سے حملہ کیا گیا تھا" ——— بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— جیسے ہی ہمیں پتہ چلا کہ پرنس دراصل سیکرٹ سروس کا آدمی ہے ——— ہم نے اس کا کانٹا درمیان سے نکال دیا" ——— نمبر ٹو نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"مگر کیسے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"معمولی سی بات تھی ——— وہ شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لے رہا تھا چنانچہ ایک لڑکے کو اغوا کر کے میں اس کے روپ میں اس مقابلہ میں پہنچ گیا۔ میری تلوار کی نوک پر ایک مخصوص زہر لگا ہوا تھا۔ میں نے اس کی کلائی پر خراش ڈال دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاملہ ختم" ——— نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق ڈی گینگ سے ہے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اوہ ——— تو تمہیں یہاں تک معلوم ہو گیا ——— ویری بیڈ ——— ہم تو سمجھے تھے کہ تم نے مس شوگی کے کمرے میں ابھی ٹرانسمیٹر نصب کیا ہے" ——— نمبر ٹو نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بہت کچھ معلوم ہے اور جہاں تک تمہارا خیال ہے کہ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں ——— یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں تو سیکرٹ سروس کے اس معمولی سے اڈے کا رکھوالا ہوں اور بس ——— البتہ یہ بات بتا دوں کہ سیکرٹ سروس تمہاری راہ پر لگ چکی ہے اور شاید اب تک

تمہارا پورا گینگ گرفتار بھی ہو چکا ہو" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر بچوں والی باتیں کر رہے ہو۔ وی گینگ اتنا کمزور نہیں کہ تم جیسے پس ماندہ ملک سے تعلق رکھنے والے اسے گرفتار کر سکیں۔ بہرحال باتیں بہت ہو چکیں۔ تم مجھے سیکرٹ سروس کے نام اور پتے بتا دو ورنہ دوسری صورت میں عبرت ناک اذیت کے لئے تیار ہو جاؤ" ——— نمبر ٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تم جو چاہو کر لو ——— جو بات سچی تھی وہ میں نے بتا دی ——— مجھے سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے" ——— بلیک زیرو نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— یہ بات ہے ——— تو پھر ٹھیک ہے ——— میں نے سوچا تھا کہ تم اپنے آپ کو خواہ مخواہ اذیت سے بچا لو گے ——— بہرحال تمہاری مرضی" ——— نمبر ٹو نے کہا۔

اور پھر وہ مڑ کر دیوار کے ساتھ نصب ایک بڑی سی مشین کے پاس پہنچ گیا۔ مشین کی سائیڈ میں ایک ہک پر ایک بڑا سا کنٹوپ لٹکا ہوا تھا جس کے ساتھ ایک تار منسلک تھی جو مشین کے اندر جا رہی تھی۔

نمبر ٹو نے وہ کنٹوپ اٹھایا اور لا کر بلیک زیرو کے سر پر چڑھا دیا۔ اس کنٹوپ نے بلیک زیرو کے سر کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی ڈھک دیں۔ نمبر ٹو نے کنٹوپ کے ساتھ لٹکے ہوئے چمڑے کے تسمے بلیک زیرو کی گردن میں کس دیئے۔ اور پھر وہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔

مس شوگی ایک طرف خاموش کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔

نمبر ٹو نے ایک مشین کا بٹن آن کیا اور مشین میں جیسے بجلی کی لہریں سی

دوڑنے لگیں۔

نمبر ٹو نے ایک موٹھ کو گھما کر مشین پر موجود ایک ڈائل کو چیک کیا۔ موٹھ کے گھومتے ہی ڈائل پر موجود سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت میں آئی اور جب وہ ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو نمبر ٹو نے موٹھ پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔ اس نے مڑ کر ایک لمحے کے لئے بلیک زیرو کی طرف دیکھا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اور پھر انگلی سے اس نے ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے بلیک زیرو کا جسم یوں کانپنے لگا جیسے بے انتہا سردی میں کسی نے اسے ٹھنڈے پانی کے ٹب میں ڈبکی دے دی ہو۔ بلیک زیرو کا چہرہ بگڑ گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

اور پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کے باوجود اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ اس کے جسم کی کپکپاہٹ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی رگ رگ میں کسی نے آگ لگا دی ہو۔ اس کا دل ڈوبنے لگا تھا۔

نمبر ٹو نے اٹھ کر موٹھ کو ذرا سا اور گھمایا تو بلیک زیرو کا جسم پہلے سے زیادہ بری طرح سے کانپنے لگا۔ اور پھر اس کے جسم کو زور دار جھٹکے لگنے لگے اور بلیک زیرو کے حلق سے نکلنے والی چیخیں اور بلند ہوتی چلی گئیں۔ ایک لمحے بعد نمبر ٹو نے بٹن آف کر دیا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم یکدم سرد پڑ گیا ہو۔ رگوں میں کھولتا ہوا لاوا یکدم سرد پڑ گیا تھا مگر جسم پر چھائی ہوئی کپکپاہٹ ابھی تک ویسے ہی تھی البتہ اس کے حلق سے چیخیں نکلنی بند ہو گئی تھیں۔

اسی لمحے نمبر ٹو نے ایک اور بٹن دبا دیا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں کوئی کنکھجورا رینگنے لگا ہو۔

"تمہارا نام کیا ہے" ——— نمبر ٹو نے مشین سے منسلک ایک مائیک اٹھا کر اس میں بولتے ہوئے کہا۔

"طاہر" ——— بلیک زیرو کے حلق سے بے اختیار نکل گیا۔

"تم سیکرٹ سروس کے سربراہ ہو" ——— نمبر ٹو نے دوسرا سوال کیا۔

"ہاں" ——— بلیک زیرو لاشعوری طور پر جواب دیتا گیا۔ شاید نمبر ٹو نے اس مشین کے ذریعے اس کے اعصابی نظام کو اس حد تک کمزور کر دیا تھا کہ اب وہ ذہنی طور پر مدافعت کرنے کے قابل ہی نہ رہا تھا۔

"سیکرٹ سروس کے کتنے ممبر ہیں" ——— نمبر ٹو نے پوچھا۔

"سات ہیں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ان کے نام بتاؤ" ——— نمبر ٹو نے پوچھا۔

"صفدر۔ جولیا۔ چوہان، صدیقی، تنویر، نعمانی اور کیپٹن شکیل" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ان کے پتے اور ٹیلیفون نمبر بتاؤ" ——— نمبر ٹو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

اور بلیک زیرو نے سب کے پتے اور ٹیلیفون نمبر بتانے شروع کر دیئے۔

"سیکرٹ سروس کا کوڈ کیا ہے" ——— نمبر ٹو نے پوچھا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اور پھر نمبر ٹو نے مشین کا بٹن آف کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے

بلیک زیرو کے سر سے کنٹوپ اتار لیا۔

بلیک زیرو کا جسم ابھی تک ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

"کیسی رہی مسٹر طاہر ——— تم نے شاید یہ سمجھا تھا کہ میں کوئی جسمانی اذیت دوں گا ——— یہ بات نہیں ——— ہم ترقی یافتہ ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس ایسی مشینیں ہیں کہ پتھر بھی بول پڑیں" نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کمرے میں مادام وی کی آواز گونج اٹھی۔

"نمبر ٹو ——— تمہاری کارکردگی قابل تعریف ہے"

"اوہ ——— مادام آپ کی تعریف کا شکریہ" ——— نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ بجائے ان ممبروں کے گھروں پر چھاپے ماریں۔ کیوں نہ ہم انہیں اسی عمارت میں اکٹھا کر لیں ——— تم طاہر کی آواز میں انہیں کال کرو ——— اور انہیں اس عمارت میں آنے کا حکم دو ——— یہاں ان پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے" ——— مادام وی نے کہا۔

"آپ کی تجویز بہتر ہے مادام ——— ہمیں کوڈ کا بھی علم ہو گیا ہے اور میں آسانی سے طاہر کی آواز کی نقل کر سکتا ہوں" ——— نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے ——— انہیں کال کرنے سے پہلے ان کی گرفتاری کا انتظام کر لو ——— بہرحال وہ سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں ——— عام آدمی نہیں" ——— مادام وی نے کہا۔

"بہتر مادام" ——— نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"گڈ لک" ——— مادام وی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی

آواز آنی بند ہوگئی۔

"مس شوگی ——— تم یہیں ٹھہرو اور اس کا خیال رکھنا" ——— نمبر ٹو نے مس شوگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— آپ بے فکر رہیں" ——— مس شوگی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ٹو تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"کیا پرنس مر گیا ہے مسٹر طاہر" ——— نمبر ٹو کے باہر جاتے ہی مس شوگی نے دبے لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس کی حالت سخت خطرناک تھی" ——— بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کاش ——— وہ اتنی جلدی نہ کرتا ——— میری تمام امیدیں خاک میں مل گئیں" ——— مس شوگی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم جانتی ہو کہ مادام وی کون ہے" ——— بلیک زیرو نے اچانک پوچھا

"اوہ ——— مادام وی ——— اس کے متعلق ہم میں سے کوئی نہیں جانتا ——— بس اتنا معلوم ہے کہ وہ کوئی نوجوان عورت ہے اور بس" مس شوگی نے جواب دیا۔

"اگر تم جانتی ہو تو بتا دو ——— میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری جان بخشی کر دی جائے گی" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ——— تم اپنی جان کی خیر مناؤ ——— تم اپنی سیکرٹ سروس سمیت تھوڑی دیر بعد دفن ہو جاؤ گے" ——— مس شوگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تم لوگوں کی بھول ہے ——— ہمارے ملک کی سیکرٹ سروس

ہی تر نوالہ نہیں جتنا تم نے سمجھ رکھا ہے ——— یہاں آکر بڑے بڑے مجرم چوکڑی بھول جاتے ہیں تم تو خیر کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے" ——— بلیک زیرو نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"شاید تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ——— تمہاری سیکرٹ سروس کے ممبران تمہاری آواز میں کال ملتے ہی یہاں پہنچ جائیں گے اور پھر ان سب کا اکٹھا ہی خاتمہ کر دیا جائے گا ——— اب باقی رہ کیا گیا ہے" مس شوگی نے تلخ لہجے میں کہا۔

جواب میں بلیک زیرو کے چہرے پہ پُر اسرار سی طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔ جیسے کوئی بڑا آدمی کسی بچے کی نادانی پہ مسکراتا ہے۔ اور شوگی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

عمران سروسز ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں موت اور زندگی کی کش مکش میں مبتلا پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ چکا تھا۔ اس کے پورے جسم کے ساتھ مختلف مشینوں سے نکلنے والی تاریں چپکی ہوئی تھیں۔ میز کے گرد دارالحکومت کے ماہر ترین ڈاکٹر سر جھکائے ہوئے کھڑے تھے۔ ان سب کے چہروں پر مایوسی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ مشینوں کے ڈائل بتا رہے تھے کہ عمران موت کے اندھیرے غار میں آہستہ آہستہ اترتا چلا جا رہا ہے اب تک ڈاکٹروں کی بے پناہ کاوشوں کے باوجود امید کی ہلکی سی کرن بھی پیدا نہیں ہوئی تھی میز کے ایک طرف سر سلطان بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑے دانتوں سے ہونٹ کاٹ رہے تھے۔

"ڈاکٹر ـــــ پلیز کچھ کیجئے ـــــ عمران ہمارے ملک کا ایسا سرمایہ ہے جس کا نعم البدل مہیا نہیں ہو سکتا ـــــ خدا کے لئے کچھ کیجئے" سر سلطان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ہم نے تو پوری کوشش کر ڈالی ہے مگر تقدیر کے آگے بے بس ہیں جناب ـــــ اب تو دوا کی نہیں دعا کی ضرورت ہے ـــــ عمران

حالت بتا رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اور یہ زندگی اپنی کشمکش ی رکھ سکے گی" ـــــ ایک بوڑھے ڈاکٹر نے مغموم لہجے میں جواب تے ہوئے کہا۔

"آخر عمران کو بیماری کیا ہے ـــــ آپ کی طب اتنی ایڈوانس بی ہے ـــــ کیا آپ بیماری کی تشخیص بھی نہیں کر سکتے" ـــــ سلطان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"ہمیں افسوس ہے جناب ـــــ سر توڑ کوشش کے باوجود ن کو ہونے والی بیماری کا پتہ نہیں چل سکا۔ کلائی پر لگنے والی خراش صرف یہی آئیڈیا ذہن میں آتا ہے کہ ہو سکتا ہے انہیں کوئی زہر دیا ہے ـــــ مگر ہر قسم کے زہر کا علاج بے سود رہا ہے" ـــــ اسی ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ کیا آپ نے اس سلسلے میں ڈاکٹر موسیٰ سے بات کی ہے نے سنا ہے کہ وہ زہروں کے متعلق بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے" سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر موسیٰ واقعی دنیا میں زہروں کے بارے میں اتھارٹی سمجھے تے ہیں ـــــ مگر وہ سیاح قسم کے آدمی ہیں ـــــ نہ جانے اس ت کہاں ہوں گے" ـــــ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ارے ـــــ آپ کو علم نہیں کہ ڈاکٹر موسیٰ آجکل دارالحکومت آئے ئے ہیں ـــــ کل ہی میری ان سے ملاقات ہوئی ہے" ـــــ سر سلطان تیز لہجے میں کہا۔

"یہاں دارالحکومت میں آئے ہوئے ہیں ـــــ ہمیں تو ان کی آمد

کی کوئی اطلاع نہیں ہے ——— اگر ایسا ہے تو ان سے ضرور رابطہ قائم ہونا چاہیے"۔ ——— ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔

مگر سر سلطان ڈاکٹر کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی دوڑتے ہوئے آپریشن تھیٹر سے باہر نکل گئے تھے۔ وہ سیدھے گیلری میں لگے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھے ——— اور انہوں نے بڑی پھرتی سے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ان کے چہرے پر ہیجان اور جوش پھیلا ہوا تھا۔

"سیون سٹار ہوٹل" ——— دوسری طرف سے ایک آواز ابھری

"ڈاکٹر موسیٰ سے بات کرائیے ——— جلدی ——— میں سیکرٹری وزارت خارجہ بول رہا ہوں" ——— سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجیے جناب" ——— دوسری طرف سے ابھرا نے فوراً ہی لہجے کو مؤدبانہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر سر سلطان کے کانوں میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھر ریسیور اٹھایا گیا۔

"یس ——— ڈاکٹر موسیٰ سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ——— میں سلطان بول رہا ہوں ——— سیکرٹری وزارت خارجہ ——— ڈاکٹر صاحب ——— آپ فوراً سروسز ہسپتال آجائیں ہمارے ملک کا ایک انتہائی قیمتی انسان اس وقت موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہے اور عام طور پر خیال کیا جا رہا ہے کہ اسے کوئی ایسا زہر دیا گیا ہے جسے ڈاکٹر تشخیص نہیں کر پا رہے" ——— سر سلطان نے تکلف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنا مدعا کہہ دیا۔

"زہر ——— جسے ڈاکٹر تشخیص نہیں کر سکے ——— اچھا پھر تو میں ضرور آؤں گا" ——— ڈاکٹر موسیٰ کے لہجے میں اشتیاق کے آثار نمایاں تھے۔

"پلیز ڈاکٹر ——— ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ خدا کے لئے جس قدر جلد ہو سکے پہنچیے ——— شاید اللہ تعالیٰ رحمت فرما دے" ——— سر سلطان واقعی بوکھلائے ہوئے تھے۔

"میں آ رہا ہوں جناب ——— آپ حوصلہ کیجیے" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا۔ سر سلطان نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر موسیٰ آ رہے ہیں" ——— سر سلطان نے چیخ کر قریب کھڑے ڈاکٹر سے کہا اور پھر خود ہی بھاگتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ڈاکٹر اس مدبر اور انتہائی سنجیدہ شخصیت کو اس طرح بوکھلایا ہوا دیکھ کر حیران تھے۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ سر سلطان کی نظر میں عمران کی کیا وقعت ہے اور انہیں اس نوجوان سے کتنی محبت ہے۔

عمران کی اس حالت نے ان کی تمام سنجیدگی کو بوکھلاہٹ میں تبدیل کر دیا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر موسیٰ کی کار مین گیٹ کے سامنے آکر رکی تو سر سلطان عقاب کی طرح کار کی طرف جھپٹے۔

"آئیے آئیے ——— ڈاکٹر صاحب ——— جلدی کیجیے" ——— سر سلطان نے خود ہی دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"حوصلہ کیجیے جناب ——— اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا" ——— ڈاکٹر

موسیٰ نے ان کی بوکھلاہٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"پلیز ڈاکٹر ——— ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ——— سر سلطان نے سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر جیسے ہی ڈاکٹر موسیٰ باہر نکلے سر سلطان نے لپک کر ان کا مخصوص بیگ اٹھا لیا۔

"ارے ——— ارے ——— اسے مجھے دیجیے" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے بوکھلا کر کہا۔

"چھوڑیئے ڈاکٹر ——— جلدی کیجیے" ——— سر سلطان نے بیگ سمیت تقریباً بھاگنا شروع کر دیا۔ اور ڈاکٹر موسیٰ کو بھی ان کے ساتھ بھاگنا پڑا۔ آپریشن تھیٹر کے سامنے بڑے ڈاکٹر ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ لیکن سر سلطان ڈاکٹر موسیٰ کا بازو پکڑے انہیں آپریشن تھیٹر میں گھسیٹ کر لیتے چلے گئے۔

"یہ عمران ہے ڈاکٹر صاحب ——— خدا کے لئے کچھ کیجیے" ——— سر سلطان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور ڈاکٹر موسیٰ عمران پر جھک گئے ——— انہوں نے اس کا تفصیلی معائنہ شروع کر دیا۔ پھر دائیں آنکھ کا پپوٹا کھولتے ہوئے وہ بری طرح چونک پڑے۔

"رنگین موت ———" ڈاکٹر موسیٰ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ" ——— سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— انہیں دنیا کا سب سے خوفناک زہر "یوکا" دیا گیا ہے

جسے رنگین موت کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"اور اس کا علاج" ——— سر سلطان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"طب میں تو اس کا کوئی علاج نہیں ——— البتہ افریقہ کے وحشی قبائل اپنے انداز میں اس کا علاج کرتے ہیں" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جلدی کیجیے ——— کوئی سا علاج کیجیے ——— بس اس کی زندگی بچا لیجیے" ——— سر سلطان نے کہا۔

"حوصلہ رکھیے جناب ——— اس کے جسم کے ساتھ نصب تمام مشینیں ہٹا لیجیے اور دو تین ذرا ہٹے کٹے قسم کے نوجوان بلوا لیجیے جلدی" ڈاکٹر موسیٰ نے کہا

"جلدی کیجیے ڈاکٹر یونس ——— جیسے ڈاکٹر موسیٰ کہہ رہے ہیں ویسے کیجیے ——— وقت ضائع نہ کیجیے" ——— سر سلطان نے چیخ کر کہا اور ڈاکٹر یونس نے دوسرے ڈاکٹروں کو اشارہ کیا اور عمران کے جسم سے منسلک تمام تاریں تیزی سے ہٹائی جانے لگیں۔ اور ڈاکٹر یونس خود تیزی سے آپریشن تھیٹر سے باہر نکل گئے۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئے تو ان کے پیچھے چار ہٹے کٹے میل نرس اندر آ گئے۔

"سنو نوجوان ——— اس مریض کے قریب کھڑے ہو جاؤ اور پوری طاقت سے اس کے گال پر تھپڑ مارنے شروع کر دو ——— بیشک آہستہ مارو مگر مارو مسلسل ——— جب تھک جاؤ تو پیچھے ہٹ جانا۔ دوسرا آدمی آگے بڑھ آئے۔ کم از کم ایک گھنٹہ اسے مسلسل تھپڑ مارنے چاہییں"

ڈاکٹر موسیٰ نے میل نرسوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور سر سلطان کے ساتھ ساتھ باقی ڈاکٹر بھی ڈاکٹر موسیٰ کا تجویز کردہ علاج سن کر حیران رہ گئے۔

" آگے بڑھو ——— جلدی کرو ——— ایک طرف ایک اور دوسری طرف دوسرا اور شروع ہو جاؤ"——— ڈاکٹر موسیٰ نے چیخ کر کہا اور دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور پھر عمران کے دونوں گالوں پر تھپڑوں کی بارش شروع ہو گئی۔

عمران جس نے زندگی میں کسی سے تھپڑ نہ کھایا تھا۔ اب آپریشن ٹیبل کی میز پر مسلسل تھپڑوں کی زد میں آیا ہوا تھا۔ تقریباً دس منٹ تک مسلسل تھپڑ مارنے کے بعد وہ دونوں ہاتھ جھٹکتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے اور دوسرے دونوں نوجوان آگے بڑھے۔

سر سلطان اور دیگر ڈاکٹر خاموش کھڑے یہ عجیب و غریب علاج دیکھ رہے تھے۔ جب عمران کو تھپڑ کھاتے آدھا گھنٹہ گزر گیا تو ڈاکٹر موسیٰ نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔ اور آگے بڑھ کر عمران کی نبض چیک کرنا شروع کر دی۔

" دیکھیے ڈاکٹر یونس"——— ڈاکٹر موسیٰ نے مسرت بھرے لہجے میں بوڑھے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ڈاکٹر یونس نے آگے بڑھ کر عمران کی کلائی تھام لی۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت اور مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

" حیرت انگیز ——— انتہائی حیرت انگیز ——— مریض تیزی سے زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے"——— ڈاکٹر یونس نے بے اختیار

نے کہا۔

"خدایا تیرا شکر ہے ——— تو واقعی رحیم و کریم ہے"——— سر سلطان نے بے اختیار کہا۔

اور پھر ڈاکٹر موسیٰ نے نوجوانوں کو ایک بار پھر تھپڑ مارنے کا عمل شروع کرنے کے لئے کہا۔ اور نوجوان آگے بڑھ کر عمران کو تھپڑ مارنے میں مصروف ہو گئے۔

تقریباً آدھا گھنٹہ مزید عمران کے چہرے پر تھپڑوں کی یہ بارش ہوتی رہی۔ ڈاکٹر موسیٰ اس دوران غور سے عمران کے چہرے کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا اور عمران کی آنکھ کا پپوٹا اٹھا کر دیکھا۔

"اب یہ خطرے سے باہر ہو چکا ہے"——— ڈاکٹر موسیٰ نے اعلان کر دیا۔

اور پھر ڈاکٹر یونس نے بھی عمران کی نبض چیک کر کے اسی نتیجے کا اعلان کیا تو سر سلطان کے چہرے پر مسرت اور خوشی کا آبشار بہنے لگا۔

"ڈاکٹر ——— آپ واقعی فرشتۂ رحمت ثابت ہوئے ہیں"۔ سر سلطان نے ڈاکٹر موسیٰ کا ہاتھ پکڑ کر گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ اللہ کی رحمت ہے ——— ویسے مجھے اس نوجوان کی قوت برداشت پر حیرت ہے۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو اسے گھنٹے پہلے ہی ختم ہو جانا چاہیے تھا"——— ڈاکٹر موسیٰ نے کہا۔

ڈاکٹر یونس اور دوسرے ڈاکٹر عمران کو ہوش میں لانے اور طاقت کے انجکشن دینے میں مصروف ہو گئے۔ جبکہ ڈاکٹر موسیٰ سر سلطان کے

ہمراہ آپریشن تھیٹر سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر یونس بھی کے ساتھ آ ملے اور وہ سب ڈاکٹر یونس کے کمرے میں بیٹھ گئے۔

"یہ حیرت انگیز علاج ہے ڈاکٹر" ــــ ڈاکٹر یونس نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ــــ میں نے افریقہ کے وحشی قبائل کو یہ علاج کرتے خود ہے ــــ یہ زہر دراصل شمالی افریقہ کی ایک مخصوص بوٹی "یوکا" حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اسے رنگین موت اسی لئے کہتے ہیں کہ جب مریض مر جاتا ہے تو اس کے جسم کے مختلف حصوں کا رنگ مختلف جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں لاش ٹیکنی کلر بن جاتی ہے" ــــ ڈا موسیٰ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور پھر ڈاکٹر یونس اور ڈاکٹر موسیٰ کے درمیان اس علاج کے فلسـ پر گفتگو شروع ہو گئی۔ مگر سر سلطان کی نظریں دروازے پر ہی جمی تھیں۔ انہیں شاید عمران کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوا۔

"مریض کو ہوش آ گیا ہے جناب ــــ اب وہ مکمل طور پر خطرے باہر ہیں" ــــ ڈاکٹر نے کہا۔

"خدایا تیرا شکر ہے ــــ کیا میں عمران سے بات کر سکتا ہوں" سر سلطان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں جناب ــــ وہ سخت کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دماغ پر زور دینے سے حالت پھر بگڑ جائے۔ انہیں کل تک مکمل آرام کرنا ہوگا" ــــ ڈاکٹر نے کہا۔

"اچھا پھر مجھے اجازت ــــ اور ہاں ڈاکٹر یونس ــــ عمران کی حفاظت آپ کے ذمہ ہوگی اور ان کے ہوش میں آ جانے کو بھی خفیہ رکھا جائے ــــ ایسا نہ ہو کہ مجرم دوبارہ وار کریں" ــــ سر سلطان نے کہا۔

"مجرم" ــــ ڈاکٹر موسیٰ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر ــــ عمران کو اس حال میں مجرموں نے ہی پہنچایا ہے عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے" ــــ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ ــــ میں سمجھ گیا ــــ اسی لئے آپ پریشان تھے" ــــ ڈاکٹر موسیٰ نے کہا۔

"آپ چلیں گے ڈاکٹر" ــــ سر سلطان نے ڈاکٹر موسیٰ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"آپ جائیے ــــ میں ذرا ڈاکٹر یونس سے گفتگو کروں گا ــــ کافی عرصہ بعد ملاقات ہوئی ہے" ــــ ڈاکٹر موسیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ اچھا" ــــ سر سلطان نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر موسیٰ اور ڈاکٹر یونس سے مصافحہ کر کے اور عمران کی حفاظت کے بارے میں ایک بار پھر کہہ کر تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس بار ان کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

جولیا اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر نیم درازی کی حالت میں ہوئی ایک جاسوسی ناول کے مطالعے میں مصروف تھی کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی دی۔

جولیا نے چونک کر کتاب میز پر رکھی اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازے پر صفدر موجود تھا۔ جس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"آؤ ۔ آؤ" ۔۔۔ جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"عمران کی حالت بہت خراب ہے ۔۔۔ مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کیوں ۔۔۔ کیا ہوا عمران کو" ۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"آج یونیورسٹی میں شمشیر زنی کا مقابلہ تھا جس میں عمران نے بھی حصہ لیا تھا ۔۔۔ ہم لوگ تو گئے نہیں ۔۔۔ وہاں مقابلے کے بعد اچانک عمران لڑکھڑا کر گر گیا اور جوزف اسے اٹھا کر لے آیا اور اسے دانش منزل پہنچا دیا۔ اس کی حالت سخت خراب تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جوزف نے عمران کا پتہ کرنے کے لئے ایکسٹو کو فون کیا مگر وہاں

سے کوئی جواب نہیں ملا تو اس نے مجھے کال کیا۔ تب مجھے اس کے بارے میں علم ہوا ۔۔۔ میں نے بھی ایکسٹو کو فون کیا مگر کوئی جواب نہ ملا تو میں تمہارے پاس آ گیا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ ایکسٹو کا فون پر نہ ملنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ عمران کی حالت کچھ زیادہ ہی خراب ہے ۔۔۔ مگر ہوا کیا" ۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"جوزف نے بس اتنا بتایا ہے کہ عمران نے پانچ شمشیر زنوں کا اکیلے ہی مقابلہ کیا اور سب کو شکست دے دی۔ مہمان خصوصی نے اسے طلائی تمغہ پہنایا۔ اور اسی وقت عمران لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گر گیا۔ جوزف نے عمران کے چہرے پر اچانک پھیلتی ہوئی زردی دیکھی تو وہ کود کر رنگ میں آیا اور اسے اٹھا کر دانش منزل لے آیا۔ جہاں ایکسٹو نے اسے واپس بھیج دیا" ۔۔۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ۔۔۔ عمران کی صحت کو دیکھتے یہ کہا بھی نہیں جا سکتا کہ اسے کوئی دورہ پڑا ہوگا" ۔۔۔ جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا" ۔۔۔ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

جولیا نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"کوڈ ایکسٹو ۔۔۔ میں طاہر بول رہا ہوں ۔۔۔ تم فوراً تھرٹی فور ماڈرن مینشن پہنچو ۔۔۔ وہاں بھی کوڈ یہی ہوگا ۔۔۔ فوراً میری ہدایت پر عمل کرو" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

"یہ کیا چکر ہے ۔۔۔ یہ طاہر کون ہے" ۔۔۔ جولیا نے حیرت زدہ

لہجے میں کہا۔

"طاہر" ___ صفدر نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اور جولیا نے تمام گفتگو دہرا دی۔

"حیرت انگیز" ___ صفدر نے بھی بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ___ ایکسٹو کو فون کیا جائے ___ مجھے کوئی گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے"

جولیا نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ مگر دوسری طرف سے مخصوص مشینی آواز ابھری کہ پیغام ریکارڈ کرا دیا جائے اور جولیا نے ریسیور رکھ دیا۔

"ایکسٹو غائب ہے" ___ جولیا نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"تھرٹی فور ناردرن مینشن" ___ صفدر نے کہا ___ "یہ عمارت شہر کے مشرقی حصے میں ہے"۔

"ہاں ___ میں نے دیکھی ہے ___ خاصی بڑی عمارت ہے" ___ جولیا نے جواب دیا۔

"کیپٹن شکیل کو فون کرو ___ شاید اسے کچھ معلومات ہوں" ___ صفدر نے کہا اور جولیا نے ریسیور اٹھا کر کیپٹن شکیل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا نے کہا۔

"مس جولیا ___ ابھی ایک لمحہ پہلے مجھے عجیب سا پیغام ملا ہے۔ کوئی طاہر بول رہا تھا ___ اس نے کوڈ ایکسٹو کہا ہے اور تھرٹی فور ناردرن مینشن پہنچنے کے لئے کہا ہے" ___ کیپٹن شکیل نے فوراً کہا۔

"اوہ ___ مجھے بھی ابھی ابھی فون ملا ہے ___ صفدر میرے پاس بیٹھا ہے"

"ایکسٹو بھی کافی دیر سے غائب ہے ___ یہ آخر کیا چکر ہے" ___ جولیا نے کہا۔

"مگر یہ طاہر کون ہے ___ اور اس کا حوالہ دینے کی کیا ضرورت تھی" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا ___ ہم تو کسی طاہر کو نہیں جانتے ___ میرا خیال ہے سب ممبروں کو یہی پیغام دیا گیا ہوگا ___ آپ تیار ہو کر میرے فلیٹ پر آ جائیں ___ پھر پروگرام بنائیں گے" ___ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں آ رہا ہوں" ___ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اور جولیا نے کریڈل دبا کر دوسرے ممبروں سے رابطہ ملانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ کسی اجنبی لہجے میں یہی پیغام سب ممبروں کو دیا گیا ہے۔ جولیا نے سب کو اپنے فلیٹ پر آنے کی دعوت دی۔

"یہ کوئی خاص چکر ہی معلوم ہوتا ہے" ___ جولیا نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ___ میرا خیال ہے ___ کوئی مجرم گروہ میدان میں اتر آیا ہے"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"مگر اس طرح ہمیں بلانے کا کیا مقصد ہوگا" ___ جولیا نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو وہاں پہنچنے پر ہی معلوم ہوگا" ___ صفدر نے جواب دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل۔ نعمانی۔ چوہان، تنویر اور صدیقی بھی یکے بعد دیگرے جولیا کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ اور ایک بار پھر اس عجیب و غریب پیغام پر بحث چھڑ گئی۔

"دوستو ___ بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ___ پیغام کے دیئے

ہوئے پتہ پر چلتے ہیں ـــــ وہاں جا کر معلوم ہو جائے گا"ـــــ صفدر نے بحث ختم کرتے ہوئے کہا۔

"مگر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی مجرم گروہ کو ہمارے متعلق علم ہو گیا ہو اور وہ ہمیں اس طرح تجسس میں رکھ کر ایک جگہ اکٹھا کر کے ختم کرنا چاہتا ہو"ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ـــــ ایسا بھی ہو سکتا ہے ـــــ مگر ہمیں ہر قسم کی صورت حال کے لئے تیار ہو کر جانا چاہیئے ـــــ میرا خیال ہے ـــــ ہم میں آدھے پہلے وہاں پہنچیں اور آدھے رک جائیں ـــــ بی فایئو ٹرانسمیٹر ساتھ لے کر جائیں اور پھر جیسی بھی صورت حال ہو اس کے مطابق باقی لوگ کام کریں"ـــــ صفدر نے کہا۔

اور اس تجویز پر سب متفق ہو گئے۔ چنانچہ جولیا۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی نے پہلے جانے کا فیصلہ کیا۔ جبکہ صفدر، تنویر، چوہان اور صدیقی نے بعد میں جانا تھا۔ جولیا نے الماری میں سے بی فایئو ٹرانسمیٹر نکال کر سب کے حوالے کئے۔

اور پھر وہ فلیٹ سے باہر آ گئے۔ وہ سب اپنی اپنی موٹر سائیکلوں پر سوار تھے جبکہ جولیا کے پاس کار تھی۔ اور اس طرح یہ قافلہ تیزی سے ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے شہر کے شمالی حصے کی طرف بڑھنے لگے۔

سب سے آگے جولیا کی کار تھی جبکہ اس سے تھوڑے فاصلے پر کیپٹن شکیل کی موٹر سائیکل تھی اور اس سے تھوڑے فاصلے پر نعمانی کی موٹر سائیکل تھی۔ جبکہ باقی چار افراد خاصا فاصلہ دے کر چل رہے تھے تھوڑی دیر بعد وہ سب تھرٹی فور نادرن مینشن کے قریب پہنچ گئے

میں جانے والے چاروں اتنے فاصلے پر رک گئے۔ جہاں تک بی فایئو ٹرانسمیٹر کام کرتا تھا۔

جبکہ جولیا، کیپٹن شکیل اور نعمانی سیدھے نادرن مینشن کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سب سے پہلے جولیا نادرن مینشن میں داخل ہوئی۔ جیسے ہی اس نے کار پورچ میں روکی۔ ایک سڈول جسم والا نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔

"مس جولیا"ـــــ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں"ـــــ جولیا نے باہر آتے ہوئے جواب دیا۔

"کوڈ"ـــــ نوجوان نے پوچھا۔

"ایکسٹو"ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اندر چلی جایئے ـــــ مسٹر طاہر آپ کا انتظار کر رہے ہیں"ـــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا سر جھٹکتی ہوئی عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی

بلیک زیرو بدستور کرسی پر بندھا ہوا تھا۔ اور مس شوگی اس سے باتوں میں مصروف تھی کہ نمبر ٹو تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"آپ کے سب ممبروں کو کال کر لیا گیا ہے مسٹر طاہر ـــــ اور میں نے یہاں پہنچتے ہی ان کی گرفتاری کا انتظام بھی کر لیا ہے" ـــــ نمبر ٹو نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے سیکرٹ سروس کو شاید بچوں کا کھیل سمجھ رکھا ہے مسٹر....." بلیک زیرو نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"میرا نام مارکس ہے ـــــ اور واقعی میرے سامنے تمہاری سیکرٹ سروس بچوں کا کھیل ہے ـــــ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہماری تنظیم نے دنیا کی منظم۔ جدید ترین اور انتہائی تربیت یافتہ سیکرٹ سروسز سے مقابلہ کیا ہوا ہے ـــــ اور آج تک کوئی بھی ہماری گرد کو نہیں پہنچ سکا ـــــ تم لوگ تو ہمارے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے" ـــــ مارکس نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے نمبر ٹو" ـــــ شوگی نے اس کے خاموش ہوتے ہی پوچھا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے ـــــ تم اس کے قریب رہو اور خیال رکھنا کہ یہ آزاد ہونے کی کوشش نہ کرے۔ جب میں اس کے تمام ممبروں کو قابو کر لوں گا تو پھر اسے بھی اس کے ممبروں کے پاس پہنچا دیا جائے گا اور پھر موت کے بھیانک اندھیرے ان کے مقدر ہوں گے" ـــــ مارکس نے کہا اور دوسرے لمحے وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اگر تم نے اپنی زندگی بچانی ہے تو ہمارے ساتھ مل جاؤ" ـــــ بلیک زیرو نے مارکس کے جاتے ہی مس شوگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آخر تمہیں اتنا اطمینان کیوں ہے کہ تم بچ جاؤ گے ـــــ تم مارکس کو نہیں جانتے ـــــ تنظیم میں مادام وی کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے اور مادام وی تو پس منظر میں رہتی ہے جبکہ مارکس ہی تمام کام سرانجام دیتا ہے۔ اسے دھوکا دینا ناممکن ہے ـــــ اور یہ سمجھ لو کہ اب تمہارے دن گن گئے جا چکے ہیں" ـــــ مس شوگی نے شوخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ مارکس نے جیسے ہی اس کے لہجے میں ممبروں کو کال کیا ہو گا وہ مشکوک ہو گئے ہوں گے۔ کیونکہ بحیثیت طاہر اس نے انہیں کبھی کال نہ کیا تھا اور نہ ہی وہ کسی طاہر یا اس کے لہجے سے واقف تھے اور یہی بات مارکس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ مگر ممبروں کے آنے سے پہلے اس کا آزاد ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ ممبر اسے اصل حلیے میں پہچانتے تک نہ

تھے اور اگر وہ ان کے سامنے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتا تو ایکسٹو کی شخصیت بے نقاب ہو جاتی۔ چنانچہ اس نے خاموش رہ کر آزاد ہونے کی ترکیبیں سوچنی شروع کر دیں۔

مارکس نے اسے کچھ اس طرح باندھا تھا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پہلوؤں پر لٹکے ہوئے تھے۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے پانی کا ایک گلاس پلوا دو" ——— اچانک بلیک زیرو نے شوگی سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک طرف کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیوں نہیں پلوا سکتی" ——— شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ایک طرف رکھی ہوئی الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کھول کر جگ اور گلاس نکالا۔ جگ میں پانی موجود تھا۔ شوگی نے بڑے اطمینان سے گلاس میں پانی بھرا۔ اور پھر گلاس اٹھائے وہ بلیک زیرو کی طرف بڑھ آئی۔

اس نے بلیک زیرو سے بالکل قریب ہو کر گلاس بلیک زیرو کے منہ سے لگا دیا۔ پانی پلوانے کے لئے چونکہ شوگی کو بلیک زیرو کے بالکل قریب پڑا تھا۔ اور یہی بلیک زیرو چاہتا تھا۔ اس لئے جیسے ہی شوگی نے گلاس بلیک زیرو کے منہ سے لگایا۔ بلیک زیرو نے اچانک اپنے جسم کو آگے کی طرف جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ کرسی الٹ گئی اور شوگی کو چونکہ اس کا تصور تک نہ تھا۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکی اور دوسرے لمحے وہ فرش پر کمر کے بل گر پڑی جبکہ بلیک زیرو کرسی سمیت اس کے اوپر گرا۔ شوگی نے نیچے گرتے ہی اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی مگر بلیک زیرو

کی پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر مار دی اور مس شوگی کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ بلیک زیرو کا سر کسی مشین کی طرح چل رہا تھا اور اس کے سر کی ٹکریں مسلسل شوگی کی ناک پر پڑ رہی تھیں۔ شوگی تیسری ٹکر کے بعد ہی بے حس و حرکت ہو گئی۔ اس کی ناک پچک گئی تھی اور منہ اور ناک سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔ بلیک زیرو نے شوگی کی چیخوں کی قطعاً پرواہ نہ کی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔

شوگی کے ہاتھ سے گلاس فرش پر گر کر ٹوٹ چکا تھا۔ بلیک زیرو نے شوگی کے بے ہوش ہوتے ہی اپنی کرسی گھسیٹی اور پھر گلاس کا ٹوٹا ہوا ایک ٹکڑا اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ ٹوٹنے کی وجہ سے اس کا ایک حصہ تیز دھار بلیڈ کی مانند ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے لٹکے ہوئے ہاتھ کی مدد سے اپنی ٹانگ پر بندھی ہوئی چمڑے کی بیلٹ کاٹنی شروع کر دی اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اس بیلٹ کو کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے دونوں پیر جو کرسی کے پیروں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے، اوپر کی طرف گھسیٹے۔

رانوں کے آزاد ہو جانے کی وجہ سے ایسا کرنے میں آسانی ہو گئی تھی۔ پھر چند لمحوں بعد دوسری بیلٹ بھی کٹ گئی۔ اب اس کے دونوں پیر آزاد تھے۔ اس نے ایک پیر کو موڑ کر ہاتھ کے قریب کیا اور ایک ہاتھ کی مدد سے اس نے پاؤں میں پہنا ہوا بوٹ اور جراب اتار پھینکی۔ دوسرے لمحے وہ پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ اس نے شیشے کا وہ ٹکڑا پیر کی دونوں انگلیوں میں پھنسا دیا۔

اور پھر جمناسٹک کے ماہر کی طرح ٹانگ موڑ کر وہ پیر پہ بندھی ہوئی

بلیٹ کے قریب لے آیا۔ اور پھر پیر کی مدد سے اس نے شیشے کے ٹکڑ
کو بلیٹ پر رگڑنا شروع کر دیا۔ شروع شروع میں تو اسے ایسا کرتے ہو
کافی تکلیف ہوئی مگر اس نے ہمت نہ ہاری۔

آخر چند لمحوں بعد بلیٹ کا کچھ حصہ کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ا
کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور بل
کا باقی حصہ ٹوٹ گیا۔

اور بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ آزاد ہو چکا تھا۔ آزاد ہو
ہی اس نے پھرتی سے بوٹ پہنا اور پھر کسی اسلحے کے لئے ادھر ادھ
دیکھنا شروع کر دیا۔

ایک الماری کے نچلے خانے میں اسے نہ صرف ایک سٹین گن مل گ
بلکہ ایک سرخ رنگ کا کپڑا بھی مل گیا۔ اس نے کپڑے کو کسی نقاب کی ط
منہ پر باندھ لیا۔ اور آنکھوں اور منہ کی جگہ اس میں حسب ضرورت سو
بنا لئے۔ اب وہ صحیح معنوں میں ایکسٹو کے روپ میں آ چکا تھا۔ پھر وہ
پر نقاب باندھے اور ہاتھوں میں سٹین گن اٹھائے دروازے کی طرف
چلا گیا۔

جولیا جیسے ہی عمارت کا اصل دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اچانک
ں کی ناک سے کسی گیس کا ایک بھبکا سا ٹکرایا اور دوسرے لمحے جولیا کٹے
ہوئے درخت کی طرح فرش پر گرتی چلی گئی۔ فرش پر لکڑی کا ایک تختہ سا
بچھا ہوا تھا۔ جولیا اس پر گری تھی۔ جولیا کے گرتے ہی وہ تختہ کسی ریلنگ
کی طرح تیزی سے سمٹنا شروع ہو گیا۔ اس کا آخری سرا دیوار میں غائب ہو
رہا تھا۔ جولیا کا جسم جیسے ہی دیوار کے قریب پہنچا۔ دیوار یکلخت درمیان سے
پھٹ گئی۔ جولیا کا جسم تختے کے ساتھ دوسری طرف غائب ہو گیا۔ اور دیوار
ایک بار پھر برابر ہو گئی۔ تختہ بھی اس کے ساتھ ہی ساکت ہو گیا۔ اب کمرہ ایک بار
پھر خالی ہو گیا۔

باہر برآمدے میں مارکس بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا۔ اسے
معلوم تھا کہ جولیا اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکی ہو گی۔ اس نے انتظام ہی ایسا کیا
تھا کہ جیسے ہی دروازہ کھلتا۔ دروازے کے اوپر لٹکے ہوئے ایک پائپ
سے بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس دروازہ کھولنے والے کی ناک
سے ٹکراتی اور دروازہ کھولنے والا بے ہوش ہو کر لکڑی کے تختے پر گر جاتا
اور تختہ کسی ریلنگ کی طرح چلنا شروع ہو جاتا۔

اس طرح بے ہوش ہو جانے والا شخص خود بخود دوسرے کمرے میں پہنچ جاتا۔

جولیا کے چند لمحے بعد ہی کیپٹن شکیل موٹر سائیکل پر عمارت کے اندر پہنچا۔ اس نے موٹر سائیکل پورچ میں ہی روک دی

"آپ کا نام — کوڈ ایجنٹ" — مارکس نے آگے بڑھ کر بڑے مہذب لہجے میں پوچھا۔

"شکیل" — کیپٹن شکیل نے تیز نظروں سے عمارت کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا

"اوہ — مسٹر طاہر آپ کا انتظار کر رہے ہیں — سیدھے چلے جائیے" — مارکس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن شکیل ایک لمحے کے لئے تذبذب کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر کندھے جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ اس نوجوان کو پسٹول کی زد میں لے کر اصل حقیقت اگلوا لے۔ مگر پھر اس نے اپنے آپ کو روک لیا۔ کیونکہ طے یہی ہوا تھا کہ وہ تینوں اندر جا کر حقیقت حال معلوم کریں گے۔ اور پھر بی فائیو ٹرانسمیٹر پر باقی ساتھیوں کو آگاہ کریں گے۔ اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا گیا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اس کا حشر بھی جولیا جیسا ہوا۔ چند لمحوں بعد اس کا جسم دیوار سے گزر کر غائب ہو گیا۔

کیپٹن شکیل کے بعد نعمانی کا بھی یہی حشر ہوا۔

اور جب دور رکے ہوئے صفدر، تنویر، چوہان اور صدیقی کو ٹرانسمیٹر پر کوئی اشارہ نہ ملا تو ان سب نے اکٹھے اندر جانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ

ٹر سائیکل بیک وقت عمارت میں داخل ہوئے۔

"معاف کیجئے — آپ ایک ایک کر کے اندر جائیں گے۔ مسٹر طاہر کا یہی حکم ہے" — مارکس نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔

"مگر — یہ طاہر کون ہے" — صفدر بول پڑا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس کی بات کر رہا ہوں اور کون ہے" — مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ — تو یہ بات ہے" — صفدر کے منہ سے نکلا اور جو بات صفدر کے ذہن میں آئی وہی بات باقی تینوں نے بھی سوچی کہ ایکسٹو کا اصل نام طاہر ہے مجرموں نے کسی طرح ایکسٹو پر قابو پا لیا ہے اور اب وہ ممبروں کو بھی اکٹھا کر کے گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔

"مسٹر طاہر اندر کیا کر رہے ہیں" — صفدر نے جرح کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم جناب — مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں آپ کو ایک ایک کر کے بھیجتا جاؤں — شاید کوئی خفیہ میٹنگ ہو گی" — مارکس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں جاتا ہوں — ذرا اس کی شکل تو دیکھ لوں — بڑا چھپایا ہے اپنے آپ کو" — تنویر نے اچانک کہا اور پھر وہ تیزی سے تقریباً دوڑتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ اس کے اندر جاتے ہی بند ہو گا۔

صفدر اور اس کے ساتھی تنویر کی طرف سے کسی ردعمل کے منتظر تھے مگر چند لمحوں تک جب کچھ نہ ہوا تو ان کے ذہن میں بھی تجسس پیدا ہوا کہ آخر

اندر کیا ہو رہا ہے ۔ اندر جانے والے ساتھی بڑی خاموشی سے اندر چلے گئے ہیں اور بس"

چنانچہ صفدر نے خود اندر جا کر دیکھنے کا فیصلہ کیا اور بڑے محتاطانہ انداز میں عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ جبکہ چوہان اور صدیقی مارکس کے پاس کھڑے رہے ۔ پھر صفدر بھی دروازے میں غائب ہو گیا۔

"اب آپ جائیے" ـــــ چند لمحوں بعد مارکس نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور چوہان کندھے جھٹک کر آگے بڑھا اور پھر وہ بھی دروازے میں داخل ہو گیا۔

چند لمحوں بعد مارکس نے صدیقی سے اندر جانے کے لئے کہا۔

"کیوں نہ ہم اکٹھے چلیں" ـــــ صدیقی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ مجھے باہر رکنے کا حکم دیا گیا ہے" ـــــ مارکس نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔ اور صدیقی چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اندر کی طرف بڑھا۔

مارکس بڑی مطمئن نظروں سے اسے اندر جاتا دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنے انتظام پر مکمل اعتماد تھا۔ اس لئے وہ قطعی مطمئن تھا۔ پھر صدیقی بھی دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ اور مارکس نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔

اس کا مشن کامیاب ہو چکا تھا۔ پوری سیکرٹ سروس اس کی گرفت میں آ چکی تھی۔

چنانچہ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر دروازے کے قریب رک کر اس نے جیب سے ایک کٹر نکال کر دروازے کی دہلیز کے قریب سے گزرتی ہوئی ایک باریک سی تار کاٹ دی۔ اور پھر اطمینان سے دروازہ کھول کر اندر

آگیا۔ تار کٹنے کی وجہ سے سسٹم ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے اس بار کچھ بھی نہ ہوا۔ دروازہ بند کر کے اس نے اندر دیوار کے ایک ابھرے ہوئے حصے کو دبایا تو سامنے والی دیوار خود بخود کھلتی چلی گئی۔ یہ راہداری میں جانے کا دروازہ تھا اور اس راہداری میں آپریشن روم تھا۔ جس میں اس نے بلیک زیرو کو باندھ کر رکھا ہوا تھا۔

وہ اسے وہاں سے اٹھا کر ممبروں کے پاس لے آنا چاہتا تھا جو نچلے تہہ خانے میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ان کے مکمل خاتمے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ ایک تہہ خانے میں اس نے انتہائی تیز قسم کا تیزاب کا تالاب بنایا ہوا تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ ان سب ممبروں کو اٹھا کر تالاب میں پھینک دے گا اور چند لمحوں میں ہی ان کے جسم گل سڑ کر تیزاب میں حل ہو جائیں گے۔

چنانچہ وہ اطمینان سے چلتا ہوا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلیک زیرو مشین گن تھامے جیسے ہی دروازے کے قریب
وہ یکلخت رک گیا۔ کیونکہ دروازہ جو فولاد کا بنا ہوا تھا۔ باہر سے بند تھا۔
بلیک زیرو نے ہینڈل دبا کر اسے کھولنا چاہا۔ مگر باہر سے شاید دروا
کسی چٹخنی کے ذریعے بند کیا گیا تھا۔ اور اب اس کے کھلنے کی ایک ہی
تھی کہ اسے باہر سے کھولا جائے۔

بلیک زیرو چند لمحے دروازے پر کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے یہی فیصلہ
کیا کہ مارکس کے آنے کا انتظار کیا جائے۔ اور جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر
آئے اس پر قابو پا لیا جائے۔ اس کے سوا کوئی صورت بھی نہ تھی۔

چنانچہ بلیک زیرو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا۔

دیر بعد اسے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور وہ چوکنا ہو گیا۔

قدموں کی آواز دروازے کے قریب آ کر رک گئی اور پھر چٹخنی کھلنے کی
آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ شو گی ایسی جگہ پڑی ہوئی
تھی کہ جب تک دروازہ کھولنے والا اندر نہ آ جاتا وہ اسے دکھائی نہ دے سکتی
تھی۔ بلیک زیرو ہاتھ میں مشین گن اٹھائے دیوار کے ساتھ چپکا کھڑا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی مارکس تیزی سے اندر آیا۔ اور دروازہ خود بخود اس

کے پیچھے بند ہو گیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ مارکس" ——— اچانک بلیک زیرو نے اس کی
پشت سے سٹین گن کی نال لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

مگر مارکس بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے سٹین گن کی نال کو ایک
زوردار جھٹکا دیتے ہوئے اپنی لات بلیک زیرو کی رانوں کے درمیان ماری۔ یہ حملہ
اتنا اچانک اور کاری تھا کہ سٹین گن بلیک زیرو کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی اور
وہ تکلیف کی شدت سے دوہرا ہوتا چلا گیا۔ مارکس نے اس کے جھکتے ہی پوری
قوت سے دوہتڑ بلیک زیرو کی گردن پر دے مارے اور بلیک زیرو منہ کے بل
فرش پر گرتا چلا گیا۔ مگر اس دوران بلیک زیرو فوری ضرب کے ردِ عمل پر
قابو پا چکا تھا۔ چنانچہ فرش پر گرتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اور اس نے سر
کی ٹکر پوری قوت سے مارکس کے پیٹ میں ماری۔ مارکس اچھل کر دو قدم پیچھے
جا گرا۔ مگر اس کے جسم میں بھی شاید سپرنگ لگے ہوئے تھے۔ نیچے گرتے ہی وہ انتہائی
حیرت انگیز طور پر نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ اس نے بلیک زیرو پر چھلانگ بھی لگا دی۔

بلیک زیرو تیزی سے سٹین گن کی طرف بڑھ رہا تھا کہ مارکس اس سے آ
ٹکرایا اور دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر جا گرے۔ نیچے گرتے ہی
بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے دونوں بازو مارکس کی گردن پر چپکا دیے اور
پوری قوت سے اس کی گردن دبانے لگا۔ مارکس نے دونوں ہاتھ بلیک زیرو کے
سینے پر مارے اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کی گرفت ہلکی پڑ گئی۔ اور مارکس
نے پوری قوت سے بلیک زیرو کی ناک پر ٹکر مار دی۔

بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے دونوں پیر سمیٹے اور ایک جھٹکے سے مارکس
کو فضا میں اچھال دیا۔ مارکس اڑتا ہوا اس طرف جا گرا۔ جہاں دیوار کے ساتھ

مشینیں نصب تھیں۔ اس کا سر ایک مشین کے کونے سے ٹکرایا اور وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑا۔ اس کی ضرب نے اسے یکلخت دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا۔ بلیک زیرو اس کے گرتے ہی تیزی سے اٹھا مگر جب اس نے مارکس کو بے ہوش پڑا دیکھا۔ تو اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔

مارکس واقعی بہترین لڑاکا تھا اور یہ اتفاق تھا کہ مشین کے کونے سے اس کا سر ٹکرا گیا تھا ورنہ شاید وہ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آتا۔

بلیک زیرو نے سب سے پہلے سٹین گن اٹھائی اور پھر وہ مارکس کی طرف بڑھا۔ اس نے مارکس کی نبض چیک کی تو اسے یقین ہو گیا کہ مارکس ابھی دو تین گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آئے گا۔ چنانچہ وہ دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آ گیا اور دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی اور پھر اس نے پوری عمارت کی تلاشی لے ڈالی مگر سیکرٹ سروس کے ممبران اسے کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ البتہ اس نے عمارت کے باہر پورچ میں جولیا کی کار اور دوسرے ممبران کے موٹر سائیکل دیکھ لئے تھے اس کا صاف مطلب تھا کہ ممبران اس عمارت کے اندر آئے ہیں۔

پوری عمارت کا جائزہ لینے کے بعد وہ اس کمرے میں آ گیا۔ جس میں سارے ممبران بے ہوش ہوئے تھے۔ بلیک زیرو نے بڑے غور سے اس کمرے کو چیک کیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ ممبران کی گمشدگی کا تعلق یقیناً اس کمرے سے ہو سکتا ہے۔ اور پھر دیوار کے مختلف حصوں کو دیکھتے ہوئے اسے ایک جگہ کچھ ابھری ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے اس جگہ کو ہتھیلی سے دبایا تو فوراً ہی کمرے کی شمالی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اور اس خلا میں سے سیڑھیاں نیچے جاتی نظر آ رہی تھیں۔ بلیک زیرو تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک کمرہ تھا۔ اور جیسے ہی بلیک زیرو اس کمرے میں پہنچا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ کمرے میں

ے ممبران ایک دوسرے کے اوپر بے ہوشی کے عالم میں ڈھیر ہوئے پڑے تھے اس بات کا تھا کہ کمرے کے فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے گے بڑھ کر انہیں سیدھا کیا۔ اور پھر باری باری انہیں چیک کرنا شروع کر دیا۔ ن کی بے ہوشی خاصی طویل معلوم ہوتی تھی۔

بلیک زیرو نے سٹین گن ایک طرف رکھی اور صفدر کے قریب جھک کر بیٹھ گیا س نے ایک ہاتھ سے صفدر کا منہ بند کیا اور دوسرے ہاتھ کی دو انگلیوں سے ر کی ناک بند کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی صفدر کا جسم کسمسانا شروع ہو گیا۔ کسمساہٹ آہستہ آہستہ تیزی آنی شروع ہو گئی۔ اور جب صفدر کا جسم پھڑکنے لگا تو بلیک زیرو دونوں ہاتھ ہٹا لئے۔ اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔ ک زیرو نے پیچھے ہٹ کر سٹین گن اٹھا لی تھی۔

آنکھیں کھلتے ہی صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر جیسے ہی اس کی یں بلیک زیرو پر پڑیں تو اس کے جسم کو ایک اور جھٹکا لگا اور وہ بے اختیار ل کر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے یہ منظر دیکھ کر بے حد افسوس ہوا ہے صفدر ——— اگر میں اپنی آنکھیں لی نہ رکھوں تو تم لوگ مٹی کے مادھو بن جاتے ہو" ——— بلیک زیرو نے ایکسٹو ی آواز میں انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سس ——— سر۔۔۔" صفدر نے ندامت بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا مگر اس ے فقرہ پورا نہ ہو سکا۔

"ان سب کو ہوش میں لے آؤ ——— جلدی ——— ہم مجرموں کے اڈے پر ہیں" ——— بلیک زیرو نے کہا اور صفدر نے بھی ممبروں کے ساتھ وہی حرکت رنی شروع کر دی جو بلیک زیرو نے صفدر کے ساتھ کی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد سب ممبران ہوش میں آ گئے۔

"میرے پیچھے آؤ" —— بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چلا گیا۔

"اس پوری عمارت کی مکمل تلاشی لو" —— بلیک زیرو نے انہیں حکم دیا اور خود تیزی سے اس کمرے کی طرف لپکا جدھر وہ شوگی اور مارکس کو بیہوش پڑے چھوڑ آیا تھا۔ اور باقی ممبران تیزی سے عمارت میں پھیلتے چلے گئے۔

بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھولا اور پھر بڑے چوکنے انداز میں اندر داخل ہوا۔ مگر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ کمرہ بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ اور حیرت اس بات کی تھی کہ نہ صرف شوگی اور مارکس غائب تھے بلکہ کمرے میں موجود مشینیں بھی موجود نہ تھیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی بھاری مشینیں یکدم غائب ہو جائیں" —— بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مگر کمرے کی خالی دیواریں اس کا منہ چڑا رہی تھیں۔ دیواروں کے ساتھ پلگ وغیرہ تو لگے ہوئے تھے مگر مشین ایک بھی نہ تھی۔ اور مشینیں تو ایک طرف رہیں کمرے میں موجود سٹیل کی بڑی بڑی الماریاں تک غائب تھیں۔

بلیک زیرو تیزی سے باہر نکلا اور اس نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر کمرہ وہی تھا اس کے دروازے کے باہر چٹخنی تک موجود تھی۔ کافی دیر تک اِدھر اُدھر بھٹکنے کے بعد جب بلیک زیرو شوگی اور مارکس کو تلاش نہ کر سکا تو پھر وہ عمارت کے بیرونی گیٹ کی طرف چل پڑا۔ وہاں سب ممبران موجود تھے۔

"پوری عمارت خالی ہے جناب —— آدمی تو ایک طرف کاغذ کا پرزہ تک نہیں ہے" —— صفدر نے جواب دیا۔

"مگر تم یہاں اکٹھے کیسے ہو گئے" —— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمیں کال ملی تھی کہ کوئی مسٹر طاہر ہمیں بلا رہے ہیں۔ اور ہم صرف تجسس کی وجہ یہاں آ گئے۔ مگر کمرے میں داخل ہوتے ہی بے ہوش ہو گئے" —— فدر نے جواب دیا

"طاہر —— وہ کون ہے" —— بلیک زیرو نے جان بوجھ کر اپنے لہجے ں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"یہی تو ہم جاننا چاہتے تھے جناب" —— اس بار جولیا نے کہا۔

"ہوں —— اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی شخص اجنبی نام لے کر تمہیں بلا لے رتم آنکھیں بند کر کے بھاگتے چلے آؤ گے —— اگر میں اتفاق سے آپ لوگوں ؤ آتے ہوئے راستے میں چیک نہ کر لیتا تو مجرم آج سیکرٹ سروس کا خاتمہ رنے میں کامیاب ہو جاتے" —— بلیک زیرو نے کہا اور تمام ممبران نے ت سے سر جھکا لیے۔ واقعی بڑے شرم کی بات تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبران وقوفوں کی طرح آنکھیں بند کیے مجرموں کے جال میں پھنس گئے تھے۔

"اب آپ لوگ اپنے فلیٹوں میں چوکنے ہو کر رہیں گے —— ہو سکتا ہے رم آپ کو دوبارہ اغوا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر ایسا ہوا تو آپ نے یادہ مزاحمت نہیں کرنی بلکہ اپنے ساتھ الیون تھری ٹرانسمیٹر رکھ لیں تاکہ مجرم اغوا رکے جہاں لے جائیں تو وہاں سے رابطہ قائم کیا جا سکے" —— بلیک زیرو نے نہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب —— اور جناب، وہ عمران" —— صفدر نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"عمران کی حالت بہت خطرناک ہے —— ڈاکٹر اسے بچانے کی سر توڑ

کوشش کر رہے ہیں" —— بلیک زیرو نے بڑے لاپرواہانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انہیں وہاں سے جانے کا اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے اپنی اپنی گاڑیوں کے ذریعے کوٹھی سے باہر جانے لگے۔

جب سب لوگ چلے گئے تو بلیک زیرو ایک بار پھر کوٹھی کے اندر چلا گیا۔ وہ اب صرف وقت گزارنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی ممبر اسے بے نقاب دیکھنے کے لئے باہر نہ رک جائے۔ کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتے تھے کہ نقاب پہن کر بلیک زیرو عمارت کے باہر نہ جا سکتا تھا۔

کافی دیر تک عمارت میں چکر لگانے کے بعد بلیک زیرو خاموشی سے عمارت سے باہر آیا اور اس نے منہ سے نقاب اتارا اور پھر کوٹھی کے گیٹ سے نکل کر تیزی سے فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ اس وقت فٹ پاتھ پر لوگوں کا خاصا رش تھا۔ کیونکہ قریب ہی سینما کا شو ختم ہوا تھا اور لوگ ہجوم کی صورت میں چل رہے تھے۔ تھوڑی دور پیدل چل کر اس نے ایک خالی ٹیکسی انگیج کی اور دانش منزل کی طرف بڑھ گیا۔

شوگی نے ہوش میں آتے ہی آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحے لاشعوری کیفیت میں پڑی رہی۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ اس کی ناک اور دانتوں میں شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ناک کو ٹٹولا ناک تو درست تھی مگر ناک اور ہونٹوں کے درمیان خون کے لوتھڑے جمے ہوئے تھے شوگی نے ہاتھ کی پشت سے انہیں صاف کیا اور پھر ادھر ادھر دیکھا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا جبکہ نمبر ٹو ایک مشین کے قریب بے ہوش پڑا تھا۔ شوگی اٹھ کر تیزی سے نمبر ٹو کی طرف بڑھی۔

اس نے ہلا جلا کر نمبر ٹو کو دیکھا۔ نمبر ٹو کے سر کی پچھلی سمت گہرا زخم تھا جس سے خون رس رہا تھا۔ شوگی اسے چھوڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف لپکی مگر دروازہ باہر سے بند تھا۔ شوگی جانتی تھی کہ اب دروازہ اس وقت تک نہیں کھل سکتا جب تک باہر سے اسے نہ کھولا جائے۔

شوگی نے نمبر ٹو کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ مگر نمبر ٹو کی بیہوشی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی گہری تھی کہ مسلسل کوشش کے باوجود نمبر ٹو کو ہوش نہ آ سکا۔ جب شوگی اپنی ہر کوشش میں ناکام ہو گئی تو اس نے خود ہی مادام سے رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور وہ تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھتی چلی

گئی۔ اس نے مشین کا ایک بٹن آن کر دیا۔ اور اس کے ساتھ منسلک ہیڈ فون اٹھا کر سر پر فٹ کر لیا۔ مشین پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی جس پر مادام وی کا خاکہ ابھر آیا۔

"ہیلو مادام ——— میں شوگی بول رہی ہوں" ——— شوگی نے تیز لہجے میں کہا۔

"شوگی ——— کیا بات ہے" ——— مادام نے تعجب بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"مادام ——— سیکرٹ سروس کے چیف کو ہم اغوا کر کے لے آئے تھے نمبر ٹو اسے کرسی پر باندھ کر ممبروں کو اکٹھا کرنے گئے۔ کہ نجانے کس طرح سیکرٹ سروس کے چیف نے مجھے بے ہوش کر دیا۔ اور خود آزاد ہو گیا۔ اب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا ہے کہ دروازہ باہر سے بند ہے اور نمبر ٹو فرش پر بے ہوش پڑا ہے۔ اس کے سر پر گہرا زخم ہے" ——— شوگی نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— نمبر ٹو کو فوری طور پر ہوش میں لے آؤ" ——— مادام وی کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

"مادام ——— میں نے بڑی کوشش کی ہے مگر نمبر ٹو ہوش میں نہیں آسکا اس لئے میں نے آپ سے رابطہ قائم کیا ہے" ——— شوگی نے جواب دیا۔

"اچھا ——— پھر میری ہدایت پر عمل کرو ——— کمرے کی شمالی دیوار کے ساتھ جو مشین ہے جس پر ایم لکھا ہے۔ اس کا سرخ رنگ کا بٹن دبا دو۔ پھر اس کے ساتھ والا نیلے رنگ کا۔ اور پھر دوبارہ سرخ رنگ کا۔ دوسری بار سرخ رنگ کا بٹن دبتے ہی کمرہ لفٹ کی طرح نیچے چلا جائے گا۔ جب کمرہ ساکت ہو جائے تو سرخ

رنگ کے بٹن کو دوبار مسلسل دبا دینا ——— دیوار پھٹ جائے گی۔ تم نمبر ٹو کو لے کر باہر آ جانا۔ یہ ایک طویل سرنگ ہو گی جس کے آخر میں ایک کار موجود ہو گی۔ سرنگ کے اختتام پر ایک دروازہ ہو گا۔ اس کے بالکل کونے پر ایک چھوٹا سا سفید رنگ کا بلب ہے۔ اسے دبا دینا۔ دروازہ کھل جائے گا۔ تم کار میں نمبر ٹو کو ڈال کر کار باہر لے آنا تم تیئسویں شاہراہ پر پہنچ جاؤ گی۔ آگے جا کر ایک بائی روڈ آئے گی۔ اس بائی روڈ کا اختتام ایک فارم پر ہو گا۔ اس کے احاطے میں کار روک کر نمبر ٹو کو فارم کے برآمدے میں لٹا دینا۔ اور خود کار میں واپس شہر جا کر بوستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں رپورٹ کرنا ——— کوڈ مادام وی ہو گا ——— وہاں دوسری اطلاع ملنے تک تم مقیم رہو گی۔ مادام وی نے اسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام" ——— شوگی نے کہا۔

اور پھر اس نے مشین کا بٹن آف کر کے ہیڈ فون اتار کر ہک سے لٹکایا اور شمالی دیوار کے ساتھ موجود مشین کی طرف بڑھ گئی۔ اس مشین پر سنہرے ہندسے سے ایم لکھا ہوا تھا۔ شوگی نے مادام کی ہدایت کے مطابق پہلے سرخ رنگ کا بٹن دبایا۔ پھر نیلے رنگ کا بٹن دبا کر اس نے دوبارہ سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ سرخ رنگ کا بٹن دبتے ہی پورا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے کی طرف سرکنا شروع ہو گیا۔ شوگی مشین کا سہارا لئے خاموش کھڑی تھی۔ پھر ایک جھٹکے سے کمرہ نیچے جا کر رک گیا تو شوگی نے سرخ رنگ کے بٹن کو دوبار مسلسل دبا دیا۔ دوسرے لمحے سامنے کی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اور اب وہاں ایک طویل سرنگ نظر آ رہی تھی۔

شوگی نے مشین سے ہٹ کر بے ہوش پڑے ہوئے نمبر ٹو کو بڑی مشکل سے اٹھا کر کندھے پر لادا اور سرنگ میں داخل ہو گئی۔ نمبر ٹو خاصا وزنی تھا۔ اس لئے شوگی کے قدم بار بار لڑکھڑا رہے تھے۔ مگر وہ ہمت کر کے آگے بڑھتی چلی گئی۔

اس کے سرنگ میں داخل ہوتے ہی کمرے کی دیوار خود بخود ملتی چلی گئی۔

شوگی نمبر لوٹو کو کاندھے پر اٹھائے لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ چلنے کے بعد سرنگ کا اختتام ہوا۔ وہاں ایک چھوٹی سی کار موجود تھی۔ سرنگ کے اختتام پر دروازہ تھا۔ شوگی نے کار کا دروازہ کھول کر نمبر لوٹو پچھلی نشست پر لٹایا اور پھر دروازہ کھولنے والا بٹن تلاش کرنے لگی۔ جلد ہی وہ بٹن اسے نظر آگیا۔ شوگی نے جیسے ہی بٹن دبایا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا اور اسے باہر ایک تنگ سی سڑک جاتی نظر آئی۔

شوگی دروازہ کھلتے ہی تیزی سے واپس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھی۔ کار کی چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ شوگی نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے چلاتی ہوئی وہ سرنگ سے باہر آگئی۔ کار کے باہر آتے ہی دروازہ اس کے عقب میں خود بخود بند ہوگیا۔ شوگی کار چلاتے ہوئے آگے بڑھتی چلی گئی۔

اس نے رومال سے اپنا منہ صاف کرلیا تھا تاکہ راستے میں کوئی ٹریفک کانسٹیبل اسے زخمی سمجھ کر نہ روک لے۔ اس تنگ سڑک کا اختتام نئیسویں شاہراہ پر اور وہ مادام کی ہدایت پر شمال کی طرف بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس فارم تک پہنچ گئی۔ فارم ویران پڑا ہوا تھا۔ مگر چونکہ مادام کی ہدایت تھی۔ اس لئے شوگی نے نمبر لوٹو کو کار سے نکال کر برآمدے میں فرش پر لٹا دیا اور خود کار میں آبیٹھی۔ اس نے کار موڑی اور خاصی تیز رفتاری سے چلاتی ہوئی بڑی سڑک پر آگئی۔ اب اس کی کار کا رخ بوستان کالونی کی طرف تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ بوستان کالونی میں پہنچ گئی۔ اس نے کوٹھی کے سامنے روکی اور پھر اتر کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی

کھڑکی کھلی اور ایک مقامی نوجوان باہر نکل آیا۔

"فرمائیے" ——— نوجوان نے شوگی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مادام ڈی نے مجھے یہاں آنے کی ہدایت کی ہے" ——— شوگی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— آپ کا نام" ——— نوجوان نے اس بار مودب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"شوگی" ——— شوگی نے جواب دیا۔

"اوکے ——— باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں ——— میں پھاٹک کھولتا ہوں" ——— اور پھر وہ تیزی سے کھڑکی میں غائب ہوگیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ اور شوگی کار اندر بڑھا لے گئی۔

شوگی نے کار پورچ میں جا کر روک دی۔ پھر نیچے اتر آئی۔ برآمدے میں ایک دیوہیکل مقامی نوجوان ہاتھ میں سٹین گن لئے بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔

"آئیے مس ——— باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ——— سٹین گن بردار نے آگے بڑھ کر کہا اور شوگی نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ اس نوجوان کی رہنمائی میں چلتی ہوئی عمارت کے اندر داخل ہوگئی۔ مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد مسلح نوجوان ایک دروازے کے سامنے رک گیا دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

نوجوان نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"کون ہے" ——— دروازے کے اوپر نصب ایک چھوٹے سے سپیکر میں سے کرخت آواز برآمد ہوئی۔

"مس شوگی آئی ہیں باس" ——— مسلح نوجوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اندر بھیج دو" ——— آواز دوبارہ ابھری اور اس کے

ساتھ ہی سرخ رنگ کا بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔

"تشریف لے جائیے مس" ——— نوجوان نے کہا اور شوگی حیرت سے سر جھٹکتی ہوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ اسے تنظیم میں آئے ہوئے دس سال ہو گئے تھے مگر اس قسم کا انتظام وہ پہلی بار ہی دیکھ رہی تھی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک قوی ہیکل دیوزاد قسم کا غیر ملکی نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے چہرے پر سختی اور سفاکی کے اثرات جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے آنکھوں سے سنگدلی صاف نمایاں تھی

"تشریف رکھیں مس شوگی ——— آپ تو زخمی دکھائی دیتی ہیں"۔ اس آدمی نے اپنی طرف سے لہجے کو نرم بناتے ہوئے کہا۔ مگر اس کے باو اس کے لہجے کی کرختگی دور نہ ہوئی تھی۔

"ہاں ——— میری ناک زخمی ہے" ——— شوگی نے میز کے سا پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا علاج ہو جائے گا ——— اس کوٹھی میں سب کچھ موجود ہے" اس آدمی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا" ——— شوگی نے اشتیاق آمیز لہجے پوچھا۔

"میرا نام بارٹلے ہے ——— اور میرا تعلق تنظیم کے آپریشن سیل سے ہے ——— میں کل ہی یہاں پہنچا ہوں"۔ ——— بارٹلے نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپریشن سیل ——— میں سمجھی نہیں" ——— شوگی کے لہجے میں حی

"مس شوگی ——— دی گینگ ایک بہت بڑی تنظیم ہے ——— اس میں
سیکشن ہیں ——— آپ کا سیکشن صرف بطور ایجنٹ کام کرتا ہے جبکہ ہمارا
ن مار دھاڑ اور دوسرے کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ گو ہماری تنظیم کی
ردگی کچھ اس قسم کی ہے کہ آپریشن سیل کو حرکت میں لائے جانے کی ضرورت
ں نہیں ہوتی مگر جہاں حالات کچھ اس قسم کے ہو جائیں وہاں پھر ہمارا ہی
ن کام کرتا ہے ——— مادام وی نے جب یہ فیصلہ کر لیا کہ یہاں حالات
اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ ہمارے سیکشن کے بغیر کام نہیں ہو سکتا تو مادام
مجھے کال کر لیا۔ اور میں نے یہاں پہنچتے ہی مقامی غنڈوں کی مدد سے فی الحال
نظامات کئے ہیں" ——— بارٹلے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مثلاً کیسے حالات" ——— شوگی نے پوچھا۔

"مس شوگی ——— آپ خصوصی ممبران میں سے ہیں ——— اس لئے آپ کو
یہاں کے مشن کی تفصیلات کا علم ہو گا ——— طالب علم تحریک کے دوران
نے پولیس کی وردیوں میں طالب علموں کو ہلاک کرنا ہے تاکہ تحریک زور پکڑ
" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گئی ——— مگر اب حالات بدل گئے ہیں۔ فی الحال شاید
مقامی سیکرٹ سروس سے ٹکرانا پڑے" ——— شوگی نے جواب دیا۔

"مقامی سیکرٹ سروس سے" ——— بارٹلے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں" ——— شوگی نے جواب دیا اور پھر اس نے پوری تفصیل سے تمام
ات بارٹلے کو بتا دیئے۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے نمبر ٹو مات کھا گئے اور سیکرٹ سروس

پوری طرح چوکنا ہو گئی ـــــ اب نو دافعی جب تک سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہ ہو جائے مشن کو آگے نہیں بڑھایا جا سکتا" ـــــ بارٹلے نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

" بہرحال اس سلسلے میں فیصلہ تو مادام ہی کرے گی ـــــ میں نے تو اپنا خیال ہی ظاہر کیا ہے" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

" ہاں ـــ ٹھیک ہے ـــــ میں مادام سے بات کرتا ہوں تاکہ سیکرٹ سروس کے خلاف کام شروع کیا جا سکے" ـــــ بارٹلے نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

" مس شوگی کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ اور انہیں ان کا کمرہ دکھا دو۔ اور لوگوں کو چوکنا کر دو۔ کوٹھی کی حفاظت انتہائی ہوشیاری سے ہونی چاہیئے" ـــ بارٹلے نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بہتر باس" ـــ نوجوان نے جواب دیا۔

" مس شوگی ـــــ جب تک سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہ ہو جائے آپ نے کوٹھی سے باہر نہیں جانا" ـــــ بارٹلے نے شوگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بہتر" ـــ شوگی نے مختصر سا جواب دیا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی نوجوان کی رہنمائی میں کمرے سے باہر نکل گئی۔

عمران کو ہوش میں آئے دوسرا روز تھا۔ مگر خطرناک زہر کے اثرات ابھی تک اس کے خون میں باقی تھے۔ کیونکہ ہوش میں آنے کے باوجود وہ غنودگی میں ڈوبا رہتا۔ بلانے پر آنکھیں کھول کر ہوں ہاں کر لیتا۔ اور پھر اس کے بعد آنکھیں بند کر لیتا۔ سر سلطان دن میں کئی بار چکر لگاتے تھے۔ ڈاکٹر موسیٰ بھی اسے دو بار دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ آہستہ آہستہ یہ نیم بے ہوشی کی کیفیت خود بخود ختم ہو جائے گی۔

عمران کو سپیشل وارڈ کے کمرے میں رکھا گیا تھا اور کمرے کے دروازے پر ایک دربان چوبیس گھنٹے پہرہ دیتا تھا۔ عمران کے کمرے میں مخصوص ڈاکٹروں اور نرسوں کے سوا کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ عمران کی قوت کو بحال کرنے کے لئے مسلسل ادویات دی جا رہی تھیں۔

آج بھی عمران آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا تھا کہ دروازہ کھلا اور سر سلطان اندر داخل ہوئے۔ سر سلطان کے ساتھ بلیک زیرو بھی تھا۔ اسے عمران سے ملنے کے لئے سر سلطان کا سہارا لینا پڑا تھا۔ کیونکہ بحیثیت ایکسٹو وہ آ نہ سکتا تھا اور ایکسٹو کی شخصیت سے ہٹ کر اس کی اپنی کوئی سرکاری حیثیت ہی نہ تھی۔ اس لئے اس نے سر سلطان کو مجبور کیا تھا۔ اور سر سلطان اسے اپنے ہمراہ لے کر ہسپتال آ گئے۔

"عمران بیٹے ۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے عمران کے قریب آکر بڑے مشفقانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں کھولیں۔ اور پھر اس کی نظریں سر سلطان اور بلیک زیرو پر جم گئیں۔

"عمران صاحب خدا کا شکر ہے کہ آپ بچ گئے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام طاہر ہے نا" ۔۔۔ عمران نے نیم بیہوشانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ میں طاہر ہوں عمران صاحب ۔۔۔ آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیے ۔۔۔ حالات بڑے نازک ہو رہے ہیں" ۔۔۔ طاہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حالات نازک ہو رہے ہیں ۔۔۔ کہیں حالات لکھنؤ کی سیر تو نہیں کر آئے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ سر سلطان بھی ہنس پڑے۔

سر سلطان کا چہرہ عمران کے اس فقرے سے گلنار ہو گیا۔ کیونکہ عمران کا یہ فقرہ بتا رہا تھا کہ عمران کا ذہن اصل ٹریک پر آتا جا رہا ہے۔ ورنہ عمران کی حالت دیکھتے ہوئے انہیں بار بار یہ خدشہ ہو رہا تھا کہ کہیں خطرناک زہر نے عمران کے ذہن پر برا اثر نہ چھوڑا ہو۔ وہ انہیں چھوڑ کر تیزی سے ڈاکٹر کو بلانے چلے گئے۔

"لکھنؤ کی سیر تو نہیں البتہ پوری سیکرٹ سروس مجھ سمیت موت کی سرحد دیکھ آئی ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا ہوا تھا" ۔۔۔ عمران نے جھٹکے سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے اپنے اغوا سے لے کر عمارت سے باہر آنے تک تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے ۔۔۔ وی گینگ سے ٹکرانا ناگزیر ہو ہے" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمام ممبران کو کہہ دیا ہے کہ انہیں اگر اغوا کر لیا جائے تو زیادہ مزاحمت نہ کریں تاکہ مجرموں کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگایا جا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں طاہر ۔۔۔ اب یہ مجرم اغوا کرنے میں وقت ضائع نہ کریں گے وہ اب کوشش کریں گے کہ سیکرٹ سروس کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے ختم کر دیا جائے۔ اس لئے تمام ممبروں کو کہہ دو کہ وہ آئندہ میک اپ میں رہیں اپنے فلیٹس چھوڑ دیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ابھی انہیں کہہ دیتا ہوں ۔۔۔ مگر عمران صاحب آپ پر حملہ کس نے کیا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس کا مطلب ہے ۔۔۔ حالات تو لکھنؤ کی سیر کر آئے ہیں اور تم ید پاگل خانے کی سیر کو نکل گئے تھے ۔۔۔ بھئی اور کون کر سکتا ہے ان شمشیر زنوں میں ایک آدمی مجرموں کا تھا"

عمران نے اس بار تکیے سے پشت لگا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب وہ پوری ح تروتازہ اور چست وچوبند محسوس ہو رہا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈاکٹر لوئس اور سر سلطان اندر داخل ہوئے۔

"اوہ ۔۔۔ خدا کا شکر ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

ڈاکٹر لوئس نے عمران کی نبض چیک کی اور پھر ان کے چہرے پر حیرت

کے آثار ابھرتے چلے آئے۔

"حیرت انگیز ——— انتہائی حیرت انگیز ——— ابھی ایک گھنٹہ پہلے عمران صاحب کے جسم میں شدید کمزوری کے آثار تھے مگر اب تو یہ بالکل صحت مند ہیں" ——— ڈاکٹر یونس نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر صاحب ——— یہ صاحب وٹامن سے بھرپور ہیں۔ بس انہیں دیکھتے ہی میں خود بخود ٹھیک ہو گیا" ——— عمران نے مسکرا کر بلیک زیرو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بہرحال مجھے خوشی ہے کہ اب آپ بالکل تندرست ہیں" ——— ڈاکٹر یونس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو کیا آپ مجھے اس جنت سے نکال دیں گے" ——— عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جنت" ——— ڈاکٹر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ——— یہاں بڑی خوبصورت حوریں جو ہیں" ——— عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھ کا گوشہ دبایا اور بلیک زیرو کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی

"اوہ ——— عمران صاحب ——— واقعی یہ حوریں ہیں پاکیزہ اور خدمت گزار" ——— ڈاکٹر یونس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پلیز ——— ایک حور سرسلطان کو بھی عنایت کر دیجئے ——— یقین کیجئے یہ بڑے دین دار اور خدمتگار آدمی ہیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— عمران تم اپنی حرکت سے باز نہ آؤ گے" ——— سرسلطان

مصنوعی غصے سے کہا۔

"اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو اصلیت خود ہی بتا دیجئے" ——— عمران جواب دیا۔ اور ڈاکٹر یونس سمیت سب ہنس پڑے۔

"اچھا ڈاکٹر صاحب ——— اگر عمران ٹھیک ہو تو اسے فارغ کر یئے ——— یہ صاحب اسے اپنے ہمراہ لے جائیں گے" ——— سرسلطان فوراً موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے اجازت ہے" ——— ڈاکٹر یونس نے کہا۔

"آپ کی مرضی ڈاکٹر صاحب ——— اب آپ نہیں رہنے دیتے مجھے ت میں تو نہ سہی ——— میں پھر شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لوں گا" ران نے کہا۔

"طاہر ——— عمران کو اپنے ہمراہ لے جاؤ ——— اچھا میں چلتا ہوں۔ یئے ڈاکٹر صاحب" ——— سرسلطان نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر یونس کا بازو کر اسے تقریباً زبردستی کرے سے باہر لیتے گئے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا عمران باز نہ آئے گا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کی ہسپتال سے فراغت کی کارروائی مکمل ہو ئی اور عمران لباس بدل کر بلیک زیرو کی کار میں آبیٹھا۔

"مجھے میرے فلیٹ پر اتار دو بلیک زیرو ——— اور تمام ممبروں کو ایت کر دو کہ وہ اپنے فلیٹس فوری طور پر چھوڑ دیں اور تم بھی دانش منزل میں کے رہو ——— ہو سکتا ہے مجرم ایک بار پھر دانش منزل پر حملہ کریں" ——— ران نے کہا۔

"بہتر ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا اور کار کا رخ اس سڑک کی طرف موڑ

دیا جو گھوم پھر کر عمران کے فلیٹ کی طرف جاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمران کے فلیٹ کے نیچے پہنچ گئے۔ عمران کار سے باہر آیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر بلیک زیرو کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا ا خود تیزی سے اپنے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ د اور اس وقت تک انگلی نہ ہٹائی جب تک کہ دروازہ ایک دھماکے سے نہ کھل گیا۔

"کیا مصیبت ہے ۔۔۔ ارے ۔۔ ارے ۔۔ آپ" ۔۔۔ سلیمان جو شدید غصے کے عالم میں آیا تھا۔ عمران کو دیکھ کر سنبھل گیا۔

"اچھا ۔۔۔ اب میں تمہارے لئے مصیبت بن گیا ہوں" عمرا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا ۔۔۔ کتنے دنوں سے راشن ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ باورچ بھائیں بھائیں کر رہا ہے ۔۔۔ دھوبی ، اخبار فروش ، بجلی والے ب بل اٹھائے دروازے پر دھرنا مارے بیٹھے ہیں ۔۔۔ غریب سلیمان جان عذاب میں آئی ہوئی ہے" ۔۔۔ سلیمان نے عمران کی طرف سے شہ ملتے ہی بولنا شروع کر دیا۔

"اور وہ جو میں تمہیں دو ہزار روپے دے گیا تھا ۔۔۔ وہ کس کھاتے میں گئے" ۔۔۔ عمران نے ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دو ہزار ۔۔۔ اچھا وہ صرف دو ہزار ۔۔۔ جناب اس مہنگائی کے زمانے میں دو ہزار کی کیا وقعت ہے۔ ساتھ والے فلیٹ میں

ہوئے نا ۔۔۔ ارے خواجہ صاحب کی باورچن ۔۔۔ اس کے کپڑوں سے ہلدی کی بو آ رہی تھی ۔۔۔ میں نے سوچا بیچاری کیا سوچتی ہو گی کہ وشبو کے لئے بھی ترس گئی ہوں۔ چنانچہ میں بازار گیا ۔۔۔ آپ یقین کیجئے کہ یک سپرے سینٹ کی شیشی، ایک نیا جوڑا کپڑوں کا اور ایک دو آئیٹم یک اپ کے خریدے اور دو ہزار ختم ۔۔۔ صاحب بڑا برا زمانہ آ گیا ہے دو ہزار کی تو کوئی وقعت ہی نہیں رہی" ۔۔۔ سلیمان نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ تو یہ عیاشی ہو رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے حیرت سے دیدے پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔۔۔ ارے صاحب ۔۔۔ توبہ کیجئے ۔۔۔ عیاشی کے لئے رقم کہاں ہے میرے پاس ۔۔۔ یہاں تو کھانے کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور آپ عیاشی کی بات کر رہے ہیں ۔۔۔ خدا کسی کو کسی مفلس کا باورچی نہ بنائے" ۔۔۔ سلیمان نے تیزی سے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے کچن کی طرف مڑ گیا۔

"ارے۔ ارے ۔۔۔ کہاں جا رہے ہو ۔۔۔ اس مفلس اور قلاش کو ایک پیالی چائے تو دیتے جاؤ" ۔۔۔ عمران نے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے ۔۔۔ میں خیرات بانٹ بیٹھا ہوں" ۔۔۔ سلیمان نے دروازے سے غائب ہوتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے چند لمحے کچھ سوچتا رہا اور پھر

اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی جانب کھسکا لیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ٹائیگر سپیکنگ" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی

"عمران سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب" ۔۔۔ ٹائیگر کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ٹائیگر ۔۔۔ تم نے مس شوگی کو دیکھا ہوا ہے ۔۔۔ وہی غیر ملکی لڑکی جس نے راضی کی سالگرہ میں شرکت کی تھی" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں جناب ۔۔۔ اچھی طرح دیکھا ہوا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم نے اسے تلاش کرنا ہے ۔۔۔ پورے شہر میں اسے تلاش کرو۔ جہاں بھی نظر آ جائے اس کی نگرانی کرو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جناب اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ میں نے اس کا ٹھکانہ دیکھا ہوا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھکانہ دیکھا ہوا ہے ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کل شام میں اتفاق سے ایک دوست کو ملنے گیا تو میں نے مس شوگی کو ایک چھوٹی سی کار میں بیٹھے بوستان کالونی کی ایک کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا تھا" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ویری گڈ نیوز ۔۔۔ کونسی کوٹھی ہے وہ" ۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ واقعی اسے اس اطلاع پر اسے خوشی ہوئی تھی کم از کم ایک لائن آف

ن تو مل گئی تھی۔

"بوستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ ہے ۔۔۔ باہر کسی ڈاکٹر کی نیم پلیٹ
و ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم اس کوٹھی میں داخل ہو کر حالات کا جائزہ لو اور پھر
رپورٹ کرو ۔۔۔ مگر کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ پہلے کی
ا ایک اناڑی کے قابو میں نہ آ جانا" ۔۔۔ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ عمران صاحب ۔۔۔ وہ بس اتفاق ہی تھا۔ آپ بے فکر رہیں
پوری طرح احتیاط کروں گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان نے
ئے کی پیالی لا کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

"یہ ٹھنڈی ہو گئی تو اور نہیں ملے گی" ۔۔۔ سلیمان نے دھمکی دیتے ہوئے
ا۔

"اور اگر پہلے ہی ٹھنڈی ہوئی تو تم ملازمت سے برخواست" ۔۔۔
ن نے پیالی اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔۔۔ ارے ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں ۔۔۔ سوچ سمجھ کر بات
ئے ۔۔۔ پہلے چارج شیٹ دیجئے ۔۔۔ اس کا جواب لیجئے۔ پھر
اری آفیسر مقرر ہو گا۔ پھر آپ مجھے برخواست کریں گے تو میں لیبر کورٹ
جاؤں گا اور وہاں سے معہ سابقہ مراعات کے بحال ہو کر آ جاؤں گا۔
یرے وکیل کا خرچہ بھی آپ کو دینا پڑے گا" ۔۔۔ سلیمان نے اپنے قانونی
ن جتاتے ہوئے کہا۔

"ارے توبہ ۔۔۔ جب تم نے بحال ہو کر ہی آنا ہے تو بھئی میں اپنا

فیصلہ واپس لیتا ہوں ــــــ چائے کی جگہ شربت پی لوں گا مگر یہ عدالتوں کے چکر مجھ سے نہیں کاٹے جاتے "ــــــ عمران نے فوراً ہی اپنا فیصلہ واپس لیتے ہوئے کہا اور سلیمان مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔

عمران نے چائے کی پیالی ختم کی اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر غنڈوں کا مخصوص لباس تھا اور چہرے پر میک اپ بھی کسی خطرناک غنڈے جیسا تھا۔ پورا چہرہ زخموں کے نشان سے بھرا ہوا تھا۔ گلے میں سرخ رومال کو گانٹھ دیتے ہوئے عمران تیزی سے فلیٹ سے باہر آ گیا۔

وہ دل ہی دل میں ایک فیصلہ کر چکا تھا۔ ایک عجیب و غریب فیصلہ اور اسے یقین تھا کہ اگر اس کا منصوبہ کامیاب رہا تو وہ ڈی گینگ کی سربراہ مادام ڈی پر آسانی سے ہاتھ ڈال سکے گا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز اور اس کے گرد چار پانچ رسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ میز کے درمیان میں موجود ایک بڑی کرسی پر ایک جوان عورت موجود تھی۔ اس کا جسم انتہائی سڈول اور پرشباب تھا۔ چہرے بعصومیت کے پرتو نمایاں تھے۔ البتہ آنکھوں میں پراسرار اور وحشیانہ قسم ا چمک تھی۔ ایسی چمک کہ کوئی شخص زیادہ دیر تک اس کی طرف غور سے نہ بہ سکتا تھا۔

میز کے دوسری طرف مارکس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ا جبکہ چہرے پر بے پناہ زردی تھی۔

"مارکس ــــ یہ بہت برا ہوا کہ سیکرٹ سروس ہمارے ہاتھ سے نکل نے میں کامیاب ہو گئی ــــ اب وہ پوری طرح چوکنے ہو گئے ہوں گے"۔ ران عورت نے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام ــــ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے ــــ میں نے تو ایسا ظام کیا تھا۔ کہ پوری سیکرٹ سروس بھیگے چوہوں کی طرح میرے جال میں سی چلی گئی۔ ان کے چیف کو بھی میں نے کرسی پر اچھی طرح جکڑ دیا تھا اور ا تھوں گی کو اس کی حفاظت کے لئے آپریشن روم میں چھوڑا تھا۔ اب مجھے

کیا معلوم تھا کہ وہ چیف آزاد کیسے ہوگیا۔ اس کے باوجود میں نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا ——— بس یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اچانک میرا سر ایک مشین کے کونے سے ٹکرا گیا اور اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔"

مارکس نے بجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— بس اسے اپنی بدقسمتی ہی کہہ سکتے ہیں ——— بہرحال اب ہمیں پہلے پوری قوت سے سیکرٹ سروس سے ٹکرانا پڑے گا۔ اس کے بعد ہی ہم مشن کو آگے بڑھانے کے متعلق سوچ سکتے ہیں" ——— مادام دی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مادام ——— ہمیں ان کے فلیٹوں کے پتے معلوم ہیں ——— ان کے ہیڈ کوارٹر کو بھی ہم نے دیکھ لیا ہے ——— میرا خیال ہے۔ ہمیں بغیر کوئی وقت ضائع کئے ان پر حملہ کر دینا چاہیئے" ——— مارکس نے کہا۔

"تم بڑے احمق ہو مارکس ——— کیا اب وہ وہاں ہمارے حملے کے انتظار میں بیٹھے ہوں گے ——— اور پھر اتنی جگہوں پر حملے کے لئے بہت سے آدمی چاہئیں" ——— مادام دی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— یہ بات تو ہے ——— میرا خیال ہے کہ ہم یہاں کے مقامی غنڈوں کی عارضی طور پر خدمات حاصل کریں اور انہیں ان فلیٹوں کی نگرانی پر مقرر کر دیں ——— پھر جیسے ہی ہمیں ان کے متعلق علم ہو ہم ان غنڈوں کی مدد سے انہیں ہلاک کر دیں" ——— مارکس نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— ایسا ممکن تو ہے ——— مگر ہماری تنظیم نے کبھی مقامی غنڈوں کی حمایت حاصل نہیں کی مگر اب مجبوری ہے۔ اس لئے میں نے

آپریشن سیل کے انچارج بارٹلے کو یہاں بلوا لیا ہے ——— اس وقت شوگی بھی وہیں ہے ——— بارٹلے نے میری اجازت سے فی الحال کوٹھی کی نگرانی کے لئے چند غنڈے بھرتی کئے ہیں ——— مگر میرا خیال ہے سیکرٹ سروس کی نگرانی کے لئے ہمیں غنڈوں کی بجائے خصوصی صلاحیتیں رکھنے والے افراد کی ضرورت ہوگی" ——— مادام نے جواب دیا۔

"ہاں ——— سیکرٹ سروس عام غنڈوں کے بس کی نہیں ہے۔ اور خصوصی صلاحیتوں کے مالک افراد کے لئے ہمیں یہاں کے مافیا کے سربراہ جمیس بروکر سے رابطہ قائم کرنا پڑے گا" ——— مارکس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جمیس بروکر" ——— مادام دی نے چونک کر کہا۔

"ہاں مادام ——— بس اتفاق سے میری اس سے ملاقات ہوگئی تھی۔ دی گینگ میں آنے سے پہلے بروکر اور میں اکٹھے ہی مافیا میں کام کرتے تھے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تم نے بڑی مفید بات بتائی ہے۔ مافیا کے آدمی یقیناً اس کام میں ماہر ہوں گے ——— البتہ ہم اس مشن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں ——— مافیا کے کارکن ہمیں سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاعات فراہم کریں جبکہ مقامی غنڈوں کی مدد سے انہیں ہلاک کر دیا جائے ——— اس طرح حالات پر ہمیں کنٹرول رہے گا" ——— مادام نے کہا۔

"آپ کی تجویز بالکل درست ہے مادام ——— آپ بارٹلے کو کہیں کہ وہ یہاں کے کسی بااثر غنڈے کی مدد سے چند پیشہ ور قاتلوں کی امداد حاصل

کرے اور مجھے آپ اجازت دیں تو میں جمیں برو کرسے بات کرتا ہوں" مارکس نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام کوئی جواب دیتی۔ اچانک میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز بلند ہونے لگی۔

مادام نے بڑی پھرتی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"بارٹلے سپیکنگ مادام ——— اوور" ——— بٹن دیتے ہی دوسری طرف سے بارٹلے کی کرخت آواز ابھری۔

"یس ——— مادام وی سپیکنگ ——— اوور" ——— مادام نے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"مادام ——— مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ پرنس آف ڈھمپ صحت یاب ہو کر ہسپتال سے چلا گیا ہے ——— اوور" ——— بارٹلے نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— پرنس آف ڈھمپ ٹھیک ہو گیا ہے ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— اوور" ——— مادام وی حلق کے بل چیخ اٹھی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں مادام ——— آپ کے حکم پر میں نے تمام ہسپتالوں میں چھان بین کرائی ہے ——— اسے سپیشل سروسز ہسپتال میں داخل کرایا گیا تھا۔ وہاں کے ڈاکٹر تو اس کے علاج سے مایوس ہو گئے تھے۔ مگر اتفاق سے زہروں کے بین الاقوامی ماہر ڈاکٹر موسیٰ یہاں آئے ہوئے تھے ——— انہوں نے پرنس آف ڈھمپ کا علاج کیا اور وہ صحت یاب ہو گیا ——— اور یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ یہاں کے

ڑی وزارت خارجہ سر سلطان نے پرنس آف ڈھمپ کے علاج میں خصوصی دلچسپی لی۔ ڈاکٹر موسیٰ سے بھی انہوں نے کنٹکٹ کیا تھا۔ ر" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے ——— پرنس سیکرٹ سروس میں کوئی شخصیت ہے۔ اسی لئے وزارت خارجہ کے سیکرٹری اس کے علاج اس قدر دلچسپی لے رہے تھے ——— اوور" ——— مادام نے کچھ چتے ہوئے کہا۔

"آپ اگر حکم کریں تو میں اس پرنس کو تلاش کروں ——— اوور" ٹلے نے پوچھا۔

"نہیں ——— یہ کام ہو جائے گا ——— تمہارے ذمہ ایک اور کام ہے ——— تم یہاں کے کسی با اثر غنڈے سے رابطہ قائم کرو اور چند ترین پیشہ ور قاتلوں کو کرایہ پر حاصل کرو اور میری مزید ہدایات کا انتظار رو ——— اوور" ——— مادام وی نے کہا۔

"بہتر مادام ——— میں آج ہی سے کوشش شروع کر دیتا ہوں ور" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اور سنو ——— شوگی کا میک اپ کر کے اسے شہر بھیج دو۔ وہ کسی ٹل میں رہے اور اس کے ذمے پرنس آف ڈھمپ کو تلاش کرنا ہے۔ یسے ہی اسے پرنس آف ڈھمپ نظر آئے وہ تمہیں اطلاع کر دے اور جیسے ی تمہیں اطلاع ملے۔ تمہارے ذمے کام یہ ہو گا کہ تم اسے فوراً ہلاک کر دو ور" ——— مادام وی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ——— ایسا ہی ہو گا" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"پرنس بچ گیا مارکس ـــــ نہ جانے کیا بات ہے کہ اس ملک میں ہمارا ہر کام الٹا ہی ہو رہا ہے" ـــــ مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں مادام ـــــ اب آپ خود ہی سوچیں کہ بوکازہ کا علاج آج تک تلاش نہیں کیا جا سکا۔ البتہ ڈاکٹر موسیٰ کے بارے بارے میں کہا نہیں جا سکتا ـــــ میں نے اس کی شہرت سنی ہوئی ہے ہو سکتا ہے اس نے زہر کا علاج تلاش کر لیا ہو" ـــــ مارکس نے جواب دیا۔

"و علاج تلاش کر لیا ہے ـــــ تبھی تو پرنس بچ گیا ہے" ـــــ مادام نے پہلے سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں کہا۔

"مادام ـــــ مجھے ایک اور خیال آیا ہے ـــــ پرنس کے بچ جانے سے ہمارا اصل منصوبہ بھی منظر عام پر آ سکتا ہے کیونکہ مس شوگی نے راضی کے متعلق اسے بتا دیا تھا ـــــ اور مجھے یقین ہے کہ پرنس صحت یاب ہوتے ہی راضی کے سر ہو گا" ـــــ مارکس نے کہا۔

"تمہارا خیال بالکل درست ہے ـــــ اور راضی ایک بار ان کے ہاتھ چڑھ گیا تو اصل منصوبہ بھی حکومت کی نظروں میں آ جائے گا۔ اس لئے راضی کی فوری موت لازمی ہو گئی ہے" ـــــ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مگر مادام ـــــ راضی کی موت کے بعد ہمیں مشن کے لئے نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا" ـــــ مارکس نے کہا۔

ہو جائے گا ـــــ راضی جیسے بے شمار طالب علم لیڈر مل جائیں " ـــــ مادام نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ چند بعد ہی دوسری طرف سے بارٹلے کی آواز گونجی۔

"یس بارٹلے سپیکنگ ـــــ اوور"۔

"مادام وی بول رہی ہوں ـــــ سنو بارٹلے ـــــ نیو ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ره الف میں ایک طالب علم راضی رہتا ہے ـــــ شوگی سے اس کا حلیہ پوچھ لینا ـــــ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسے موت کے گھاٹ دو ـــــ اس کام میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ اوور" ام نے کہا۔

"بہتر مادام ـــــ میں ابھی وہاں جاتا ہوں ـــــ جیسے ہی وہ مجھے ملا س کی روح جسم سے پرواز کر جائے گی ـــــ اوور" ـــــ بارٹلے نے ے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کام کر کے مجھے فوری رپورٹ دو ـــــ اوور" ـــــ مادام نے کہا۔

"او کے مادام ـــــ اوور" ـــــ بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"مارکس اب تم فوری طور پر جیمس برو کر سے رابطہ قائم کرو اور اس سے دی مانگو ـــــ میں جس قدر جلد ہو سکے سیکرٹ سروس کا خاتمہ چاہتی ہوں"۔ دام نے مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر مادام ـــــ میں ابھی جاتا ہوں ـــــ مجھے معلوم ہے کہ اس کی ہائش ڈان ہوٹل میں ہے ـــــ مجھے یقین ہے کہ میں کامیاب لوٹوں گا"

مارکس نے جواب دیا۔

"اور سنو ——— میک اپ کر کے جانا۔ کیونکہ نہ صرف سیکرٹ سروس چیف نے تمہیں اچھی طرح دیکھ لیا ہے بلکہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی دیکھا ہے" ——— مادام نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ——— ایسا ہی ہوگا ——— مجھے خود احساس ہے" مارکس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے ست باہر نکل گیا۔

مارکس کے باہر جانے کے کچھ دیر بعد تک مادام آنکھیں بند کئے خا بیٹھی رہی۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آگیا کہ اگر وزارت خارجہ کے سیک سر سلطان کو قابو میں کر لیا جائے تو مسئلہ کچھ زیادہ ہی آسانی سے حل ہو ہے۔

مادام کو اپنے شباب اور صلاحیتوں پر پورا اعتماد تھا کہ سر سلطان کتنا ہی بوڑھا اور سنجیدہ آدمی ہوا۔ وہ اسے اپنے دام میں لے ہی آ گی۔ چنانچہ فیصلہ کرتے ہی وہ تیزی سے اٹھی اور ڈریسنگ روم کی ط بڑھتی چلی گئی۔

اس نے آج ہی اخبار میں پڑھا تھا کہ وزارت خارجہ کے سیکرٹ سر سلطان کی زیر صدارت ایک تقریب ہوٹل مالابار میں ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لباس تبدیل کر کے باہر آئی تو واقعی اس کا شباب اچھوں اچھوں کو چت کر دینے کے قابل تھا۔

ٹائیگر عمران سے ہدایت ملتے ہی موٹر سائیکل اٹھا کر تیزی سے ان کالونی کی طرف چل پڑا۔ اس نے حسب دستور چیت لباس پہن رکھا تھا ہرے پر کچھ زیادہ ہی جوش پھیلا ہوا تھا۔

راضی کے سلسلے میں اسے جو ناکامی ہوئی تھی اور جس کا طعنہ عمران نے دیا وہ اس ناکامی کا داغ دھونا چاہتا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ بوستان کالونی میں ل ہو گیا۔ اسے کوٹھی اچھی طرح یاد تھی جس میں اس نے شوگی کو داخل ہوتے ا تھا۔

اس وقت شام کا اندھیرا پھیلتا چلا جا رہا تھا اور ٹائیگر نے رات ہونے کا ظار کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ اس کوٹھی کے گرد ایک چکر لگا کر وہ کالونی کی یٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا کیفے موجود تھا۔ ٹائیگر نے کیفے کے وازے پر موٹر سائیکل روکی اور پھر دروازے کے قریب ہی ایک خالی میز کی ف بڑھ گیا۔ ویٹر کو اس نے کافی لانے کے لئے کہا۔ اس کی نظریں دروازے ے باہر نظر آنے والی کوٹھی نمبر بارہ کے گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ وہی کوٹھی تھی ں میں اس نے شوگی کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

ابھی وہ کافی پی رہا تھا کہ اچانک اس نے کوٹھی کا پھاٹک کھلتے دیکھا دوسرے لمحے ایک ہلکے نیلے رنگ کی کار کوٹھی سے باہر آئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک قوی ہیکل نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے باہر نکل کر کار کا رخ موڑا اور مخالف سمت میں اس کی کار بڑھتی چلی گئی۔ اس کی کار باہر نکلتے ہی پھاٹک خودبخود بند ہو گیا۔

ٹائیگر نے کار کے نمبر ذہن میں محفوظ کر لئے اور اطمینان سے بیٹھا کافی کی چسکیاں لیتا رہا۔ جب اسے وہاں بیٹھے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا تو اس نے اٹھنے کا فیصلہ کیا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ وہی کار ایک بار پھر پھاٹک پر آکر رکی تھی۔ مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا گیا۔ اور پھر پھاٹک کھلتے ہی کار اندر چلی گئی اور پھاٹک بند ہو گیا۔

ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اٹھ کر کاؤنٹر پر کافی کی چار پیالیوں کی رقم ادا کی۔ ویٹر کو چند سکے ٹپ کئے اور کیفے سے باہر آ گیا۔

اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔ پوری کالونی کا راؤنڈ لگا کر وہ اس کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا اس نے ایک گھنے درخت کے تنے کے ساتھ موٹر سائیکل کھڑا کر کے اسے لاک کیا اور پیدل چلتا ہوا کوٹھی کی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کی دیوار خاصی بلند تھی اور دیوار کے اوپر بجلی کی دو تاریں نصب تھیں۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ ان تاروں میں کرنٹ دوڑ رہا ہو گا۔ بہرحال وہ اس کا توڑ جانتا تھا۔ اس لئے دیوار کے پاس پہنچ کر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے نائیلون کی رسی کا ایک گچھا اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس رسی میں جگہ جگہ گانٹھیں سی بنی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس کا دوسرا دیوار کے سرے کی طرف پھینکا جس کے ساتھ ایک فولادی آنکڑہ لگا ہوا تھا۔ آنکڑہ دیوار کی

دوسری طرف جا کر پھنس گیا اور رسی تن گئی۔ ٹائیگر نے زور لگا کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا اور پھر رسی کے سہارے تیزی سے دیوار پر چڑھنے لگا۔ جیسے ہی اس کے ہاتھ دیوار کے سرے پر جمے۔ اس نے اپنے جسم کو ایک مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور اس کا جسم ہوا میں قلابازی کھاتا ہوا ان تاروں کے اوپر سے گزر اور ٹائیگر پیروں کے بل کوٹھی کے پائیں باغ میں جا گرا۔ جیسے ہی اس کے پیر زمین سے ٹکے اس نے تیزی سے اپنے آپ کو اچھالا اور پھر ایک باڑھ کے پیچھے چھپ گیا۔ عمارت کی عقبی سمت تیز روشنی پھینکنے والا ایک بلب جل رہا تھا جس کی وجہ سے تمام ماحول روشن ہو گیا تھا

ٹائیگر چند لمحے باڑھ کے پیچھے خاموش بیٹھا آہٹ لیتا رہا۔ اسے سب سے زیادہ خطرہ کتوں کی طرف سے تھا۔ مگر جب کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو وہ باڑھ کے پیچھے سے نکل کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ عمارت کی عقبی سمت کوئی ایسا پائپ یا کھڑکی نہ تھی جس کے ذریعے وہ چھت پر جاتا۔ اس لئے اس نے سامنے کے رخ سے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر دبے قدموں چلتا ہوا وہ عمارت کے سامنے کے رخ پر پہنچ گیا۔

اس نے پورچ میں دو مسلح نوجوانوں کو ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے ٹہلتا ہوا دیکھا۔ وہ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ ٹائیگر چند لمحے دیوار کے ساتھ کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ اور آگے بڑھنے کے لئے اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا کیونکہ جیسے ہی وہ آگے بڑھتا وہ ان دونوں مسلح آدمیوں کی نظروں میں آ جاتا۔ اس لئے وہ وہیں کھڑا اندر جانے کی کوئی تجویز سوچتا رہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھنے کی کوئی ترکیب کرتا۔ اچانک عمارت کے اندر سے ایک نوجوان عورت باہر نکل کر پورچ میں آ گئی۔ پورچ میں وہ کار

موجود تھی جس پر ٹائیگر نے شوگی کو آتے دیکھا تھا۔ وہ عورت اس کار کی طرف بڑھی۔

"مس شوگی ——— آپ ہوٹل میں کمرہ لینے کے بعد مجھ سے رابطہ ضرور قائم رکھیں ——— اور دوسری بات یہ کہ جیسے ہی پرنس آف ڈھمپ نظروں میں آئے۔ آپ نے براہِ راست کوئی قدم نہیں اٹھانا بلکہ فوری طور پر مجھے اطلاع دینی ہے" ——— اچانک برآمدے میں سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور پھر ٹائیگر نے اسی قوی ہیکل غیر ملکی نوجوان کو برآمدے سے اتر کر اس عورت کی طرف بڑھتے دیکھا۔ یہ آواز اسی مرد کی تھی۔

"ٹھیک ہے بارٹلے ——— میں ایسا ہی کروں گی" ——— اس عورت نے جو یقیناً شوگی ہی تھی مگر اس نے میک اپ کر رکھا تھا، کار کا دروازہ کھولتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— وش یو گڈ لک" ——— بارٹلے نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور شوگی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ دوسرے لمحے اس نے کار موڑ اور کار کا رخ پھاٹک کی طرف موڑ دیا۔ پھاٹک کے قریب ایک اور مسلح نوجوان تھا اس نے پھاٹک کھول دیا اور شوگی کی کار پھاٹک سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"سنو ——— رات کو انتہائی احتیاط سے پہرہ دینا ہے ——— خاص طور پر عقبی سمت میں بھی خیال رکھنا ——— میں کل کتوں کا بندوبست کر لوں گا" بارٹلے نے پہرہ داروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب" ——— پہرے داروں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

اور ٹائیگر یہ سن کر تیزی سے واپس مڑا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا عقبی دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ اس لیے اب مزید کوٹھی

میں رکا رہنا بے سود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب پہرے دار باقاعدگی کے ساتھ عقبی سمت کا راؤنڈ کریں گے اور وہ ان کے وہاں آنے سے قبل ہی کوٹھی سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے اچھل کر دیوار میں پیوست وہ آنکڑہ نکالا اور بجلی کی سی تیزی سے رسی لپیٹنی شروع کر دی۔ رسی لپیٹ کر اس نے آنکڑے والے سرے کو دوبارہ باہر کی طرف اچھال دیا۔ اور پھر جیسے ہی رسی تنی۔ اس نے رسی کے ذریعے دیوار پر چڑھنا شروع کر دیا۔ اور دیوار کے سرے پر ہاتھ جماتے ہی اس نے وہی پہلے والا عمل دوہرایا اور اس کا جسم قلابازی کھا کر دیوار کی دوسری طرف چلا گیا۔

سڑک پر پیر لگتے ہی ٹائیگر اچھلا اور پھر اس نے ایک بار پھر اچھل کر آنکڑے کو نکال کر رسی لپیٹنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد رسی کا گچھا اس کی جیب میں پہنچ گیا۔ اور وہ تیزی سے اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ شوگی کی کار کو وہاں سے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے مگر اسے یقین تھا کہ وہ اسے تلاش کر لے گا۔ کیونکہ بارٹلے کے مطابق شوگی نے کسی ہوٹل میں ہی قیام کرنا تھا۔

چنانچہ چند لمحوں بعد اس کی موٹر سائیکل شہر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر اس نے شہر کے اچھے ہوٹلوں کی پارکنگ چیک کرنی شروع کر دی۔ اور تیسرے ہوٹل کی پارکنگ میں اسے شوگی کی کار کھڑی ہوئی نظر آ گئی۔ ٹائیگر نے اپنی موٹر سائیکل ایک طرف روکی۔ اور تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہال میں اس وقت خاصی گہما گہمی تھی مگر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"فرمایئے" ——— کاؤنٹر گرل نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا

"ایک سنگل روم چاہیئے" ——— ٹائیگر نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوسری منزل پر کمرہ نمبر بارہ خالی ہے ——— کرایہ ایک سو روپے روزانہ" کاؤنٹر گرل نے کی بورڈ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— فی الحال دو روز کے لئے بک کر دو" ——— ٹائیگر نے کہا اور جیب سے سو سو کے دو نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔ کاؤنٹر گرل نے نوٹ اٹھا کر دراز میں ڈالے اور نچلے خانے سے رجسٹر نکال کر کاؤنٹر پر رکھا اور اسے کھول کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا

"اس پر اپنا نام و پتہ لکھ دیجئے" ——— کاؤنٹر گرل نے بال پوائنٹ ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے اپنا نام و پتہ لکھنے سے پہلے اوپر والے خانے پر نظریں دوڑائیں۔ اسے یقین تھا کہ مس شوگی کے بعد وہی کمرہ لے رہا ہو گا۔ اس خانے میں مس شاملی لکھا ہوا تھا اور اس کا کمرہ بھی دوسری منزل پر تھا۔ کمرے کا نمبر انیس تھا۔

ٹائیگر نے اپنا فرضی نام و پتہ لکھ کر اپنے دستخط کئے اور پھر کاؤنٹر گرل سے کمرے کی چابی لے کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی لفٹ دوسری منزل پر رکی وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

اسی لمحے اس نے شوگی کو کمرہ نمبر انیس سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ شوگی نے ایک اچٹتی نظر ٹائیگر پر ڈالی اور پھر اپنے کمرے کو لاک کر کے لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ ٹائیگر اس کی طرف توجہ کئے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھتا

لاگیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اور ایک نظر اندر کا جائزہ لینے کے بعد ہ بھی باہر نکل آیا۔ اس نے کمرہ لاک کیا اور تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ وگی کو نگاہ میں رکھنا چاہتا تھا۔

جب وہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچا تو اس نے یہ دیکھ کر ایک طویل انس لی کہ شوگی ہال میں ایک میز پر اکیلی بیٹھی ہوئی تھی اور ایک ویٹرس اس کے امنے کھانے کے برتن رکھ رہی تھی۔

ٹائیگر بھی خاموشی سے ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اب ظاہر ہے ہ بھی کھانا کھانے کے علاوہ اور کیا کر سکتا تھا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ کھانا کھانے کے بعد عمران کو اس بارے میں رپورٹ کرے گا۔

عمران غنڈے کے میک اپ میں اپنے فلیٹ سے نکلا تو اس نے سیدھا ٹاپ ہلز ہوٹل کا رخ کیا۔

ٹاپ ہلز ہوٹل دراصل دارالحکومت سے بیس میل دور ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع تھا۔ اس ہوٹل کا مالک ایک شخص مارٹن تھا۔ جسے مارٹن کنگ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ وہ نامی گرامی غنڈہ ہونے کے ساتھ ساتھ منشیات کا بہت بڑا سمگلر تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس غنڈوں کی ایک ایسی فوج تھی جو کرائے پر لوگوں کے ناجائز کام کرتے تھے۔

یہ ہوٹل ابھی حال ہی میں کھولا گیا تھا اور عمران نے اس بارے میں کئی باتیں سن رکھی تھیں مگر مصروفیت کی وجہ سے وہ کبھی اس طرف نہیں جا سکا تھا۔ آج فلیٹ میں بیٹھے بیٹھے اسے خیال آگیا کہ مادام وی گینگ، آج تک قتل و غارت میں براہ راست ملوث نہیں ہوا مگر اب سیکرٹ سروس سے براہ راست مقابلے کی وجہ سے وہ یقیناً مقامی غنڈوں کی امداد حاصل کرنے کے بارے میں سوچیں گے اور عمران کے نقطہ نظر سے وی گینگ نے اس بارے میں مارٹن کنگ کا انتخاب کرنا ہے کیونکہ ایسے کاموں میں مارٹن کنگ کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ اور پھر یہ کہ مارٹن غیر ملکی تھا جس نے اب یہاں کی شہریت اختیار کر رکھی

تھی اور عمران جانتا تھا کہ غیر ملکی ملزم کسی غیر ملکی پر مقامی کی نسبت زیادہ اعتماد کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے مارٹن کنگ سے ٹکرا کر اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ یوں تو مارٹن جیسے غنڈے سے اکیلے ٹکرانا اور وہ بھی ایسی حالت میں جبکہ وہ ابھی ابھی ہسپتال سے فارغ ہو کر آیا ہو بلکہ دوسرے لفظوں میں موت کے منہ سے نکلا ہو، ایک حماقت آمیز اقدام محسوس ہوتا تھا مگر ظاہر ہے فیصلہ کرنے والا عمران تھا۔ انتہائی عجیب و غریب شخصیت چنانچہ اس نے آرام کرنے کی بجائے ایک انتہائی کٹھن کام کا فیصلہ کر لیا تھا اور ویسے بھی عمران اپنے آپ کو بالکل چاق و چوبند محسوس کر رہا تھا۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی نیم بے ہوشی کی کیفیت سیکرٹ سروس کے موت کے منہ میں جانے کا سن کر ہی یکدم کافور ہو گئی تھی۔

عمران نے ٹیکسی روکی اور پھر اسے ٹاپ ہلز ہوٹل کی طرف چلنے کے لئے کہا ڈرائیور نے ایک نظر عمران کے چہرے پر ڈالی اور دوسرے لمحے سہم کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

عمران کا چہرہ واقعی اتنا خوفناک تھا کہ اس کو دیکھتے ہی عام آدمی کو جھرجھری سی آجاتی تھی۔

"گھبراؤ مت ـــــ پورا کرایہ دوں گا" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اس نے ٹیکسی ڈرائیور کی جھجک محسوس کر لی تھی۔

"حم ـــــ مہربانی جناب ـــــ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں" ـــــ ٹیکسی ڈرائیور نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تو بڑے بچے پیدا کیا کرو ناں ـــــ کیوں چھوٹے پیدا کرتے ہو"

عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا مگر لہجہ بدستور غنڈوں جیسا تھا۔

"جج ۔۔۔۔ جی ۔۔۔۔۔۔!! ڈرائیور سے کوئی بات نہ بن سکی تو وہ جی جی کر کے خاموش ہو گیا۔ ویسے بھی ڈرائیور اس خوفناک شکل والے غنڈے سے الجھنا نہ چاہتا تھا۔

"کیا جی۔ جی لگا رکھی ہے تم نے ۔۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور ہو یا بھیڑ کے بچے ہو"۔۔۔۔ عمران بدستور اسے چھیڑ رہا تھا۔

"جناب اب آپ سے کیا بحث کروں"۔۔۔۔ ڈرائیور نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا ۔۔۔۔ تو تم بحث بھی کر لیتے ہو ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کرایہ پر بحث کرو گے مجھ سے"۔۔۔۔ عمران نے لہجے کو اور زیادہ کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"نہ ۔۔۔۔ نہیں جناب ۔۔۔۔ آپ کی مہربانی ہو گی ۔۔۔۔ جو دے دیں گے لے لوں گا"۔۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔۔۔۔ دیکھوں گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ٹاپ ہلز ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ ڈرائیور نے مین گیٹ کے سامنے ٹیکسی روک دی۔

عمران دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے بڑی بے نیازی سے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف اچھال دیا اور خود تیزی سے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

ٹیکسی ڈرائیور ایک لمحے کے لئے پھٹی پھٹی آنکھوں سے بڑے نوٹ کو

دیکھتا رہا۔ اسے شاید یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی غنڈہ اتنا بڑا نوٹ بطور کرایہ دے سکتا ہے۔ اب تک اس کا تجربہ تو یہی تھا کہ یہ غنڈے بہت رحم دل ہوں تو ٹیکسی ڈرائیور کو لوٹنے کی بجائے بس مفت سفر کر لیتے ہیں۔

بہرحال یہ حقیقت تھی اور ٹیکسی ڈرائیور نے دوسرے لمحے تیزی سے گاڑی بھگا دی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اس غنڈے کا ارادہ نہ بدل جائے اور جب تک عمران مین گیٹ تک پہنچا ٹیکسی کمپاؤنڈ سے باہر جا چکی تھی۔

مین گیٹ پر ایک دربان موجود تھا جس نے بظاہر بڑی صاف ستھری وردی پہن رکھی تھی مگر اس کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ طبقہ شرفا میں سے نہیں ہو سکتا۔

"فرمائیے"۔۔۔۔ دربان نے عمران کو مین گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر کرخت لہجے میں پوچھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو اندر نہ جانے دے گا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ایک چٹاخ کی آواز سے برآمدہ گونج اٹھا۔

عمران کا تھپڑ دربان کے چہرے پر کچھ اتنی قوت سے پڑا تھا کہ وہ لحیم شحیم دربان اچھل کر دو فٹ دور فرش پر جا گرا تھا۔

عمران تھپڑ مار کر بڑی بے نیازی کے عالم میں دروازہ کھول کر ہال میں داخل ہو گیا۔ ٹاپ ہلز ہوٹل کا ہال دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس وسیع و عریض ہال کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ اس وقت یہ اعلیٰ طبقے کے افراد سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف مترنم قہقہے ابھر رہے تھے۔ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہی تھی۔ خوبصورت اور نیم عریاں ویٹریس تتلیوں کی طرح ہال میں اڑتی پھر رہی تھیں۔

ہال کے شمالی حصے میں ایک وسیع و عریض کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے دائیں بائیں دو خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں جو گاہکوں سے نپٹ رہی تھیں جبکہ وہ لمبا تڑنگا نوجوان وہاں کھڑ صرف ان کی نگرانی کر رہا تھا۔

عمران جیسے ہی ہال میں داخل ہوا۔ اس لمبے تڑنگے نوجوان کی آنکھوں م حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اسے شا یقین نہیں آرہا تھا کہ دربان نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی ہے اس کا ہاتھ تیزی سے کاؤنٹر کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کی طرف بڑھ گیا

عمران ایک لمحے کے لئے ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر تیزی سے کاؤنٹر ک طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے دربان تیزی سے دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کا چ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ مگر جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوا، کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے باہر جانے کے لئے کہا ا دربان خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر پر پہنچا۔ لحیم شحیم نوجوان اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"وہ مارٹن کنگ کا بچہ کہاں ملے گا" ——— عمران نے چھٹے ہوئے غنڈوں کے لہجے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس راہداری میں چلے جائیے ——— آخری کمرے میں باس موجود ہو گا" ——— لحیم شحیم نوجوان نے بڑے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہ مگر عمران کو اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی طنزیہ مسکراہٹ صاف نظر آگئی۔

عمران سمجھ گیا کہ وہ ہال میں کوئی ہنگامہ نہیں کرنا چاہتے۔ اسے یقین تھا ک

رے میں اس کا استقبال کرنے کے لئے غنڈے موجود ہوں گے۔

"اسے یہیں بلاؤ ——— اسے کہو کہ راج نگر سے فیروز آیا ہے۔ سمجھے" ان نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— آپ کو شاید علم نہیں کہ باس کئی دنوں سے بیمار ہے۔ وہ چل یں سکتا ——— اس لئے مجبوری ہے ——— آپ کو اس کے کمرے میں جانا پڑے ——— لحیم شحیم نوجوان نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے با دیا۔

"اچھا ——— یوں ہی سہی ——— مگر یاد رکھنا فیروز کے سامنے جھوٹ والا دوبارہ زبان چلانے کے قابل نہیں رہتا" ——— عمران نے کندھے تے ہوئے کہا۔

اور پھر تیزی سے اس راہداری کی طرف بڑھ گیا ——— جدھر اس نوجوان ہا تھا۔

اس کے کاؤنٹر سے ہٹتے ہی نوجوان نے ایک اور بٹن دبایا۔ یہ اس بات ارہ تھا کہ شکار ان کی طرف آنے کے لئے چل پڑا ہے۔

نوجوان کو یقین تھا کہ اب یہ غنڈہ اپنے پیروں سے چل کر واپس نہ آ ا۔ اس لئے وہ بٹن دبا کر مطمئن ہو گیا تھا۔

عمران نپے تلے قدم اٹھاتا تیزی سے راہداری سے گزرتا ہوا اس کمرے کی بڑھتا چلا گیا۔ جس میں بقول کاؤنٹر کلرک کے مارٹن کنگ موجود تھا۔ زہ بند تھا۔ عمران نے پوری قوت سے دروازے پر دستک دی۔ دوسرے ردازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا اور ایک غنڈے کی شکل دکھائی دی۔

"کیا بات ہے" ——— اس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔ مگر دوسرے

لمحے عمران نے پوری قوت سے اس کے سر پر ٹکر ماری اور وہ غنڈہ چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا۔ اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں چار غنڈے ایک میز کے گرد بیٹھے تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ دروازہ کھولنے والے غنڈے کی چیخ سن کر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھے اور پھر عمران کو یوں اچھل کر اندر آتے دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک گئے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ ٹکر کھا کر گرنے والا غنڈہ بھی اب تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"خبردار ۔۔۔ جس نے موت خریدنی ہے وہی آگے بڑھنے کی ہمت کرے۔ میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ۔۔۔ میں صرف مارٹن سے ملنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے بڑے کرخت لہجے میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔۔ تمہاری یہ جرات کہ تم ہمارے ہی کمرے میں آ کر ہمیں للکارو" ایک غنڈے نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سرخی آ گئی تھی

"تمہاری مرضی ۔۔۔ اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو تمہارا مقدر"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو جاکی ۔۔۔ اسے میں سیدھا کرتا ہوں ۔۔۔ تم اپنے ہاتھوں کو تکلیف نہ دو"۔۔۔ ایک اور غنڈے نے آگے بڑھنے والے غنڈے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اسے میں خود ٹھیک کروں گا ۔۔۔ تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے ۔۔۔ کہیں یہ نہ سوچے کہ اکیلے کو دیکھ کر سب ٹوٹ پڑے" جاکی نے طنزیہ انداز میں کہا اور باقی غنڈے خاموشی سے پیچھے ہٹ گئے

"اوہ ۔۔۔ تو تم جاکی ہو"۔۔۔ عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں ۔۔۔ کیا ہوا ۔۔۔ صرف نام سن کر ہی چیں بول گئے"۔۔۔ جاکی نے سینہ تانتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ بات نہیں ۔۔۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر تم جاکی ہو تو یہ سب تمہارے گھوڑے ہوئے ۔۔۔ مگر ہیں یہ سب تانگوں میں جتنے کے قابل ۔۔۔ اس لئے تمہارا نام جاکی کی بجائے کوچوان ہونا چاہیئے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو"۔۔۔ جاکی کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے عمران پر ٹانگ لگا دی۔ اس کا انداز بڑا جچا تلا تھا۔ اس کے دونوں بازو کھلے ہوئے تھے۔ جیسے وہ عمران کو ادھر ادھر ہٹنے کا موقع نہ دینا چاہتا ہو۔ اور عمران اپنی جگہ سے ہٹا بھی نہیں۔

جیسے ہی جاکی ہوا میں اڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔ عمران تیزی سے نیچے جھک گیا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور جاکی جو گھٹنا مارے عمران کو ضرب لگانا چاہتا تھا۔ اچانک اچھل کر پوری قوت سے پچھلی دیوار سے ٹکرایا اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ وہ کسی توپ کے گولے کی طرح دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ بڑھا کر دیوار سے اپنے آپ کو ٹکرانے سے بچانے کی کوشش کی تھی۔ مگر عمران نے اتنی قوت سے اسے اچھالا تھا کہ وہ نہ چاہنے کے باوجود بھی نہ سنبھل سکا اور ایک زوردار دھماکے سے اس کا سر سنگی دیوار سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے وہ

ہاتھ پیر ڈھیلے کر کے فرش پر آگرا۔ اس کی کھوپڑی دیوار سے ٹکرا کر کئی حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔

جاکی کے مرتے ہی باقی چاروں غنڈے ایک لمحے کے لئے ششدر کھڑے رہے۔ مگر دوسرے لمحے وہ یوں اچھلے جیسے ان کے پیروں میں سپرنگ لگ گئے ہوں۔ ان کے چہرے غصے سے بگڑ گئے اور وہ تینوں اطراف سے تیز سے عمران کی طرف بڑھنے لگے۔

عمران بڑے اطمینان سے کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔ کمرہ چونکہ خاصا بڑا تھا اس لئے عمران تک پہنچنے میں انہیں چند منٹ لگ ہی جاتے۔ چونکہ وہ چاروں خالی ہاتھ تھے اس لئے عمران نے بھی کوئی ہتھیار نکالنے کی کوشش نہ کی۔ وہ چاروں قدم بڑھاتے آگے چلے آئے۔ ان کے ہاتھ آگے کو اٹھے ہوئے تھے اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ عمران کے قریب آ کر ان چاروں نے بیک وقت عمران پر حملہ کر دیا۔

مگر جیسے ہی ان چاروں کے پنجے زمین سے اٹھے۔ عمران نے ایک زور جست لگائی اور وہ ان کے سروں کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ چاروں تیزی سے مڑے۔

مگر عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آ چکے تھے۔ عمران کا ایک ہاتھ پوری قوت سے ایک غنڈے کی گردن پر پڑا اور گردن کی ہڈی چٹخنے کی آواز کمرے میں گونج اٹھی جبکہ دوسرے ہاتھ کی ضرب دوسرے کی پسلیوں پر پوری قوت سے پڑی کہ وہ اوغ کی آواز نکالتا ہوا وہیں فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ دونوں ہی بے کار ہو چکے تھے۔ باقی دو اپنے ساتھیوں کا یہ حشر دیکھ کر اچھ

پیچھے ہٹ گئے۔

اب ان کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات تھے اور پھر عمران نے ایک سانس لیا کیونکہ ان دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے چاقو نکال لیے ان کے چاقو پکڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ چاقو کے استعمال میں مہارت ہیں۔ مگر عمران کے چہرے پر وہی سکون تھا۔ وہ دونوں ہاتھ پہلوؤں پر انہیں آگے بڑھتا دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں چاقو تھامے زخمی چیتے کے سے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے جیسے ہی وہ قریب آئے ان دونوں نے بیک وقت منہ سے خوفناک آوازیں لتے ہوئے عمران پر حملہ کر دیا۔ دو اطراف سے چاقو بجلی کی سی تیزی سے ن کی طرف بڑھے۔

اس بار عمران کا بچ نکلنا ناممکن نظر آ رہا تھا۔ مگر جیسے ہی چاقو عمران کے کے قریب پہنچے۔ عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور دوسرے اس کے دونوں ہاتھ ان دونوں کی کلائیوں پر جم گئے اور اس کے ساتھ عمران نے اپنے جسم کو قدرے آگے کی طرف جھکاتے ہوئے اپنے دونوں وؤں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور وہ دونوں چیخ مارتے ہوئے قلابازیاں کر عمران کے پیچھے فرش پر جا گرے۔ چاقو ان کے ہاتھوں سے نکل کر فرش گرے تھے۔ عمران جھٹکے سے مڑ گیا۔ وہ دونوں فرش پر پڑے اپنے وؤں کو بری طرح جھٹک رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں کے جوڑ کلائیوں سے ر چکے تھے۔

"میں نے تو کہا تھا کہ میں صرف مارٹن سے ملنا چاہتا ہوں اور تمہارے تھ کوئی دشمنی نہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں انہیں دیکھتے

ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے اچانک کمرے میں ایک آواز گونجی۔

"گڈ شو مسٹر ——— تمہارے لڑنے کا انداز مجھے پسند آیا ہے ——— مارٹن بول رہا ہوں۔"

"تو پھر اپنا جلوہ دکھاؤ نا ——— کیا خواجہ سراؤں کی طرح حرم سرا میں دبکے بیٹھے ہو"——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— خاصے جیالے ہو ——— ورنہ مارٹن سے بات کرتے ہوئے اچھے اچھوں کو پسینہ آجاتا ہے"——— مارٹن کنگ کے لہجے میں تحسین تھی۔

"ان کے جسموں میں گرمی زیادہ ہو گی ——— میں تو بڑی ٹھنڈی طبیعت کا آدمی ہوں"——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— کے ——— میرا آدمی تمہیں لینے کے لئے آرہا ہے ——— میں اب اپنے اصول توڑ کر تم سے براہ راست ملاقات کروں گا"——— مارٹن کی آواز ابھری۔

اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز آئی جیسے کوئی سوئچ آف کر دیا گیا ہو۔

عمران کی نظریں کمرے کے درمیان لگے ہوئے ایک چوکھٹے پر رک گئیں جس سے نیلے رنگ کی ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اسی الٹرا بلیو روشنی کی مدد سے اس کمرے کا منظر مارٹن کنگ سکرین پر دیکھ رہا ہو گا۔

وہ خاموش کھڑا مارٹن کے آدمی کا انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی لیم شحیم کاؤنٹر مین کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں موجود غنڈوں کی حالت

لراس کے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا ہو گئے

"ک ک ——— کیا تم نے ہی ان کا یہ حشر کیا ہے"——— آنے والے کے لہجے میں حیرت کی وجہ سے لڑکھڑاہٹ آگئی تھی۔

"میں نے تمہیں ایک بات کہی تھی ——— یاد ہے تمہیں"——— عمران اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ک ک ——— کون سی بات"——— آنے والا عمران کے لہجے پر گھبرا شاید ——— اتنے نامی غنڈوں کا حشر دیکھ کر اس پر خوف غالب آگیا

"یہ کہ ——— میرے سامنے جھوٹ بولنے والا دوبارہ زبان ہلانے قابل نہیں رہتا"——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم ——— میں باس کے حکم سے مجبور تھا"——— آنے والے نے سہمے ہوئے انداز میں دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"چلو ——— تمہاری مجبوری دیکھتے ہوئے معاف کر دیتا ہوں۔ اب مجھے مارٹن کے پاس لے چلو"——— عمران نے خوفزدہ دیکھتے ہوئے اسے مزید ڈرانا چھوڑ دیا۔

"ہاں ——— آؤ ——— میں اسی لئے آیا ہوں"——— آنے والے نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ عمران بڑے اطمینان سے ہوا اس کے پیچھے کمرے سے باہر آگیا۔

کمرے میں موجود زخمی اسے بڑی کینہ توز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ نہ ہی انہوں نے کوئی حرکت کی اور نہ ہی وہ کچھ بولے۔

عمران اس کاؤنٹر مین کے پیچھے چلتا ہوا اسی راہداری کے ایک اور

کمرے میں داخل ہوا۔ پھر کاؤنٹر مین نے کمرے کا دروازہ بند کر کے ایک خفیہ بٹن دبایا اور کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد جب فرش ساکت ہوا تو سامنے دیوار میں ایک دروازہ کھل گیا۔

اب سامنے ایک طویل راہداری تھی جس میں جگہ جگہ سٹین گنوں سے مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"اوہ ——— بڑا انتظام کر رکھا ہے تمہارے باس نے" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں ——— وہ واقعی کنگ ہے ——— جس کی سلطنت پوری دنیا میں موجود زیر زمین لوگوں پر پھیلی ہوئی ہے" ——— کاؤنٹر مین نے خوشامدانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں" ——— عمران نے کہا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اس کیس سے نپٹنے کے بعد مارٹن کنگ سے بھی دو دو ہاتھ کرنے پڑیں گے وہ ایسے لوگوں کا اپنے ملک میں وجود برداشت نہ کر سکتا تھا۔

راہداری سے گزر کر وہ ایک بند دروازے پر رک گئے۔ اس دروازے کے باہر دو مسلح دربان بڑے "چوکنے" انداز میں کھڑے تھے۔

"اس نوجوان کو اندر بھیج دو" ——— دروازے کے اوپر لگے ہوئے ڈبے میں سے آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔

عمران تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے چمڑے کی خوبصورت ریوالونگ چیئر پر ایک لحیم شحیم غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا ——— اس کے چہرے پر بھی

زخموں کے بے شمار نشان تھے۔ آنکھیں چہرے کی مناسبت سے چھوٹی مگر ہیروں کی طرح جگ مگ جگ مگ کر رہی تھی۔ سر پہ سفید رنگ کے گھنگھریالے بال تھے۔ اس کا جسم خاصا سڈول اور ٹھوس معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کے چاروں کونے میں سٹین گنوں سے مسلح چار افراد بت بنے کھڑے تھے۔

"آؤ بیٹھو جیالے ——— کیا نام ہے تمہارا" ——— مارٹن کنگ نے سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام فیروز ہے ——— اور میں راج نگر سے آیا ہوں"۔ عمران نے بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم جیسا جیالا راج نگر میں موجود تھا اور مجھے اطلاع نہیں دی گئی ——— بہرحال بتاؤ ——— تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے"۔ مارٹن نے کہا۔

"مجھے کام چاہیئے ——— مگر یہ سن لو کہ کام کیا ہونا چاہیئے ——— میں کسی بین الاقوامی تنظیم سے منسلک ہونا چاہتا ہوں ——— ایسی تنظیم جس کے ہاتھ بہت وسیع ہوں ——— مگر کسی اچھی پوزیشن پر" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ——— پرواز تو بڑی اونچی ہے ——— مگر تم میں اتنا دم نظر نہیں آتا" ——— مارٹن نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

"مگر دوسرا لمحہ شاید اس کی زندگی کا سب سے حیرت انگیز لمحہ ثابت ہوا کیونکہ عمران یوں کرسی سے اچھلا جیسے کرسی کے گدے میں سے سپرنگ نکل آئے ہوں اور پلک جھپکنے میں وہ قلابازی کھاتا ہوا مارٹن کی کرسی کے پیچھے پہنچ گیا۔

دوسرے لمحے مارٹن کی گردن اس کے طاقتور بازوؤں میں جکڑی ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ میں موجود خنجر اس کی پسلیوں کو چھو رہا تھا۔ مارٹن کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔

وہ شاید کسی انسان سے اس قدر تیزی اور پھرتی کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ کونوں میں کھڑے ہوئے سٹین گن بردار بھی حرکت نہ کر سکے۔ وہ آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں وہ حقیقت بھی ہے یا نہیں۔

"خبردار ——— اپنے آدمیوں کو کہو کہ حرکت نہ کریں ورنہ تمہاری گردن توڑ دوں گا" ——— عمران نے مارٹن کی گردن پر بازو سے دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

ایک لمحے کے لئے مارٹن نے دونوں ہاتھوں سے عمران کا بازو پکڑ کر اسے جھٹکنا چاہا۔ مگر عمران نے پوری قوت سے بازو کو جھٹکا دیا اور مارٹن کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا چہرہ بگڑ گیا۔

"ٹھٹ ——— ٹھہرو ——— تم کیا چاہتے ہو" ——— مارٹن نے اپنا ہاتھ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر عمران نے ہلکا سا دباؤ اور ڈال دیا تو اس کی گردن ٹوٹ جائے گی۔ اس کا سانس رک رک کر آنے لگا تھا۔

"اپنے آدمیوں کو باہر بھیج دو" ——— عمران نے کہا اور مارٹن نے ہاتھ کا اشارہ کر دیا اور چاروں سٹین گن بردار کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے جانے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے مارٹن کو چھوڑا اور دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

مارٹن اب تیزی سے اپنی گردن مسل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تدریج
ـے کے آثار ابھر رہے تھے۔

"یہ صرف میں نے تمہیں اپنی صلاحیتوں کا ایک نمونہ دکھایا ہے" ——— عمران
اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"واقعی ——— تم میں میرے تصور سے بھی زیادہ صلاحیتیں ہیں ———
گی میں پہلی بار میں نے اپنے آپ کو بے بس محسوس کیا ہے ——— مجھے
ـا ہے کہ میں ایک ایسے آدمی سے مل رہا ہوں جو انتہائی پھرتیلا اور چالاک
ـے ——— میں خلوص کے ساتھ تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں"۔
مارٹن نے کہا اور پھر اس نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔
ـن نے بھی بڑے پرخلوص انداز میں اس سے ہاتھ ملایا۔

"دوست ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم میرے ساتھ شامل ہو جاؤ۔
ـن کرو تم جو چاہتے ہو ——— تمہیں مل جائے گا" ——— مارٹن نے کہا اور
ـے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے
دازہ کھلا اور ایک شخص نے اندر جھانکا۔

"میرے دوست کے لئے قیمتی ترین شراب لاؤ" ——— مارٹن نے جھانکنے
ـے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھہرو ——— صرف سادہ پانی لاؤ ——— میں شراب نہیں پیتا"۔
ـران نے کہا۔

"ارے ——— کمال ہے ——— اچھا پانی لاؤ اور چائے بھی" ——— مارٹن
ـے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا اور آنے والا واپس چلا گیا

"میری پیشکش کے متعلق کیا خیال ہے دوست" ——— مارٹن نے پوچھا

"مجھے افسوس ہے مارٹن ـــــ میں اب محدود ہو کر نہیں رہ سکتا" ـــــ عمران نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"مگر بین الاقوامی تنظیمیں تو اتنی آسانی سے کسی کو ممبر نہیں بناتیں ـــــ مافیا تنظیم کا مقامی سربراہ جیمس بروکر میرا واقف ہے ـــــ اگر تم کہو تو میں اس سے بات کروں" ـــــ مارٹن نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ـــــ مافیا تنظیم صرف منشیات تک محدود ہے ـــــ میں کسی ایسی تنظیم میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ جس کا دائرہ کار وسیع ہو ـــــ جیسے حکومتوں کا تختہ الٹنا وغیرہ" ـــــ عمران آہستہ آہستہ اپنے اصل موضوع پر آتا جا رہا تھا۔

"میری نظر میں فی الحال ایسی کوئی تنظیم نہیں" ـــــ مارٹن نے جواب دیا اس کے لہجے میں سچائی کا عنصر غالب تھا۔

"میں نے راج نگر میں سنا تھا کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم جسے وی گینگ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ـــــ اس ملک میں کام کر رہی ہے" ـــــ آخر کار عمران نے پتہ پھینک ہی دیا۔

"وی گینگ ـــــ تمہارا مطلب ہے ـــــ مادام وی کی تنظیم" ـــــ مارٹن نے کرسی سے دو فٹ اچھلتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو صرف نام سنا ہے ـــــ باقی تفصیلات کو تو مجھے علم نہیں" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ اگر ایسی بات ہے تو پھر انتہائی خوفناک بات ہے ـــــ میں اس تنظیم کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ یہ دنیا کی انتہائی خوفناک تنظیم ہے جو حکومتوں کے تختے الٹنے کا ہی کام کرتی ہے ـــــ مگر ایک مسئلہ

ہے ـــــ یہ تنظیم بالکل زیرزمین کام کرتی ہے ـــــ قتل و غارت میں ملوث نہیں ہوتی" ـــــ مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مگر اس ملک میں اسے ایسا کرنا ہی پڑے گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"وہ کیوں" ـــــ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں کی سیکرٹ سروس دنیا کی خوفناک ترین تنظیم ہے ـــــ میں بھی برٹ سروس کے ایک رکن کا شاگرد ہوں ـــــ اسی نے مجھے تربیت دی تھی۔ ن کا خیال تھا کہ وہ اپنے باس سے سفارش کر کے مجھے سیکرٹ سروس میں امل کرا دے گا۔ مگر اچانک وہ ایک حادثے کا شکار ہو گیا" ـــــ عمران نے اب دیا۔

"اوہ ـــــ تمہاری بات درست ہے ـــــ مجھے بھی اطلاعات ملی ں کہ فی الحال سیکرٹ سروس سے میرا ٹکراؤ نہیں ہوا۔ اگر ایسی بات تو جیمس بروکر کو اس تنظیم کے بارے میں ضرور معلومات ہوں گی۔ وی نگ کے متعلق جیمس بروکر نے ہی مجھے بتایا تھا ـــــ وی گینگ کا نمبر ٹو بس کسی زمانے میں جیمس بروکر کے ساتھ مافیا میں کام کرتا تھا" ـــــ مارٹن جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو ن نے چائے کے کپ بڑے احترام سے ان دونوں کے سامنے رکھ دیئے ر ایک گلاس پانی کا بھی ساتھ ہی رکھ دیا۔ اور پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا باہر نکل یا۔ عمران نے پانی کا گلاس اٹھایا اور ایک ہی سانس میں خالی کر دیا۔

مارٹن نے میز کی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر ہر نکال لیا۔ اس نے بڑی تیزی سے اس میں ایک فریکوئنسی سیٹ کی اور

پھر اس کا بٹن دبا دیا ——— عمران بڑے اطمینان سے چائے کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گیا۔

"ہیلو ——— مارٹن کنگ سپیکنگ ——— اوور" ——— ٹرانسمیٹر پر موجود سبز بلب جلتے ہی مارٹن نے اپنی مخصوص کرخت آواز میں کہا۔

"یس ——— جیمس بروکر سپیکنگ ——— اوور" ——— دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بروکر ——— ! مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارا دوست مارکس آجکل یہاں موجود ہے ——— اوور" ——— مارٹن نے حتی الوسع لہجے کو نرم بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— کیوں ——— اوور" ——— دوسری طرف سے بروکر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ وہ شاید مارٹن کی مارکس میں دلچسپی کو سمجھ نہ سکا تھا۔

"تو اس کا مطلب ہے ——— مادام وی بھی یہاں موجود ہے" ——— مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ان باتوں سے آخر مطلب کیا ہے" ——— جیمس بروکر نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ناراض نہ ہو دوست ——— میرا کوئی خاص مطلب نہیں ——— میرے پاس مادام وی کے لئے ایک قیمتی تحفہ موجود ہے ——— اگر تم چاہو تو میری طرف سے اسے مادام وی کے سامنے پیش کر دو" ——— مارٹن نے جان بوجھ کر مبہم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران بھی اس کے اس انداز پہ زیرِ لب مسکرا دیا۔

"تحفہ ——— کیسا تحفہ ——— واضح بات کرو مارٹن ——— اوور" ———

جیمس بروکر نے اس بار کافی تلخ لہجے میں کہا۔

"بات یہ ہے جیمس ——— میرا ایک دوست ہے فیروز ——— وہ کبھی یہاں کی سیکرٹ سروس سے متعلق رہا ہے ——— انتہائی تیز صلاحیتوں کا مالک ہے ——— میں نے اسے مشورہ دیا ہے کہ وہ کسی بین الاقوامی تنظیم سے منسلک ہو جائے۔ چنانچہ اس نے خود ہی وی گینگ کا ذکر کیا چنانچہ میں نے تمہیں کال کر لیا ——— اوور" ——— مارٹن نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تم جانتے ہو کہ وی گینگ کسی غیر متعلق شخص کو اپنا ممبر نہیں بناتا۔ البتہ تم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس سے متعلق رہا ہے اس سے مجھے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے ——— ہو سکتا ہے کہ فیروز وی گینگ کی نظروں میں آجائے ——— اسے تم میرے پاس بھیج دو۔ اوور" جیمس نے جواب دیا۔

"اچھا بھیج تو دیتا ہوں ——— مگر خیال رکھنا بڑا تیز آدمی ہے کہیں اپنی گردن نہ تڑوا بیٹھنا ——— اوور" ——— مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ——— تم نے مجھے اپنی طرح بدھو سمجھ رکھا ہے ——— اوور" جواب میں جیمس نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور مارٹن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"تمہاری چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو ——— میں تو ویسے بھی چائے نہیں پیتا ——— میرا خیال ہے تمہارا کام بن جائے گا ——— تم ڈان ہوٹل میں جیمس بروکر سے مل لو اسے میرا نام لینا ——— وہ تم سے پورا تعاون کرے گا" ——— مارٹن نے جواب دیا۔

"یہ جیمس برڈکر کب سے یہاں ہے" ——— عمران نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"ابھی حال ہی میں آیا ہے ——— اچھا دوست ——— جب بھی تمہیں میری ضرورت پڑے ——— آنکھیں بند کر کے آواز دے دینا ——— تم نے مجھے بے پناہ متاثر کیا ہے" ——— مارٹن نے کرسی سے اٹھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ——— عمران نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔



مادام جب ہوٹل مالابار پہنچی تو ہوٹل کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف ں کے دستے پہرہ دے رہے تھے اور داخلہ بذریعہ کارڈ تھا۔

جب مادام وہی ہوٹل کے مین گیٹ پر پہنچی تو دربان نے کارڈ طلب کر لیا۔

"اوہ ——— کارڈ ——— ارے وہ تو میں گھر بھول گئی" ——— مادام وہی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں میڈم ——— آپ مینیجر سے مل کر نیا کارڈ ایشو کرا لیں" بان نے اس کے اعلیٰ لباس، خوبصورتی اور لمبی چوڑی کار سے مرعوب تے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ——— مادام وی نے دربان پر مسکراہٹ کے پھول برساتے ہوئے کہا۔ اور دربان بے چارہ اور بھی زیادہ مرعوب ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر بڑے ادب سے دروازہ کھولا اور مادام وی اندر داخل ہو گئی۔

اندر جانے کے بعد ظاہر ہے کارڈ کون پوچھتا تھا۔ مادام بڑے وقار سے چلتی ہوئی سیدھی ایک کرسی پر پہنچ گئی جو سٹیج کے بالکل سامنے تھی اور خا پڑی ہوئی تھی۔ وہ شاید کسی کے لئے ریزرو تھی اور وہ شخص ابھی تک آیا نہ تھا۔ سٹیج پر صدارت کی کرسی ابھی تک خالی پڑی ہوئی تھی۔

مادام وی کی نظریں اسی کرسی پر جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد سر سلطا کی آمد کا اعلان کیا گیا۔ اور مادام وی نے جب سر سلطان کو دیکھا تو دل ہی دل میں مسکرا پڑی۔

سر سلطان ادھیڑ عمر کے انتہائی باوقار شخص تھے ——— ان کے چہرے پر رعب و دبدبہ تھا۔ مگر مادام وی جانتی تھی کہ اس شخص کو کیسے ہینڈل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے تقریب کی کارروائی دیکھتی رہی۔ خارہ پالیسی پر تقاریر ہوتی رہیں اور آخر میں سر سلطان نے تقریر کرتے ہوئے ملکی خارجہ پالیسی کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد تقریب کی کارروائی اختتام کو پہنچی اور سر سلطا اٹھ کر چلے گئے۔ مادام وی نے بھی کرسی چھوڑی اور تیزی سے اس طرف کو بڑھی جس طرف سر سلطان گئے تھے۔ جلد ہی وہ ہوٹل کی عقبی راہداری میں پہنچ گئی۔ جہاں سر سلطان اخباری نمائندوں میں گھرے ہوئے تھے اور ان کے تابڑ توڑ سوالات کے بڑے دھیمے لہجے میں جوابات دے رہے تھے۔ مادام و خاموشی سے کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔ اور جب سر سلطان جانے کے لئے مڑے

ام وی نے پہلی بار کہا۔

جناب ——— میری ایک گزارش ہے" ——— مادام وی کا لہجہ ر مودبانہ تھا

جی فرمایئے" ——— سر سلطان نے مڑ کر کہا۔ وہ بڑے غور سے مادام دیکھ رہے تھے۔

میں ایکریمیا کے نارن پوسٹ اخبار کی نمائندہ خصوصی ہوں۔ میں اپنے کے لئے آپ کا ایک خصوصی انٹرویو لینا چاہتی ہوں" ——— مادام وی ہا۔

اوہ ——— شکریہ! مگر...." سر سلطان نے اسے ٹالنا چاہا۔

نہیں جناب ——— آپ انکار نہیں کریں گے ——— میں خاص طور پر اسی بال آئی ہوں" ——— مادام وی نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

اچھا ——— بہتر ——— آپ ایک گھنٹہ بعد میری کوٹھی پر تشریف لے آئیں"۔ مان نے کہا۔

شکریہ" ——— مادام وی نے مسکرا کر کہا۔ اور سر سلطان مڑ کر باہر ے۔

ادام وی واپس چلی آئی۔ اس کا ذہن تیزی سے ایک فیصلے پر پہنچ اور پھر اپنی کار تک پہنچتے پہنچتے وہ ایک نتیجے تک پہنچ چکی تھی۔ چند مد اس کی کار تیز رفتاری سے اپنی کوٹھی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

ریباً پونے گھنٹے بعد ایک بار پھر جب وہ اپنی کوٹھی سے باہر آئی تو اس ہ کار میں ایک نوجوان موجود تھا جس کے گلے میں مووی کیمرہ لٹکا ہوا وان بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

"ہیری ـــــ تم نے اپنا رول انتہائی خوبصورتی سے نبھانا ہے" ـــــ مادام وی نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا

"آپ بے فکر رہیں مادام" ـــــ ہیری نے جواب دیا اور مادام نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار سر سلطان کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئی دربان نے جب فون پر سر سلطان کو مادام وی کی آمد کی اطلاع دی تو نے اپنے خصوصی دفتر میں انہیں بلا لیا۔

یہ کوٹھی سے ملحقہ ایک علیحدہ پورشن تھا جس میں سر سلطان کیلئے رات گئے تک کام کرتے رہتے تھے۔

"تشریف رکھیے مس ....." سر سلطان نے مادام وی کے اند ہونے پر اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"روپرٹ" ـــــ مادام وی نے ایک فرضی نام بتاتے ہوئے کہا

"یہ ہمارے اخبار کے فوٹوگرافر مسٹر ہیری ہیں" ـــــ مادام وی اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی نوٹ بک کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہو کہا۔ اور سر سلطان نے ہیری سے مصافحہ کیا۔

"آپ کیا پیئیں گی ـــــ ٹھنڈا یا گرم" ـــــ سر سلطان نے پوچھا

"میں اس گرمی میں کوئی ٹھنڈا شربت پیوں گی سر" ـــــ مادام بڑے با اخلاق لہجے میں کہا۔ اور سر سلطان نے مسکرا کر انٹرکام فون پر ملازم شربت کے تین گلاس لانے کے لئے کہہ دیا۔

"میرے خیال میں آپ انٹرویو شروع کریں کیونکہ میں نے آدھے گھنٹے

ضروری میٹنگ میں جانا ہے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔ ئنے والا ہے"

"بہتر" ـــــ مادام وی نے نوٹ بک کھول کر پنسل نکالی اور پھر اس کی خارجہ پالیسی کے بارے میں سوالات شروع کر دیئے۔ سوالنامہ وہ پہلے ترتیب دے کر لائی تھی۔

سر سلطان اسے جواب دیتے رہے اور مادام وی ان کے جوابات کے نوٹ بک پر لکھتی رہی جبکہ ہیری ان کے فوٹو بناتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا لے آیا اور اس نے بڑے سے تین گلاس درمیانی میز پر رکھے اور خود تیزی سے باہر چلا گیا۔

لیجیے ـــــ پہلے شربت پی لیجیے" ـــــ سر سلطان نے کہا اور ہیری دام وی نے شربت کے گلاس اٹھا لئے۔

سر ـــــ یہ تصویر تو بہت خوبصورت ہے ـــــ کون سے آرٹسٹ ہے" ـــــ اچانک مادام وی نے سر سلطان کی پشت پر دیوار پر لگے فریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

سر سلطان ایک لمحے کے لئے مڑ کر تصویر دیکھنے لگے اور پلک جھپکنے میں وی نے ہتھیلی میں چھپائی ہوئی سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی گولی سر سلطان اس میں ڈال دی۔

اوہ ـــــ یہ ہمارے ملک کے نامور آرٹسٹ استاد فدا حسین کی تصویر ہے طان نے مسکراتے ہوئے اور قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔

اوہ ـــــ واقعی شاہکار تصویر ہے" ـــــ مادام وی نے تعریف تے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان نے اپنا شربت کا گلاس اٹھا کر چسکیاں لینی ا کر دیں۔

"ہیری ـــ سرسلطان نے گلاس ختم نہیں کیا۔ ہلکی پھلکی گفتگو ہوتی رہی۔ اور اس کے بعد مادام وی نے دوبارہ نوٹ بک کھولی۔

مگر ابھی سرسلطان نے سوال کا جواب دینا شروع ہی کیا تھا کہ اچانک انہیں اپنا دماغ چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ انہوں نے بے اختیار سر پکڑ لیا۔

"مادام وی نے تیزی سے نوٹ بک بند کی اور اٹھ کر سرسلطان کو سنبھال لیا۔ دفتر کے پیچھے ایک ریٹائرنگ روم تھا۔ جہاں ایک دیوان بھی موجود تھا۔ سرسلطان کبھی کبھی جب کام کرتے کرتے تھک جاتے تو اس دیوان پر لیٹ کر آرام کر لیتے۔

"ہیری ـــ تم دروازہ بند کرو ـــ میں انہیں اندر لٹاتی ہوں ـــ جلدی کرو" ـــ مادام وی نے کہا اور ہیری تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

اتنے میں مادام وی سرسلطان کو تقریباً گھسیٹتی ہوئی ریٹائرنگ روم میں لے گئی اور انہیں دیوان پر لٹا دیا۔ سرسلطان بے ہوش ہو چکے تھے۔ ہیری بھی دروازہ بند کر کے ریٹائرنگ روم میں آ گیا۔ مادام نے بڑی پھرتی سے سرسلطان کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے اور چند ہی لمحوں بعد اس نے سرسلطان کو کپڑوں کی قید سے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد مادام وی نے اپنا لباس اتارا اور دیوان پر چڑھ گئی۔

ہیری نے تیزی سے کیمرہ کا رخ دیوان کی طرف کیا اور فوٹو لینے شروع کر دیئے۔ مادام وی نے اپنے اور سرسلطان کے چند فحش پوز بنوائے اور تیزی سے نیچے اتر آئی۔ اب وہ اپنا لباس پہن رہی تھی۔ پھر اس نے سرسلطان کو دوبارہ کپڑے پہنائے۔

"اسے اٹھا کر دوبارہ دفتر کی کرسی پر بٹھا دو یہ ہوش میں آنے والا ہے"۔ م وی نے کہا اور ہیری نے سرسلطان کو اٹھا کر دوبارہ دفتر کی کرسی پر بٹھا ـــ مادام وی تیزی سے اپنی سیٹ پر واپس آ گئی۔ ہیری نے دروازے چٹخنی کھول دی۔

اسی لمحے سرسلطان نے ایک جھٹکا کھا کر آنکھیں کھول دیں اور چند لمحے رت سے ادھر ادھر دیکھتے رہے۔

"سر ـــ آپ کی طبیعت خراب معلوم ہوتی ہے" ـــ مادام وی مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ مجھے کیا ہو گیا ـــ اچانک دماغ چکرانے لگا" ـــ لطان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ زیادہ کام کرنے کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے ـــ آپ چند آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے ـــ میں سمجھی آپ کچھ سوچ رہے ہیں" ـــ م وی نے کہا۔

"اچھا ـــ چند لمحوں کے لئے ایسا ہوا ہے" ـــ سرسلطان نے اس بار ے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"جی ہاں ـــ جی ہاں ـــ آپ کا شکریہ ـــ آپ کی طبیعت کہیں زیادہ اب نہ ہو جائے ـــ اب ہمیں اجازت دیجئے" ـــ مادام وی نے بک بند کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ شکریہ" ـــ سرسلطان نے کہا۔ وہ شاید خود بھی یہی چاہ ے تھے۔

اور مادام وی اور ہیری سرسلطان سے مصافحہ کر کے تیزی سے سرسلطان

کے دفتر سے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار سر سلطان کی کوٹھی سے باہر نکل آئی۔

"اب میں دیکھوں گی کہ سر سلطان میرے ہاتھ سے کیسے بچتے ہیں" —— گیٹ سے باہر آتے ہی مادام وی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

ہیری خاموش بیٹھا رہا —— اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا۔

تھوڑی دیر بعد مادام وی نے کار اپنی کوٹھی کے پورچ میں روکی۔

"ہیری —— تصویریں بنا کر فوراً میرے پاس لے آؤ" —— مادام وی نے ہیری سے کہا اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

آدھے گھنٹے بعد ہیری کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا لفافہ تھا۔

"اسے میز پر رکھ دو اور جاؤ" —— مادام نے سخت لہجے میں کہا۔ اور ہیری نے بڑے ادب سے لفافہ میز پر رکھا اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ہیری کے جانے کے بعد مادام نے لفافہ کھولا۔ اس میں چالیس کے قریب بڑی تصویریں تھیں۔ بیس تصویریں تو انٹرویو کی تھیں۔

مادام وی نے لاپرواہی سے ان تصویروں کو ایک طرف پھینک دیا اور باقی بیس تصویروں کو دیکھنے لگی۔

یہ وہ خطرناک پوز تھے جن کے لئے مادام نے یہ سارا ڈرامہ کھیلا تھا۔ ان میں سے مادام نے چار تصویریں چھانٹی —— یہ چار تصویریں واقعی ایسی تھیں کہ انہیں دیکھ کر یہی محسوس ہوتا تھا جیسے سر سلطان جذبات میں اندھے ہو رہے ہوں۔ اور جذبات کی شدت سے ان کی آنکھیں بند ہو گئی ہوں اور ان چاروں تصویروں میں سر سلطان کا چہرہ بے حد واضح تھا جبکہ مادام وی کی صرف

آئی تھی۔

مادام وی نے یہ چار تصویریں ایک طرف رکھیں اور لفافے میں سے ان تصویروں کے نیگیٹو علیحدہ کر لئے۔

باقی تصویروں کو اس نے لفافے میں ڈالا اور پھر لفافہ اٹھا کر برقی آتشدان کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بٹن دبا کر آتشدان روشن کیا اور لفافہ اس میں ڈال دیا۔

چند لمحوں میں تصویریں معہ نیگیٹو کے جل کر راکھ ہو گئیں۔ مادام نے آتشدان کا بٹن بند کیا اور دوبارہ کرسی پر آ بیٹھی۔ میز پر پڑا ہوا لنک فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ڈائل پر لگے ہوئے ایک ہندسے کو دبایا۔

"ہیری کو میرے پاس بھیج دو" —— مادام وی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ہیری کمرے میں داخل ہوا۔

"ہیری یہ ان تصویروں کے نیگیٹو لے جاؤ اور ان کی دو دو کاپیاں تیار کر لاؤ —— مگر جلدی" —— مادام وی نے کہا۔

"بہتر مادام" —— ہیری نے کہا اور نیگیٹو اٹھا کر واپس چلا گیا۔

مادام وی نے تصویریں اٹھائیں اور انہیں غور سے دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

ٹائیگر بڑے اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف تھا البتہ اس کی نظریں بار بار شوگی کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ مس شوگی اب کھانے سے فارغ ہو چکی تھی اور اب ویٹر نے اس کی ٹیبل پر چائے کے برتن لگا دیئے تھے۔ ٹائیگر نے سوچا کہ اسے جلد از جلد کھانے سے فارغ ہو جانا چاہیئے کیونکہ مس شوگی کسی بھی وقت اٹھ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے ہاتھوں میں ذرا تیزی پیدا کر لی۔ اور کھانے سے فارغ ہو کر اس نے بل بھی فوراً ہی ادا کر دیا جیسے ہی وہ بل دے کر فارغ ہوا۔ اچانک ایک ویٹر شوگی کے پاس پہنچا اور اس نے جھک کر شوگی سے کچھ کہا۔

شوگی ویٹر کی بات سن کر چونک پڑی اور پھر چائے کی پیالی میز پر رکھ کر وہ تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ٹائیگر نے بھی فوراً ہی کرسی چھوڑ دی اور تیر کی طرح کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر کے سامنے اونچے سٹول رکھے ہوئے تھے اور لوگ ہال میں بیٹھنے کی بجائے کاؤنٹر پر بیٹھ کر بھی مشروبات پیتے رہتے تھے۔ اس وقت ایک سٹول خالی تھا۔ اور ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے جا کر سٹول پر قبضہ کر لیا۔

مس شوگی اس کے بالکل ساتھ کھڑی ٹیلیفون سن رہی تھی۔

"ایک کپ چائے" ــــ ٹائیگر نے کاؤنٹر کلرک کو کہا اور خود سگریٹ سلگا لیا۔ مگر اس کے کان مس شوگی کی آواز پر لگے ہوئے تھے چونکہ مس شوگی ایک کہنی کاؤنٹر پر ٹیک کر ٹیلیفون سن رہی تھی۔ اس لئے رسیور سے نکلنے والی آواز بھی ٹائیگر کے کان تک پہنچ رہی تھی۔

"مس شوگی ــــ میں آپ کو یہ بتانا بھول گیا تھا کہ مادام کے حکم پر راضی کو ختم کر دیا گیا ہے" ــــ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز ابھری اور ٹائیگر پہچان گیا کہ یہ آواز اس کوٹھی والے نوجوان بارٹلے کی ہے۔

"اوہ ــــ مگر اس کی کیا ضرورت تھی وہ ہمارے لئے اہم حیثیت رکھتا تھا" ــــ مس شوگی نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ضرورت تو مادام ہی جانتی ہو گی ــــ میرے بتانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اب تم راضی کی کوٹھی پر نہیں جاؤ گی ــــ کیونکہ ہو سکتا ہے پولیس یونیورسٹی سے اس کے قتل کی تفتیش کرے" ــــ بارٹلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں سمجھتی ہوں" ــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اور سنو ــــ فی الحال پرنس کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔ مادام نے نیا چکر چلایا ہے ــــ انہیں یقین ہے کہ ان کا یہ حربہ کامیاب رہے گا" بارٹلے نے کہا۔

"کیسا چکر" ــــ شوگی نے پوچھا۔

"تفصیل تو مجھے نہیں معلوم ــــ بہرحال ابھی مادام نے کہا ہے کہ صبح تمہیں مادام سے کوئی چیز لے کر یہاں کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کے پاس جانا ہو گا" ــــ بارٹلے نے کہا۔

"وزارت خارجہ کے سیکرٹری" ——— شوگی نے حیران ہوتے ہوئے کہا

"ہاں ——— مادام نے اس پر اپنا کوئی مخصوص حربہ آزمایا ہے ——— بہرحال تفصیلات کا مجھے علم نہیں ——— صبح سات بجے تم مادام کو گلریز کالونی کوٹھی نمبر چالیس پر رپورٹ کرو ——— وہاں مارکس موجود ہوگا ——— باقی تفصیلات وہی تمہیں بتائے گا" ——— بارٹلے نے کہا۔

"او۔کے ——— میں پہنچ جاؤں گی" ——— مس شوگی نے جواب دیا۔

"بس یہی اطلاع دینی تھی ——— او۔کے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مس شوگی نے رسیور رکھ دیا۔

ٹائیگر بڑے اطمینان سے چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔ مس شوگی نے رسیور رکھ کر ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اس کی اچٹتی ہوئی نظریں ٹائیگر پر پڑیں مگر جلد ہی وہ تیزی سے مڑی اور پھر اوپر جانے کے لئے لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے چائے کا کپ ختم کیا اور پھر اس نے کاؤنٹر پر اس کی ادائیگی کی اور گیلری میں موجود فون بوتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جلد از جلد عمران کو یہ اطلاعات دینا چاہتا تھا۔

اس نے فون بوتھ میں داخل ہو کر عمران سے رابطہ قائم کیا مگر دوسری طرف صرف گھنٹی بجنے کی آواز آتی رہی۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران موجود نہیں ہے۔ اس کے پاس ٹرانسمیٹر موجود تھا اور اب اس نے ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے کا پروگرام بنایا۔ ٹرانسمیٹر کے استعمال کے لئے اس نے اپنا کمرہ زیادہ محفوظ سمجھا۔ اور وہ تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ اس نے شوگی کے کمرے پر نظر ڈالی۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

اسی لمحے شوگی کے دروازے میں ہلکی سی جھری پیدا ہوئی اور شوگی کی آنکھیں اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر پر جم گئیں۔ جب ٹائیگر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تو جھری بند ہو گئی۔

ٹائیگر نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ پہلے تو کافی دیر تک ٹرانسمیٹر کا بلب سرخ ہی رہا اور جب ٹائیگر مایوس ہو کر ٹرانسمیٹر آف کرنے والا تھا کہ اچانک ایک جھماکے سے بلب سبز ہو گیا۔

"ہیلو ——— اوور" ——— دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر سپیکنگ ——— اوور" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"کیا بات ہے ——— جلدی بتاؤ ——— میرے پاس وقت کم ہے اوور" ——— عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب ——— مس شوگی بوستان کالونی کی کوٹھی سے میک اپ میں نکل آئی ہے اور اب ہوٹل منگول کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر انیس میں مقیم ہے ——— یہاں اس کا نام شالی ہے۔ میں نے بھی اس ہوٹل میں کمرہ لے لیا ہے۔ یہاں اس کا ایک فون آیا ہے۔ فون کرنے والا بوستان کالونی کی اسی کوٹھی میں رہائش پذیر ایک غیر ملکی بارٹلے ہے۔ اس نے شوگی کو کہا ہے کہ وہ صبح سات بجے گلریز کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں رپورٹ کرے۔ وہاں کوئی مادام اسے کوئی چیز دے گی جسے اس نے سر سلطان کو

پہنچانا ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" سر سلطان ۔۔۔ یعنی اپنے سر سلطان ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

" جی ہاں ۔۔۔ بارٹلے نے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کا نام لیا تھا ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اوہ ۔۔۔ مگر وہ کیا چیز ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" تفصیل نہیں معلوم ہو سکی ۔۔۔ صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ مادام نے سر سلطان پر کوئی مخصوص حربہ آزمایا ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ ایسے کرو کہ تم شوگی کو چھوڑ کر بارٹلے کی نگرانی کرو۔ اگر یہ وہی بارٹلے ہے جسے میں جانتا ہوں تو یہ انتہائی خطرناک شخص ہے۔ اس کی مکمل نگرانی ہونی چاہیئے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے اسے نئی ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر جناب ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹائیگر نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر کو دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔

اور عین اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

" کون ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

" ویٹر سر ۔۔۔ آپ کے لئے ایمرجنسی پیغام ہے" ۔۔۔ دروازے کے باہر سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

ٹائیگر حیران رہ گیا کہ عمران سے تو ابھی اس کی بات ہوئی ہے۔ پھر یہ پیغام کہاں سے آگیا۔ بہرحال اس نے پھرتی سے جیب سے ریوالور ا اور دروازے کی آڑ لیتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

دروازے پر واقعی ایک ویٹر تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تھالی تھی جس فید رنگ کا لفافہ رکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اطمینان سے ریوالور جیب میں رکھا لفافہ اٹھا لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ویٹر کو ٹپ ینے کے لئے نوٹ نکالنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے دو قوی ہیکل نوجوان اچھل کر کمرے میں آگئے۔ ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے اور ظاہر ہے ریوالوروں کا رخ ٹائیگر کی طرف ہی تھا۔ ریوالوروں پر سائیلنسر لگے ہوئے تھے۔

" خبردار ۔۔۔ حرکت کی تو" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے انتہائی سرد لہجے ں کہا اور ٹائیگر نے ہاتھ باہر نکال لیا۔ ویٹر ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔ ایک نوجوان نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا۔

" اپنے ہاتھ اٹھا کر منہ دیوار کی طرف کر لو جلدی" ۔۔۔ اس نوجوان نے کہا اور ٹائیگر نے نہ صرف خاموشی سے ہاتھ اٹھا لئے بلکہ اپنا منہ بھی دیوار کی طرف کر لیا۔ دوسرے لمحے اس کی جیب سے ریوالور نکل گیا۔

" مس شوگی کو بلاؤ" ۔۔۔ ایک ریوالور بردار نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور دوسرے نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے مس شوگی اندر آگئی۔

" مس ۔۔۔ آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر ہوٹل سے باہر جائیں گی اور پارکنگ میں موجود سیاہ رنگ کی کار تک اسے پہنچائیں گی ۔۔۔ اور سنو مسٹر ۔۔۔ ہم

تم دونوں کے پیچھے ہوں گے ـــــ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو سائیلنسر سے نکلنے والی ہچکی تمہاری موت بن جائے گی" ـــــ نوجوان نے کہا۔

ٹائیگر نے کوئی جواب نہیں دیا ـــــ وہ خاموش رہا۔ ویسے اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہوٹل کے ہال میں اچانک شوگی سے ہاتھ چھڑا کر نکل جائے گا۔ اسے یقین تھا کہ ہال میں اس پر حملہ کی جرأت نہ کی جائے گی۔

"آؤ پارٹنر" ـــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر کے بازو میں بازو ڈالا اور اسے لے کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ دونوں بھی ان کے پیچھے چلتے ہوئے راہداری میں آ گئے۔

شوگی ٹائیگر کے ساتھ یوں چمٹی ہوئی چل رہی تھی جیسے نیا نیا شادی شدہ جوڑا ہنی مون منانے کے لئے نکلا ہو۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں پہنچ گئے۔ ہال میں پہنچتے ہی ان میں سے ایک ریوالور بردار ٹائیگر کے پہلو میں چلنے لگا جبکہ دوسرا ٹائیگر کی پشت پر تھا۔ ایسی پوزیشن میں ٹائیگر کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے باہر نکلتے ہی وہ ٹائیگر کو لئے ہوئے سیدھے پارکنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پارکنگ میں سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔

جیسے ہی وہ پارکنگ کے قریب پہنچے۔ ایک اور نوجوان نے جو کار کے قریب ہی کھڑا تھا۔ بڑے اطمینان سے دروازہ کھول دیا۔ اور اسی لمحے شوگی نے ٹائیگر کا بازو چھوڑ دیا اور ٹائیگر نے عین اسی لمحے جدوجہد کرنے کا فیصلہ کر لیا

چنانچہ جیسے ہی شوگی نے اس کا بازو چھوڑا۔ ٹائیگر اچانک بجلی کی سی تیزی سے مڑا،

دوسرے لمحے اس نے اپنے پیچھے موجود دونوں ریوالور برداروں کے پیٹ میں ی کی سی تیزی سے ٹانگیں ماریں اور پھر دوسرے لمحے وہ کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور یں اڑتا ہوا کار کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف جا گرا۔

دونوں ریوالور برداروں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئی تھیں۔ کار کا ازہ کھولنے والا نوجوان اور شوگی حیرت سے بت بنے کھڑے دیکھتے رہ گئے۔ کیونکہ یگر نے کچھ ایسے موقع پر اچانک حرکت کی تھی کہ جس موقع پر وہ اس کی طرف سے ی ردعمل کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ ٹائیگر کے انداز میں پھرتی اور تیزی تھی کہ جب تک وہ صورت حال کو سمجھتے۔ ٹائیگر کار کی سری طرف پہنچ چکا تھا اور ٹائیگر دوسری طرف گرتے ہی تیزی سے اچھلا رپھر پارکنگ میں موجود بے شمار کاروں نے اس کے لئے ڈھال کا کام کیا۔ ر ایسے خرگوش کی طرح جس کے پیچھے شکاری کتے لگے ہوئے ہوں وہ تیزی ے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا مختلف کاروں کی اوٹ میں ہوٹل کے آؤٹ گیٹ طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین تھا کہ جب تک مجرم سوچیں گے وہ ان ے کافی دور پہنچ چکا ہو گا۔

چنانچہ وہی ہوا وہ مختلف کاروں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے آؤٹ گیٹ ے قریب پہنچ گیا۔ اور پھر یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ گیٹ کے قریب اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ اس نے پھرتی سے ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور پھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کرتے ہوئے سوالیہ انداز پیچھے مڑ کر دیکھا تو ٹائیگر نے سو کا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر کھتے ہوئے کہا۔

"دوست ـــــ خفیہ کا کام ہے ـــــ یہ نوٹ تمہارا ـــــ ایک کار کا

ہوشیاری سے پیچھا کرنا ہے" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔
"بہت اچھا جناب ـــــ آپ بے فکر رہیں" ـــــ ڈرائیور ضرو
سے زیادہ ہی مستعد ہو گیا
"ٹیکسی ایک طرف کر کے روک لو اور اندر کی بتی بند رکھو" ـــــ ٹائیگ
نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے بڑی پھرتی سے ٹیکسی بیک کی اور گیٹ سے ذرا
پیچھے کر کے روک دی۔

ٹائیگر کی تیز نظریں گیٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ مجرم اس
کی تلاش میں ناکام ہو کر واپس لوٹیں گے چونکہ وہ ان کی کار کو اچھی طرح
پہچانتا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ ویسے احتیاطاً اس
نے کوٹ کی اندرونی جیب سے گھنی مونچھیں نکال کر لبوں پر فٹ کر لی تھیں
تاکہ ایک نظر میں پہچانا نہ جا سکے۔

اور پھر ٹائیگر کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس
مجرموں کی کار آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتی نظر آئی۔ کار میں مس شوگی بھی موجود
تھی۔ وہ پچھلی سیٹ پر ایک مجرم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ دو مجرم اگلی
سیٹ پر تھے۔ جیسے ہی کار گیٹ کے قریب آئی۔ ٹائیگر نیچے جھک گیا اور پھر
جیسے ہی کار گیٹ پار کر کے سامنے کی طرف بڑھی۔ ٹائیگر نے ٹیکسی ڈرائیور
کو کار کی نشاندہی کرتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے ان کا تعاقب کرنے کے
لئے کہا۔ ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

وہ واقعی انتہائی ہوشیاری سے کام لے رہا تھا۔ کبھی تو وہ مجرموں کی کا
سے آگے نکل جاتا اور کبھی پیچھے رہ جاتا۔ اس طرح مجرموں کو اس پر شک نہ
ہو سکتا تھا۔ مجرم پہلے تو مختلف سڑکوں پر خواہ مخواہ چکراتے رہے۔ شاید وہ اپ

ب کا پتہ چلانا چاہتے تھے۔ مگر پھر ان کا رخ جیسے ہی بوستان کالونی کی طرف
ٹائیگر سمجھ گیا کہ ان کی منزل کونسی ہے۔
"ان کی کار سے آگے نکال لے چلو اور سیدھے بوستان کالونی کی مین مارکیٹ
پہنچنے کی کوشش کرو۔ ذرا جلدی" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور ڈرائیور نے ایکسیلیٹر
پر ذرا دباؤ ڈال دیا۔ نئی ٹیکسی ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر انتہائی تیز
اری سے دوڑتی ہوئی مجرموں کی کار کو کراس کرتی ہوئی بوستان کالونی کی
ف بڑھتی چلی گئی۔ ڈرائیور لمحہ بہ لمحہ رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ مجرموں کی کار کافی پیچھے
گئی تھی۔ جلد ہی ٹیکسی بوستان کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ٹائیگر نے ٹیکسی
مارکیٹ کے قریب رکوائی اور پھر دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اتر آیا۔
"اب تم جا سکتے ہو ـــــ شکریہ" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور سڑک کراس
کے تیزی سے ایک درمیانی گلی میں گھستا چلا گیا۔ وہ مجرموں کے کوٹھی تک
پہنچنے سے پہلے ہی اندر داخل ہو جانا چاہتا تھا۔ درمیانی گلی میں دوڑتا ہوا وہ
ہی مجرموں کی کوٹھی کی عقبی دیوار کے قریب پہنچ گیا۔

اور پھر رسی اور آنکڑہ کی مدد سے وہ چند ہی لمحوں بعد عقبی دیوار کراس کر کے
رت کی عقبی سمت میں پہنچ گیا۔ ابھی نگرانی کرنے والے کتوں کو کھولا نہ گیا تھا۔
لئے ٹائیگر آسانی سے عقبی سمت سے ہوتا ہوا سامنے کے رخ پر آ گیا۔ برآمدے
ے سامنے پورچ میں ایک مسلح شخص موجود تھا مگر اس کا رخ دوسری طرف تھا وہ
ید اس طرف کسی کو دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر دبے پاؤں آگے بڑھا۔ اور پھر برآمدے
داخل ہو گیا۔ برآمدے کے کونے میں ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا
یگر ایک لمحے کے لئے جھجکا اور پھر دوسرے لمحے وہ بڑی پھرتی سے
دازے کے اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمحے کوٹھی کے پھاٹک سے باہر کار

کے ہارن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

ٹائیگر کمرے کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اسی طرح مختلف کمروں سے ہوتا ہوا وہ ایک ایسی راہداری میں پہنچا جس میں موجود ایک دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے کمرے کے محل وقوع کا جائزہ لیا۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور اسے دروازے اور دہلیز کے درمیان رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ دروازہ کھلتے ہی وہ اندر جا گرے گا اور وہ بٹن اتنا چھوٹا تھا کہ جب تک غور سے نہ دیکھا جائے اسے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ بٹن وہاں رکھتے ہی وہ اُلٹے پیروں واپس ہوا اور انہی کمروں سے ہوتا ہوا جب وہ واپس برآمدے میں پہنچا تو اس نے شوگی اور دیگر مجرموں کو کار سے اتر کر برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

"وہ آدمی ہاتھ سے نکل گیا" ــــ ان میں سے ایک نے برآمدے میں موجود مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ــــ پھر تو باس ناراض ہو گا" ــــ اس مسلح شخص نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کیا جائے ــــ بس وہ اچانک ہی نکل بھاگا" ــــ اسی شخص نے کہا اور تیزی سے اندر کی طرف چل پڑا۔ شوگی اس کے پیچھے تھی۔ باقی مجرم ایک اور کمرے میں گھستے چلے گئے۔

جیسے ہی برآمدہ خالی ہوا۔ ٹائیگر تیزی سے باہر نکلا اور دوڑتا ہوا عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ دیوار پار کر کے باہر پہنچ چکا تھا۔ عقبی دیوار سے تھوڑی دور ایک گھنا درخت تھا۔ ٹائیگر تیزی سے اس درخت

بڑھا اور پھر وہ تیزی سے درخت کے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد شاخوں میں پہنچ کر وہ ایک دوشاخے پر جم کر بیٹھ گیا۔

اب وہ آنے جانے والوں کی نظروں سے محفوظ ہو چکا تھا۔ اس نے وہاں ی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اس کی یں لگا ہوا ایئر فون نکال کر کان میں فٹ کیا اور بکس کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن تے ہی اس کے کانوں میں آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

"آخر یہ ہوا کیسے ــــ تم چار آدمی ہو اور وہ اکیلا تھا" ــــ بارٹلے کی لت آواز سنائی دی۔

"باس ــــ وہ بڑی خاموشی سے ہمارے ساتھ ہوٹل سے باہر آیا۔ مگر کے قریب پہنچتے ہی ہمیں ڈاج دے کر نکل گیا ــــ ہم نے اسے بڑا تلاش کیا ہ نجانے کہاں غائب ہو گیا" ــــ اس آدمی کی آواز سنائی دی۔

"ہوں ــــ پھر تعاقب کا خیال رکھا" ــــ بارٹلے نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں ــــ آپ مس صاحبہ سے پوچھ لیں ــــ ہم نے اچھی طرح چیک ا ہے" ــــ اس نے جواب دیا۔

"ہاں بارٹلے ــــ ہمارا تعاقب نہیں کیا گیا" ــــ شوگی کی آواز سنائی ی۔

"اسے لے آنے سے پہلے اس کی تلاشی لی گئی تھی ــــ مجھے خطرہ ے کہ اس نے نجانے ہماری گفتگو سن کر کسی کو الرٹ نہ کر دیا ہو" ــــ بارٹلے ے کہا۔

"ہاں باس ــــ اس کے پاس صرف ایک ریوالور تھا وہ ہم نے نکال ا" ــــ اور اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ حتیٰ کہ کمرے میں کوئی سامان

تک نہ تھا" ۔۔۔۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ تم جاؤ" ۔۔۔ بارٹلے نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر کا بٹن خوب کام کر رہا تھا۔ اور اسی بٹن کی وجہ سے بڑے محفوظ طریقے سے بیٹھا تمام گفتگو سن رہا تھا۔

"مس شوگی ۔۔ مجھے مادام سے بات کرنی پڑے گی ۔۔ مجھے خطرہ ہے کہ اس شخص نے کسی کو اطلاع نہ دے دی ہو" ۔۔۔ بارٹلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم بات کر لو ۔۔۔ ویسے میرا اندازہ نہیں ہے کہ اسے اطلاع دینے کا موقع نہیں ملا کیونکہ وہ میرے فوراً بعد ہی اوپر آ گیا تھا اور اس کمرے میں ٹیلیفون تھا ہی نہیں جو وہ کسی کو اطلاع کرتا" ۔۔۔ شوگی نے جواب دیا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو ۔۔۔ بہرحال مادام کو اطلاع تو دینی ہی ہو گی" بارٹلے نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

تقریباً پانچ منٹ تک ہلکی ہلکی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر بارٹلے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ۔۔ ہیلو ۔۔ مادام ۔۔ بارٹلے سپیکنگ ۔۔ اوور" ۔۔ بارٹلے بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا۔

"یس ۔۔ مادام سپیکنگ ۔۔ اوور" ۔۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی"

"مادام ۔۔۔ مس شوگی میرے پاس موجود ہے ۔۔۔ جس وقت میں نے مس شوگی کو آپ کا پیغام دیا۔ اسے ایک آدمی پر شک ہو گیا کہ وہ ہماری باتیں

رہا ہے ۔۔۔ چنانچہ اس نے مجھے اطلاع دی۔ میں نے اس آدمی کے ے کے لئے تین آدمی بھیج دیئے ۔۔۔ وہ اسے اغوا کر کے ہوٹل سے باہر ک تک تو لے آئے مگر پھر وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا ۔۔۔ اوور" ٹلے نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے شوگی کی نگرانی ہو رہی ہے۔ مگر شوگی تو ے اپ میں تھی ۔۔۔ پھر ایسا کیوں ہوا" ۔۔۔ مادام کی تشویش سے ور آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ سکتا ہوں مادام ۔۔۔ ویسے ہے تو حیرت کی بات ۔۔۔ اوور" ٹلے نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔ اب تک شاید اسے اس بات کا خیال نہ آیا تھا

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ شخص تمہاری کوٹھی سے ہی اس کے پیچھے ا تھا اور اس کا مطلب ہے کہ تمہاری کوٹھی بھی ان کی نظروں میں ہے اوور" دام نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید الجھن نمایاں تھی۔

"مگر مادام ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ اس کا کوئی امکان ہی ر نہیں آتا۔ اوور" ۔۔۔ بارٹلے نے جواب دیا۔

"امکان تو نہیں ۔۔۔ مگر ہوا ایسے ہی ہے ۔۔۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ تم راضی کو قتل کرتے وقت ان کی نظروں میں آ گئے کیونکہ پولیس کے کلتے ہی انہوں نے راضی کی نگرانی شروع کر دی ہو گی۔ اور پھر اس طرح تمہاری کوٹھی انہوں نے ڈھونڈ نکالی اور پھر جیسے ہی مس شوگی کوٹھی سے نکلی۔ ان کا ایک آدمی اس کے پیچھے لگ گیا" ۔۔۔ مادام نے توجیہہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں مادام ۔۔۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔ گو میں نے کافی احتیاط سے کام لیا تھا مگر .... اوور" ۔۔۔ بارٹلے نے فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے اس وقت بھی تمہاری کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے اس لئے تم فوراً یہ کوٹھی چھوڑ دو۔ اور اپنے آدمیوں کو مختلف کوٹھیوں میں مقیم کر دو اور تم خود بھی رہائش جلدی جلدی بدلتے رہو۔ نگرانی کرنے والے تمہاری نظروں میں آجائیں گے۔ پھر ان سے پیچھا چھڑا کر ہی کسی کوٹھی میں رہائش رکھی جا سکتی ہے اور سنو ——— مس شوگی کو بھی یہی ہدایت کر دو۔ جب تک اس بات کا یقین ہو جائے کہ تم نگرانی کرنے والوں کو ڈاج دے چکے ہو ——— نہ ہی مجھ سے رابطہ کرنا اور نہ ہی کوئی اقدام کرنا ——— اوور" ——— مادام نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام ——— مگر آپ کا صبح والا پروگرام ——— اوور" ——— بارٹلے نے کہا۔

"وہ اب مارکس کے ہاتھوں پورا کروں گی ——— میں چاہتی تھی کہ سر سلطان کو بلیک میل کرنے والا مواد کسی لڑکی کے ہاتھ بھیجوں مگر اب مجبوری ہے اوور" ——— مادام نے جواب دیا۔

"او۔ کے مادام ——— اوور" ———

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اب ٹائیگر کو مزید تفصیلات حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اب وہ کوٹھی سے نکل کر رہائش بدلیں گے۔ فی الحال وہ عمران کو اس نئے پروگرام سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر دیا۔ مگر کافی دیر تک کوشش کرنے کے باوجود دوسری طرف سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ اور آخر کار تنگ آ کر ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب

ڈالا اور پھر وہ ریسیونگ بکس بھی آف کر کے جیب میں ڈال لیا اس نے سوچ لیا تھا کہ کوٹھی خالی ہونے کے بعد وہ جا کر بٹن وہاں سے لے آئے گا۔ فی الحال وہ مین مارکیٹ جا کر کوئی ٹیکسی انگیج کرنا چاہتا تھا تاکہ بارٹلے جب کوٹھی سے باہر نکلے تو اس کی نگرانی کر سکے۔

چنانچہ وہ تیزی سے نیچے اترا اور تیزی سے مین روڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا

عمران مارٹن کنگ کے ہوٹل سے نکل کر سیدھا جمیس بروکر کی طرف گیا۔ مارٹن سے جب جمیس گفتگو کر رہا تھا تو عمران نے محسوس کیا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی اور شخص بھی موجود ہے اور اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ شخص مارکس ہو سکتا ہے۔ وہی گینگ کا نمبر ٹو۔ اور عمران سوچ رہا تھا کہ اب اسے جمیس کے ذریعے ہر حالت میں مارکس کا پتہ چلانا پڑے گا۔ اگر وہ مارکس تک پہنچ گیا تو پھر مادام وی کو ڈھونڈ نکالنا مشکل نہ ہو گا۔

چنانچہ وہ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا یہی سوچ رہا تھا جبکہ ٹیکسی تیزی سے ڈان ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جمیس بروکر کی دارالحکومت میں موجودگی بھی عمران کے لئے ایک انکشاف کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس نے کچھ عرصہ پہلے ہی مافیا کے خلاف کام کیا تھا اور اس کے مقامی سربراہ جاگر سمیت پوری تنظیم کو

ں سے اکھاڑ پھینکا تھا۔ مگر اب مارٹن سے معلوم ہوا کہ مافیا نے جمیس بروکر کو بطور سربراہ یہاں بھیجا ہے۔

چند ہی لمحوں بعد ٹیکسی ڈان ہوٹل کی عظیم الشان عمارت کے سامنے جا کر ر گئی۔ ہوٹل کے دربان نے بڑی پھرتی سے آگے بڑھ کر ٹیکسی کا دروازہ کھولا یسے ہی عمران باہر آیا وہ جھجک کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اسے شاید ٹیکسی سے عمران ے غنڈے کی بجائے کسی معزز آدمی کے برآمد ہونے کا یقین تھا جس سے اسے بڑی پ وصول ہو جاتی۔ مگر عمران جس میک اپ میں تھا۔ ایسے لوگ ٹپ دینے کی بجائے لی مار دینا زیادہ آسان سمجھتے ہیں۔

عمران نے ٹیکسی سے نکل کر بڑے اطمینان سے ایک چھوٹا نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا اور پھر مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈان ہوٹل کی شہرت کچھ اتنی زیادہ نہ تھی۔ اس لئے عمران ٹائپ کے ب وہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دربان نے بھی اسے نہ روکا۔ ر وہ ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کاؤنٹر پر ایک گول مٹول چہرے والا ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔

"مجھے جمیس بروکر سے ملنا ہے ——— مجھے مارٹن کنگ نے بھیجا ہے" ران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"بھاگ جاؤ ——— اتنے بڑے بڑے نام لینے والے زیادہ عرصہ زندہ ہیں رہتے" ——— کاؤنٹر مین نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل چیخ نکل گئی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اسے کاؤنٹر کے اوپر سے گھسیٹ لیا تھا۔ کاؤنٹر مین نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا مگر اسی لمحے عمران کی

لات گھومی اور کاؤنٹرمین ہوا میں اڑتا ہوا ہال میں موجود ایک میز پر جا گرا۔ ہال میں موجود افراد اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

کاؤنٹرمین کا یہ حشر دیکھ کر ہوٹل کے بیرے تیزی سے گھیرا ڈال کر عمران کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے تیور خاصے خطرناک تھے۔ وہ تعداد میں پانچ تھے۔ اور خاصے سخت جسموں کے مالک نظر آتے تھے۔ کاؤنٹرمین اب اٹھ کر اپنے منہ سے بہنے والا خون پونچھ رہا تھا۔

"سنو —— مجھے صرف جمیسن بروکر سے ملنا ہے" —— عمران نے اپنی طرف بڑھتے ہوئے بیروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی ملاتے ہیں —— تم جیسے بدمعاشوں سے ملنے کے لئے اسے جہنم میں جانا پڑے گا" —— ایک بیرے نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان پانچوں نے بیک وقت عمران پر چھلانگیں لگا دیں۔ ان کا انداز بڑا جچا تلا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ لڑنے بھڑنے کے فن میں خاصی مہارت رکھتے ہوں۔

مگر ظاہر ہے ان کے مقابلے پر عمران تھا۔ اس لئے ان کی مہارت ان کے کسی کام نہ آسکی۔ جیسے ہی ان پانچوں نے عمران پر حملہ کیا۔ عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور اچھل کر کاؤنٹر کے دوسری طرف پہنچ گیا اور وہ پانچوں اپنے ہی زور میں کاؤنٹر سے آٹکرائے۔ کاؤنٹر سے ٹکرا کر وہ جیسے ہی نیچے گرے عمران نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور کاؤنٹر کے اوپر سے اڑتا ہوا ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ ان پانچوں کی پشت کاؤنٹر کی طرف تھی جبکہ عمران ہال کی طرف پشت کئے ان کے سامنے کھڑا تھا ان میں سے دو کی ناک سے خون بہہ رہا تھا وہ شاید براہ راست کاؤنٹر سے جا ٹکرائے تھے۔

اور دوسرے لمحے عمران نے انہیں دوبارہ حملہ کرنے کا موقع نہ دیا۔ وہ اپنی ایڑی پر لٹو کی طرح گھوما اور اس کی دوسری لات کسی تلوار کی طرح دو ویٹروں کی پسلیوں میں پوری قوت سے پڑی اور ان دونوں کے حلق سے طویل چیخیں نکل گئیں۔ اسی لمحے عمران نے اچھل کر ایک کا بازو پکڑا اور پھر اسے یوں جھپٹ کر دونوں ہاتھوں سے سر پر اٹھا لیا جیسے وہ شخص گوشت اور ہڈیوں کی بجائے تنکوں کا بنا ہوا ہو۔ اس نے پوری قوت سے اس ویٹر کو اپنے سر پر گھمایا اور پھر باقی ویٹروں پر دے مارا۔ چوٹ کھانے والا ویٹر نہ صرف خود گرا بلکہ اپنے ساتھ تین دوسرے ویٹروں کو بھی لیتا گیا۔

اب وہ پانچوں فرش پر تھے اور عمران ان کے سروں پر کھڑا تھا۔ پھر عمران نے اپنا مخصوص ناچ شروع کر دیا۔ وہ دونوں پیروں پر اچھلتا اور پھر اس کے بوٹ کی ٹھوکریں دو ویٹروں کے چہروں پر پوری قوت سے پڑتیں۔ اس کے انداز میں اتنی تیزی تھی کہ اس نے ان پانچوں میں سے ایک کو بھی اٹھنے نہ دیا۔ اور زیادہ سے زیادہ دو منٹوں بعد وہ پانچوں اپنے جبڑے تڑوا کر کاؤنٹر کے سامنے فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

پورے ہال میں موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ سب لوگ عمران کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان کی بجائے مریخ کا باشندہ ہو۔ اتنی پھرتی اور تیزی اور مہارت کی شاید وہ کسی انسان سے توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔

لفٹ کے قریب دو غیر ملکی موجود تھے۔ وہ بڑے اطمینان سے عمران کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر گہری دلچسپی کے آثار نمایاں تھے جیسے ہی عمران نے اپنی حرکت بند کی ان میں سے ایک جس نے سر پہ ہیٹ پہن رکھا تھا تیزی سے آگے بڑھا۔

" میرا نام جیمس بروکر ہے ——— کیا تم مجھ سے ملنے آئے تھے" ——— ہیٹ والے نے کہا۔

" اوہ ——— تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا ——— یہ لوگ خواہ مخواہ میرے ہاتھوں مارے گئے ——— میرا نام فیروز ہے اور مجھے مارٹن کنگ نے بھیجا ہے" ——— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— تو تم ہی وہ فیروز ہو جس کی تعریف مارٹن نے کی تھی ——— واقعی تم انتہائی تیز صلاحیتوں کے مالک ہو ——— آؤ میرے ساتھ" ——— جیمس نے بڑی تحسینی نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور عمران اس کے ساتھ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

" تم بھی آؤ مارکس" ——— جیمس بروکر نے دوسرے غیر ملکی سے کہا اور اس نے سر ہلا دیا۔ اور عمران کو مارکس کا نام سن کر درحقیقت بڑی مسرت ہوئی کیونکہ اب مادام وی اسے اپنے قریب آتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ مگر اس نے چہرے کو بالکل سپاٹ ہی رکھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران تیسری منزل کے ایک کمرے میں ان دونوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

" ہاں ——— پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں وی گینگ کے متعلق کیسے علم ہوا کہ وہ آجکل اس ملک میں کام کر رہا ہے" ——— جیمس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میں نے راج نگر میں سنا تھا" ——— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

" ہوں ——— اچھا یہ بتاؤ کہ مقامی سیکرٹ سروس سے تمہارا کیا تعلق ہے" جیمس نے پوچھا۔

" کوئی تعلق نہیں" ——— عمران نے جواب دیا۔

" مگر مارٹن نے تو کہا تھا کہ تم سیکرٹ سروس سے متعلق رہے ہو" ——— س نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میرا اس سے براہ راست تعلق تو نہیں البتہ میرا استاد سیکرٹ سروس سے علق تھا ——— میں نے مارشل آرٹ کی ٹریننگ اسی سے حاصل کی تھی۔ وہ ب مر چکا ہے" ——— عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تم مقامی سیکرٹ سروس کے ممبران کو جانتے ہو" ——— مارکس نے پہلی ر زبان کھولی۔

" ہاں ——— اچھی طرح جانتا ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔

" تم وی گینگ میں کیوں شامل ہونا چاہتے ہو" ——— مارکس نے ہی پوچھا۔

" صرف شوق کی خاطر ——— میں کسی ایسی تنظیم میں شامل ہونا چاہتا ہوں جو بین الاقوامی نوعیت کی ہو اور حکومتوں کے تختے الٹنے جیسے شاندار کام کرتی ہو" ——— عمران نے جواب دیا۔

اسی لمحے عمران کو اپنی کلائی پر ہلکی ہلکی ضربیں لگتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ سمجھ گیا کہ کسی کی کال آئی ہے ——— مگر یہاں سچویشن ایسی تھی کہ وہ کال سن نہ سکتا تھا۔

" مارٹن کو کب سے جانتے ہو" ——— اچانک جیمس نے پوچھا۔

" تم نے تو میرا یوں انٹرویو لینا شروع کر دیا ہے جیسے مجھے کسی دفتر میں کلرک بھرتی ہونا ہو ——— میں اس ٹائپ کا آدمی نہیں ہوں ——— سنا تم نے" ——— اچانک عمران ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

" اوہو ——— تم تو ناراض ہو گئے دوست ——— آخر اتنے بڑے کام

کے لئے کسی سے سفارش کرنے سے پہلے ہمیں تفصیلی چھان بین تو کرنی ہی ہوتی ہے" ـــــ جیمس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کلائی پر ضربیں مسلسل لگ رہی تھیں۔

"اس کے باوجود مجھے اس قسم کا انٹرویو پسند نہیں ـــــ تم صرف مجھے اس گینگ کے آدمی سے ملوا دو ـــــ میں اپنی صلاحیتوں سے انہیں قائل کر لوں گا کہ میں ان کے گینگ کے لئے کارآمد ہوں یا نہیں ـــــ بس اتنا سا کام ہے ـــــ تم ہاں یا نہ میں جواب دو ـــــ میں ذرا ٹائلٹ تک ہو آؤں"۔

عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اٹھ کر ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ کلائی پر لگنے والی مسلسل ضربیں بتا رہی تھیں کہ کوئی اہم کال ہے۔

عمران نے پھرتی سے ٹوائلٹ کا دروازہ بند کیا اور پھر اس نے ٹوائلٹ کے آخری کونے میں جا کر کلائی میں پہنی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دو بار کھینچ کر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ چمکنے لگا۔

"ہیلو ـــــ اوور" ـــــ عمران نے گھڑی کو منہ سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر اسے کان سے لگا لیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے ـــــ جلدی بتاؤ ـــــ میرے پاس وقت بہت کم ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ـــــ مس شوگی بوستان کالونی کی کوٹھی سے میک اپ

کل آئی ہے۔ اور اب ہوٹل منگول کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر انیس میں
نیم ہے ـــــ یہاں اس کا نام شالی ہے۔ میں نے بھی اسی ہوٹل میں
لے لیا ہے ـــــ یہاں اس کا فون آیا ہے۔ فون کرنے والا بوستان
ن کی اسی کوٹھی میں رہائش پذیر ایک غیر ملکی بارٹلے ہے ـــــ اس نے
کو کہا ہے کہ وہ صبح سات بجے گلریز کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں رپورٹ
ے ـــــ وہاں کوئی مادام اسے کوئی چیز دے گی جسے اس نے سر سلطان
پہنچانا ہے ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان ـــــ یعنی اپنے سر سلطان" ـــــ عمران نے حیرت
ے لہجے میں جواب دیا۔

"جی ہاں ـــــ بارٹلے نے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کا نام لیا
ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ مگر وہ کیا چیز ہے ـــــ اوور" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"تفصیل نہیں معلوم ہو سکی ـــــ صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ مادام نے
سلطان پر اپنا کوئی مخصوص حربہ استعمال کیا ہے ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے
ب دیا۔

"اوہ ـــــ اچھا ـــــ ایسا کرو کہ تم شوگی کو چھوڑ کر بارٹلے کی نگرانی
و ـــــ اگر یہ وہی بارٹلے ہے جسے میں جانتا ہوں تو یہ انتہائی خطرناک
ن ہے۔ اس کی مکمل نگرانی ہونی چاہیئے ـــــ اوور" ـــــ عمران نے
ے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے جواب دیا اور پھر گھڑی کے ونڈ بٹن

کو مخصوص انداز میں دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

" ٹائیگر نے حیرت انگیز خبر سنائی تھی کہ مادام نے سر سلطان پر کوئی حربہ آزمایا ہے۔ بہرحال اسے مادام کی رہائش گاہ کا علم ہو گیا تھا اور یہی وہ چاہتا تھا۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اب اسے جیمس کی سفارش کی ضرورت نہ رہی تھی۔ چنانچہ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا، اچانک کی ہول سے سفید رنگ کی ایک گیس کسی دھار کی طرح اندر آئی اور پھر تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔

عمران کی نظریں چونکہ اوپر لگی ہوئی چٹخنی کی طرف تھیں۔ اس لئے وہ گیس کو اندر آتے نہ دیکھ سکا۔ البتہ جیسے ہی اس نے چٹخنی پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولنا چاہا اسے گیس کی بو محسوس ہوئی۔ اس نے تیزی سے چٹخنی کھولی اور سانس روکنے کی کوشش کی مگر اسے شاید کافی دیر ہو چکی تھی۔ زود اثر گیس نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا اور پھر عمران آدھا دروازہ ہی کھول پایا تھا کہ اس کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے اور وہ دھڑام سے وہیں دروازے کے سامنے ڈھیر ہو گیا۔

مادام نے جیسے ہی ٹرانسمیٹر آف کیا۔ کمرے کے دروازے پر لگا ہوا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ مادام نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

سکرین پر مارکس کی شکل نظر آ رہی تھی۔ مادام نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے وہ بٹن آف کر کے ایک اور بٹن دبایا تو دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور دروازے کے باہر موجود مارکس تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔

" مادام ـــــ میں نے پرنس کو قابو کر لیا ہے " ـــــ مارکس نے مسرت سے چہکتے ہوئے کہا۔

" پرنس کو قابو کر لیا ہے ـــــ وہ کیسے " ـــــ مادام نے بے اختیار پوچھا۔

" مادام ـــــ میں آپ کے حکم کے مطابق جیمس بروکر سے ملنے گیا۔ وہاں ابھی میں اس سے بات چیت کر رہا تھا کہ اچانک یہاں کے مشہور غنڈے مارٹن گنگ کی کال آئی۔ اس نے کسی شخص فیروز کا ذکر کیا کہ وہ ہمارے گینگ میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ سیکرٹ سروس کے عمران کو جانتا ہے۔ اس پر میں کھٹک گیا۔ چنانچہ میرے اشارے پر جیمس نے اس شخص کو بلوا لیا۔

وہ شخص جب ہمارے پاس پہنچا تو اس کے چلنے کا انداز جانا پہچانا معلوم ہو رہا تھا۔ بہرحال میں اور جیمس اسے کمرے میں لے آئے اور اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ وہ قدرے گھبرا گیا۔ ابھی ہماری پوچھ گچھ جاری تھی کہ اچانک وہ اٹھ کر ٹوائلٹ میں گھس گیا جس پر میرا شک پختہ ہو گیا۔ میں نے اپنے شک کا اظہار جب جیمس سے کیا تو اس نے تیزی سے اٹھ کر ایک مشین کا بٹن آن کر دیا۔ وہ چونکہ مافیا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنے پورے اپارٹمنٹ میں خفیہ ٹرانسمیٹر کا جال بچھایا ہوا ہے۔ اس طرح ہم ٹوائلٹ میں ہونے والی گفتگو سے آگاہ ہو گئے ——— وہاں پرنس نے کسی کی طرف سے ٹرانسمیٹر کال موصول کی مجھے افسوس ہے کہ کال کا آخری حصہ سنا جا سکا جس کا فقرہ یہ تھا کہ بارٹلے کی نگرانی کی جائے۔ وہ خطرناک شخص ہے ——— بہرحال میرے لئے اتنا ہی کافی تھا۔ چنانچہ میرے کہنے پر جیمس نے کی ہول سے زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس اندر داخل کی اور پرنس بے ہوش ہو کر دروازے میں ہی گر گیا" ——— مارکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" مگر یہ کس طرح پتہ چلا کہ وہ پرنس ہے ——— کیا اس نے زبان کھول دی" ——— مادام نے پوچھا۔

"نہیں مادام ——— وہ تو اب تک مسلسل بے ہوش ہے ——— بعد میں میں نے اسے طویل بیہوشی کا انجکشن لگا دیا تھا۔ کیونکہ وہ انتہائی خطرناک شخص تھا اور خدشہ تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل نہ جائے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" تو پھر" ——— مادام نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

" مادام ——— جب پرنس کو بے ہوش کر دیا گیا تو میں نے اس کا میک اپ

چیک کیا۔ پہلے تو ہم نے ہر ممکن کوشش کر لی مگر میک اپ صاف نہ ہوا مگر آپ مارکس کی صلاحیتوں کو جانتی ہیں ——— میں مسلسل کوشش میں لگا رہا اور پھر کارڈی پلاٹو ایف ۳۶ فارمولا جب استعمال کیا گیا تو میک اپ صاف ہو گیا اور پرنس کی اصل شکل سامنے آ گئی" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" اوہ ——— تو اس طرح پرنس یا عمران کا پتہ چلا" ——— مادام نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ——— میک اپ صاف کرنے میں تین گھنٹے لگ گئے ——— جب میک اپ صاف ہو گیا تو پھر میں بے ہوشی کے عالم میں ہی اسے یہاں لے آیا ہوں ——— اب وہ نیچے تہہ خانے میں موجود ہے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" اوہ ——— وہ کب ہوش میں آئے گا" ——— مادام نے پوچھا۔

" ابھی اسے ہوش میں آنے کے لئے ایک گھنٹہ مزید چاہیئے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" چلو ٹھیک ہے ——— ایک گھنٹے بعد اس سے بھی بات ہو جائے گی۔ ویسے میں نے بھی ایک داؤ کھیلا ہے ——— اور میں اس میں کامیاب بھی رہی ہوں یہ دیکھو" ——— مادام نے میز کی دراز سے ایک لفافہ نکال کر مارکس کے سامنے ڈال دیا۔

مارکس نے لفافہ کھول کر اس میں سے تصویریں نکال لیں اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

" یہ بوڑھا کون ہے مادام" ——— مارکس نے پوچھا۔

" یہ وزارت خارجہ کا سیکرٹری سر سلطان ہے ——— سیکرٹ سروس کا نگران انچارج" ——— مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا داؤ ہے ـــــ سیکرٹ سروس کے خلاف کے ساتھ ساتھ ہم اس سے بھی اپنے مشن کے متعلق فائدے اٹھا سکتے ہیں" ـــــ مارکس نے جواب دیا۔

"ہاں ـــــ کافی فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں ـــــ پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ مس شوگی کو یہ تصویریں دے کر سر سلطان کے پاس بھیجوں گی مگر مس شوگی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی بارٹلے بھی ـــــ اس لئے میں نے یہ پروگرام ختم کر دیا ہے ـــــ اب میرا خیال ہے کہ تم خود یہ تصویریں لے کر سر سلطان کے پاس جاؤ" ـــــ مادام نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں بات کر لوں گا" ـــــ مارکس نے حامی بھرتے ہوئے کہا اور مادام نے لفافہ دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دیا۔

"میں چاہتی ہوں کہ سیکرٹ سروس کا مسئلہ جلد از جلد نپٹ جائے تاکہ ہم اپنے اصل مشن پر کام شروع کر سکیں ـــــ یہ پہلا موقع ہے کہ ہم اصل مشن کی بجائے فضول جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں" ـــــ مادام نے کہا۔

"یہ سب کچھ مس شوگی کی وجہ سے ہوا ہے مادام ـــــ ورنہ جس انداز میں کام ہو رہا تھا اب تک ہم کامیاب بھی ہو چکے ہوتے" ـــــ مارکس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ مگر حالات کے پلٹنے کی کسے خبر ہوتی ہے ـــــ بہرحال اب میں اس مسئلے کو جلد از جلد ختم کرنا چاہتی ہوں" ـــــ مادام نے کہا۔

"پہلے تو مجھے یقین ہے کہ میں پرنس کی زبان کھلوا لوں گا ـــــ اس طرح ہمیں سیکرٹ سروس کے متعلق تفصیلات کا علم ہو جائے گا اور ہم بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کی مدد سے ان کا خاتمہ کر دیں گے ـــــ بفرض محال اگر پرنس نے زبان نہ کھولی تو پھر آپ دالاترپ کا پتا تو ہمارے پاس ہے ہی" ـــــ مارکس نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے ـــــ تم جا کر پرنس کو چیک کرو جیسے ہی اسے ہوش آئے مجھے کر دینا ـــــ میں خود وہاں آؤں گی" ـــــ مادام نے کہا۔

"بہتر مادام ـــــ ویسے مجھے یقین ہے کہ میں پرنس کی زبان کھلوانے کامیاب ہو جاؤں گا" ـــــ مارکس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے کے رازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیکرٹ سروس کے ممبران آجکل دربدر ہوئے پھر رہے تھے۔ ایکسٹو نے ان سب کو مختلف ہوٹلوں میں مختلف میک اپ میں رہنے کا حکم دیا تھا۔ اور کیپٹن شکیل عام غنڈے کے میک اپ میں آجکل ہوٹل ڈان میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ جس وقت عمران فیروز کے روپ میں ہوٹل ڈان میں داخل ہوا تھا اس وقت کیپٹن شکیل ہوٹل کے ہال میں موجود تھا۔ پہلے تو وہ عمران کو نہ پہچان سکا۔ کیونکہ عمران بالکل نئے میک اپ میں تھا۔ مگر جب عمران کی ویٹروں کے ساتھ لڑائی ہوئی تو وہ عمران کا انداز پہچان گیا۔ مگر وہ اطمینان سے ہال میں بیٹھا رہا اور اس نے اس بات میں کوئی دخل نہ دیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کی تربیت ہی اس انداز میں کی گئی تھی کہ وہ بغیر کسی خاص ضرورت کے کسی بھی بات میں دخل نہ دیتے تھے۔

جب عمران، مارکس اور جیمس کے ساتھ لفٹ پر سوار ہو کر اوپر چلا گیا اور ہال میں پھیلی ہوئی ابتری دور ہو گئی تو کیپٹن شکیل تیزی سے گیلری کی طرف بڑھا۔ یہاں ٹیلیفون بوتھ موجود تھا۔ وہ ایکسٹو کو اس بارے میں بتانا چاہتا تھا۔ سکے ڈال کر اس نے جیسے ہی نمبر گھمایا دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ" ——— کیپٹن شکیل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر ——— میں ہوٹل ڈان سے کال کر رہا ہوں ——— ابھی ابھی عمران ایک غنڈے کے میک اپ میں یہاں آیا ہے۔ یہاں اس کی ویٹروں سے بھرپور جنگ ہوئی ہے اور اب وہ ایک شخص جیمس کے ساتھ اوپر اس کے کمرے میں گیا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران" ——— ایکسٹو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں ——— میں نے اسے اس کے لڑنے کے انداز سے پہچانا ہے" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"یہ جیمس کون ہے ——— جس سے عمران ملنے گیا ہے" ——— ایکسٹو نے پوچھا۔

"مجھے اس کے بارے میں زیادہ معلومات تو نہیں ہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ وہ زیر زمین سرگرمیوں میں ملوث ہے ——— یہیں ہوٹل ڈان کی تیسری منزل پر رہتا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اچھا ——— ایسا کرو جب عمران چلا جائے تو اس جیمس کے متعلق مکمل تفصیلات حاصل کر کے مجھے رپورٹ کرو" ——— ایکسٹو نے اسے ہدایت کی

"بہتر جناب" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا" ——— ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

رابطہ ختم ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے تیزی سے رسیور ہک پر ڈالا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

فون بوتھ سے باہر نکل کر وہ سیدھا اس راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے یہاں آتے ہی ایک ویٹر سے دوستی لگا لی تھی اور اس کا ایک ایسا کام بھی کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ کافی پریشان تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ ویٹر جیمس کے متعلق اسے تفصیلات بتا سکے گا۔

ویٹروں کا کمرہ اس راہداری کے آخر میں تھا۔ وہ سیدھا اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا۔ ایک ویٹر باہر آیا۔

"سنو ——— رچرڈ اس وقت کہاں ملے گا" ——— کیپٹن شکیل نے اس ویٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"رچرڈ ویٹر" ——— ویٹر نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ویٹر ——— مجھے اس سے ضروری کام ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر کوئی لڑکی چاہیئے تو مجھے بتاؤ ——— میرے پاس رچرڈ سے زیادہ اچھا مال ہے" ——— ویٹر نے کیپٹن شکیل کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات نہیں ——— ایک ذاتی کام ہے" ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— یہ بات دوسری ہے ——— اس کی ڈیوٹی شروع ہونے

ابھی دیر تھی مگر اس کم بخت نے پانچ ویٹروں کو ناکارہ کر دیا ہے۔ اس لئے نے فوری طور پر ہمیں بلا لیا ہے ——— رچرڈ بھی بس ابھی پہنچنے ہی والا ہوگا" ——— نے کہا۔

"اوہ ——— اچھا ——— میں اس کا انتظار کر لیتا ہوں" ——— کیپٹن شکیل نے اور واپس مڑ گیا۔

پھر جیسے ہی وہ ہال میں پہنچا اس نے رچرڈ کو مین گیٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔ سادہ لباس میں تھا اور اس کا رخ راہداری کی طرف تھا۔ ظاہر ہے اس نے اپنے کمرے میں جا کر یونیفارم پہننی تھی۔

"ارے ——— مسٹر سلطان ——— آپ یہاں کیسے گھوم رہے ہیں" ——— رچرڈ نے کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہی مسکرا کر پوچھا۔

"تمہیں پوچھتا پھر رہا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— خیریت ——— مجھ سے کیا کام پڑ گیا" ——— رچرڈ نے کہا۔ وہ دونوں راہداری میں چلتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"مجھے یہاں رہنے والے ایک شخص جیمس کے متعلق تفصیلات چاہئیں" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جیمس بردر" ——— رچرڈ نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔

"بردر ہی ہوگا جو تیسری منزل کے دس نمبر کمرے میں رہتا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مسٹر سلطان ——— وہ انتہائی خطرناک شخص ہے ——— میرا مشورہ ہے کہ آپ اس کے چکر میں نہ پڑیں" ——— رچرڈ نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اسے چھوڑو ــــ یہ میرا مسئلہ ہے ــــ اگر تم اس کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو تو مہربانی" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا ــــ مسٹر سلطان ــــ میں نے دوستی کا فرض ادا کر دیا کہ آپ کو آگاہ کر دیا ــــ آپ کا مجھ پر احسان ہے اس لئے میں آپ کو تمام تفصیلات بتا دوں گا ــــ مگر یہاں نہیں ــــ آپ اپنے کمرے میں جائیں میں اسی منزل کی ڈیوٹی لے لیتا ہوں۔ پھر آپ کے کمرے میں آکر بتاؤں گا" رچرڈ نے جواب دیا۔

"او کے ــــ ذرا جلدی آنا ــــ میں انتظار کر رہا ہوں" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی جیب سے پچاس کا نوٹ نکال کر رچرڈ کی جیب میں گھسیڑ دیا۔

"ارے ــــ ارے ــــ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔ مجھے شرمندہ کرتے ہیں" رچرڈ نے نوٹ واپس نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ اسے رکھو۔ میں اپنی خوشی سے دے رہا ہوں" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے ہوٹل کی آٹھویں منزل میں اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ رچرڈ نے جس انداز میں جیمس بروکر کے متعلق بات کی تھی اس لحاظ سے اسے یقین تھا کہ کوئی چونکا دینے والا ہی انکشاف ہوگا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاؤ ــــ دروازہ کھلا ہوا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے بلند آواز سے کہا اور رچرڈ دروازہ کھول کر اندر آگیا۔ اس نے بڑے محتاط انداز میں دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر وہ کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا۔

"سلطان صاحب ــــ میں آپ کو بتا تو دیتا ہوں مگر یہ خیال رہے کہ نام کہیں نہ آئے ورنہ میری موت یقینی ہو جائے گی" ــــ رچرڈ نے ـزدہ انداز میں کیپٹن شکیل کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی دشیانہ تھا۔

"تم بے فکر رہو رچرڈ" ــــ کیپٹن شکیل نے اسے تسلی دیتے ہوئے ہا۔

"جیمس بروکر بدنام زمانہ تنظیم مافیا کا مقامی سربراہ ہے" ــــ رچرڈ نے کشاف کیا اور کیپٹن شکیل بھی اس انکشاف پر بری طرح اچھل پڑا۔ اس کے ن کے کسی گوشے میں ایسی بات کا تصور تک نہ تھا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو" ــــ کیپٹن شکیل نے یقین نہ آنے والے لہجے ں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب ــــ اس ہوٹل میں مجھے ہی صرف ں بات کا علم ہے اور مجھے بھی بس اتفاق سے اس بات کا علم ہو گیا۔ یہ نتہائی خطرناک تنظیم ہے ــــ اگر جیمس کو پتہ چل گیا کہ مجھے اس کی صلیت کا علم ہے تو وہ یقیناً مجھے مچھر کی طرح مسل دے گا" ــــ رچرڈ نے وفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو ــــ تمہارا نام نہ آئے گا ــــ مگر کیا یہ کمرہ ہی اس کا ہیڈ کوارٹر ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں ــــ اور اس میں اس نے بڑے خفیہ انتظامات کر رکھے ہیں۔ کمرے سے نکلنے کے لئے اس نے ایک ایسا مخصوص راستہ بنایا ہوا ہے جو عقبی گلی میں نکلتا ہے ــــ اور آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہوٹل بھی مافیا کی ملکیت

ہے" ـــــ رچرڈ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ واقعی دلچسپ بات ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ اس چکر میں نہ پڑیں سلطان صاحب ـــــ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ـــــ انسان کو مکھی سے بھی زیادہ اہمیت نہیں دیتے" ـــــ رچرڈ نے ایک بار پھر مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ـــــ میں تو اپنے ایک دوست کے بارے میں فکرمند تھا ـــــ آج میں نے اسے جیمس سے ملتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس کے ساتھ اس کے کمرے میں گیا تھا" ـــــ کیپٹن شکیل نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تو پھر آپ اس دوست سے دور رہیں ـــــ یہ میرا مشورہ ہے ـــــ اچھا مجھے اجازت ـــــ آج میری ڈیوٹی جیمس نے مینجر والی منزل پر لگائی ہے ـــــ میں صرف آپ کو تفصیلات بتانے آ گیا تھا ایسا نہ ہو کہ جیمس مجھے طلب کرے اور میں نہ پہنچوں تو پھر میری خیر نہیں" ـــــ رچرڈ نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اچھا سنو رچرڈ ـــــ ایک اور احسان کر دو مجھ پر ـــــ ذرا جیمس کے کمرے میں سن گن لو کہ میرا دوست وہاں کیا کر رہا ہے ـــــ وہ ایک غنڈے کے روپ میں ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا ـــــ میں دیکھتا ہوں ـــــ اگر آپ کا دوست وہاں موجود ہوا تو میں آپ کو کچھ بتا سکوں گا ـــــ آپ میرا انتظار کریں" ـــــ رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

کیپٹن شکیل سوچ رہا تھا کہ آخر عمران غنڈے کے روپ میں مافیا کے سربراہ سے ملنے کیوں آیا ہے جبکہ ایکسٹو کو بھی جیمس کے بارے میں علم نہیں ہے

ہر حال وہ خود مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایکسٹو نے اس کے ذمہ جو کام لگایا تھا اس نے کر لیا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کے متعلق رپورٹ مل جائے تو پھر وہ ایکسٹو سے رابطہ قائم کرے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹہ مزید اسے انتظار کرنا پڑا۔ پھر رچرڈ اندر داخل ہوا۔ مگر اس کا چہرہ دیکھتے ہی کیپٹن شکیل چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"سلطان صاحب آپ کا دوست مصیبت میں ہے۔ جیمس پروکر اور اس کے ساتھی نے اسے بے ہوش کر دیا ہے اور وہ اس کا میک اپ صاف کر رہے ہیں" ـــــ رچرڈ نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ارے ـــــ وہ کیسے ـــــ تمہیں کیسے پتہ چلا" ـــــ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اس طرح پتہ چلا کہ جیمس نے مجھے بلا کر ایک دوا لانے کے لئے بھیجا۔ مگر اس نے مجھے دروازہ میں ہی کھڑا کر کے وہ کاغذ دیا تھا جس پر دوا لکھی ہوئی تھی۔ مگر میری نظریں فرش پر پڑے ہوئے تمہارے دوست پر پڑ گئیں۔ دوسرا آدمی تولئے سے تمہارے دوست کا منہ رگڑ رہا تھا۔ میں جب دوا لینے میڈیکل سٹور پر پہنچا تو میڈیکل سٹور والے نے مذاقاً مجھے کہا کہ تمہارے کسی گاہک کو میک اپ اتارنا پڑ گیا ہے۔ تبھی یہ دوا منگوائی ہے" ـــــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ وہ دوا تم نے کب لا کر دی ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا

"دس منٹ ہوئے ہیں ـــــ دوا لانے کے بعد مجھے ایک اور گاہک کو سرو کرنا پڑ گیا۔ اب میں فرصت ملتے ہی تمہارے پاس دوڑا آیا ہوں" ـــــ رچرڈ نے کہا۔

"اچھا ـــــ یہ بتاؤ کہ جیمس کے دروازے کا عقبی دروازہ کہاں سے نکلتا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل کی عقبی گلی میں سڑک کے قریب دروازہ ہے" ـــــ رچرڈ نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

رچرڈ کے جانے کے بعد کیپٹن شکیل اٹھا۔ اس نے الماری کھول کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور جیب میں ڈال لیا۔ اور پھر خود تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ اس کی اپنی کار پارکنگ میں موجود تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ عمران کو وہ اسی عقبی سمت سے ہی نکال کرلے جائیں گے۔ اس لئے اس نے براہِ راست مداخلت کرنے کی بجائے نگرانی کرنی ہی مناسب سمجھی۔ وہ تیزی سے لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچا اور پھر مین گیٹ سے ہوتا ہوا سیدھا پارکنگ میں پہنچا پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔

چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا کمپاؤنڈ گیٹ سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کی عقبی سمت میں آگیا۔ اس نے کار ایک ایسی جگہ روکی جہاں سے وہ عقبی گلی پر نظر رکھ سکتا تھا۔

ابھی اسے وہاں پہنچے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اس نے ایک سیاہ رنگ کی لیموسین کار عقبی گلی میں داخل ہوتے دیکھی۔ وہ کار ہوٹل کے عقبی دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔

کیپٹن شکیل اندھیرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے اس کے چیک ہونے کا خدشہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا اور پھر اس نے دروازے میں سے ایک آدمی کو باہر نکلتے دیکھا اس نے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ عمران کاندھے پر لدا ہوا ہے۔ عمران سمیت

وہ آدمی تیزی سے کار کی پچھلی نشست پر سوار ہوگیا۔ اور دوسرے لمحے کار تیزی سے بیک ہوئی اور پھر شمال کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

مناسب فاصلہ دے کر کیپٹن شکیل نے اس کا تعاقب شروع کردیا۔ وہ اس بارے میں خاصا محتاط تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار گلریز کالونی میں داخل ہوگئی اور پھر کار ایک کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ ڈرائیور نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن دبایا اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ کار وہیں رکی رہی البتہ وہی آدمی عمران کو کاندھے پر لادے پھاٹک کے اندر داخل ہوگیا۔ اور پھاٹک بند ہوتے ہی کار والا واپس چلا گیا۔

کیپٹن شکیل چند لمحے وہیں رکا رہا اور پھر اس نے کار موڑی اور کالونی کی مین مارکیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ جلد از جلد ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ مین مارکیٹ میں اسے ایک فون بوتھ نظر آگیا اور کیپٹن شکیل نے کار روکی اور نیچے اتر کر سیدھا فون بوتھ میں داخل ہوگیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یس ـــــ کیا رپورٹ ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"سر ـــــ وہ جیمس بردکر مافیا کا مقامی سربراہ ہے۔ اور مزید یہ کہ عمران کو اس نے بے ہوش کردیا اور پھر اس کا میک اپ اتار کر اسی بیہوشی کے عالم میں اسے وہاں سے نکال کرلے گئے ـــــ میں نے ان کا تعاقب کیا تو عمران کو گلریز کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں لے جایا گیا ہے۔ عمران ابھی تک وہیں ہے" کیپٹن شکیل نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ اس کا مطلب ہے عمران خطرے میں ہے" ــــ ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"معلوم تو ایسا ہی ہو رہا ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا عمران کو لے جانے والا جیمس ہی تھا" ــــ ایکسٹو نے پوچھا۔

"نہیں جناب ــــ جیمس کو تو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں ــــ یہ کوئی اور شخص تھا" ــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں سے فون کر رہے ہو" ــــ ایکسٹو نے پوچھا۔

"میں گلریز کالونی کی مین مارکیٹ میں موجود ہوں" ــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تم وہیں رکو ــــ میں دوسرے ممبران کو بھیج رہا ہوں ــــ تم میں سے ایک کوٹھی کے اندر داخل ہو اور حالات کا اندازہ کرے۔ اگر عمران کو ضرورت ہو تو پھر کوٹھی پر ریڈ کر دیا جائے ورنہ نہیں" ــــ ایکسٹو نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس بی فائیو ٹرانسمیٹر تو ہے نا" ــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"جی ہاں جناب" ــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوکے ــــ تم وہیں انتظار کرو ــــ باقی لوگ ابھی وہاں پہنچ جاتے ہیں" ــــ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے رسیور ہک میں لٹکایا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل کر کار کی طرف بڑھتا چلا گیا

عمران کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں موجود پایا۔ اس کا جسم چمڑے کی مضبوط بیلٹوں کے ذریعے ایک بڑی سی کرسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ بیلٹیں کچھ اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ عمران کے لئے حرکت کرنا ہی ممکن نہ تھا۔ صرف وہ اپنے سر کو حرکت دے سکتا تھا۔

کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا اور اس کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ کوئی تہہ خانہ ہے۔ اس کا ایک ہی دروازہ تھا اور اوپر چھت کے قریب ایک روشندان تھا جس پر مضبوط سی جالی لگی ہوئی تھی۔ کمرے کی چھت کے درمیان ایک بلب جل رہا تھا ابھی وہ کمرے کا جائزہ لے رہا تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس میں سے مارکس داخل ہوا۔

"تمہیں ہوش آ گیا پرنس" ــــ مارکس نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کہاں ہوش آیا ہے ــــ ہوش آ جاتا تو اس عالم میں بندھا ہوا نہ ہوتا۔ اور تم سناؤ کیا حال چال ہیں ــــ تمہاری مادام وی کا کیا حال ہے۔ سنا ہے بڑی چھک چھلو قسم کی عورت ہے۔ یار اسے بلا لو۔ شاید اسے دیکھ کر مجھے ہوش آ جائے" ــــ عمران کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔

"ہوں ــــ اس کا مطلب ہے تم ہمارے متعلق کافی کچھ جان گئے

ہو"۔۔۔۔ مارکس نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"ارے کہاں جان گیا ہوں ۔۔۔۔ بس تم سے تعارف ہوا ہے مسٹر مارکس"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بڑا اطمینان تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ تمہاری آخری خواہش ابھی پوری ہو جاتی ہے ۔۔۔۔ میں مادام کو بھیجتا ہوں"۔۔۔۔ مارکس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا دروازہ اس نے باہر سے بند کر دیا۔

عمران نے اس کے جاتے ہی اپنے ہاتھوں کو حرکت دینی شروع کر دی ۔ وہ اپنے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں کو استعمال میں لانا چاہتا تھا۔ مگر جلد ہی اس پر انکشاف ہوا کہ اس کے ناخنوں کے نیچے چھپے ہوئے بلیڈ غائب ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی بڑی باریک بینی سے تلاشی لی گئی ہے۔ پہلی بار اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات پیدا ہوئے ۔ کیونکہ اب ان بیلٹوں سے چھٹکارا پانا ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ وہ ابھی اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نوجوان اور پر شباب دوشیزہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر لباس نہ ہونے کے برابر تھا۔ چہرے سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک سیدھی سادی سوسائٹی گرل قسم کی عورت ہے مگر اس کی آنکھوں سے جھانکتی ہوئی سفاکی اور سرد مہری اس کی اصلیت کا پتہ دے رہی تھی۔ مارکس اس کے پیچھے تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی مادام ہی ہے۔ بین الاقوامی مجرموں کی تنظیم دی گینگ کی موجودہ سربراہ۔

"ہوں ۔۔۔۔ تو یہ پرنس ہے"۔۔۔۔ مادام نے آگے بڑھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بس مادام ۔۔۔۔ اور یہ ہمارے متعلق بہت کچھ جانتا ہے"۔۔۔۔ مارکس نے کہا۔ اس کا لہجہ قدرے مؤدبانہ تھا۔

"کوئی حرج نہیں ۔۔۔۔ اب اس نے قبر میں ہی جانا ہے ۔۔۔۔ وہاں اگر فرشتوں کو بے شک ہمارے متعلق بتا دے"۔۔۔۔ مادام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تم ساتھ دو مادام وی تو میں قبر میں جانے کے لئے بھی تیار ہوں آہ ۔۔۔۔ واہ ۔۔۔۔ وہاں ہم دونوں ہوں گے اور کوئی ڈسٹرب کرنے والا نہ ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے زبان کھولی۔

"خاصے جیالے ہو ۔۔۔۔ مارکس مزید وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے ۔۔۔۔ بس دو چار سوال پوچھ لو اور پھر اس کی چھٹی کراؤ"۔۔۔۔ مادام نے ایک طرف ہٹتے ہوئے سرد لہجے میں مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر مادام"۔۔۔۔ مارکس نے دو قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔۔۔۔ اس بچو کو سوال پوچھنے کے لئے کیوں کہہ رہی ہو۔ تم پوچھو تو میں سب کچھ بتانے کو تیار ہوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ پڑا اور کمرہ چٹاخ کی آواز سے گونج اٹھا۔ مارکس نے اپنے آپ کو بچو کہنے کا انتقام فوری لے لیا تھا۔

"بکواس کرتے ہو ۔۔۔۔ میں تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں گا"۔ مارکس نے غصے سے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہو ۔۔۔۔ میرے خیال میں خاصے عرصے سے قصائی کا کام کر رہے ہو"۔

عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کے چہرے پر مارکس کی پانچوں انگلیاں اپنا نشان چھوڑ گئی تھیں۔

"مسٹر پرنس ——— میں وقت ضائع کرنے کی عادی نہیں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے ——— ہماری تنظیم کا یہ رویہ ہے کہ وہ کسی سے الجھے بغیر اپنا مشن مکمل کرتی ہے ——— مگر تمہاری اور سیکرٹ سروس کی بدقسمتی کہ وہ خواہ مخواہ درمیان میں کود پڑی۔ اس لئے اب تمہارا اور سیکرٹ سروس کا خاتمہ ضروری ہو چکا ہے ——— اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرنے سے پہلے خواہ مخواہ کا تشدد برداشت نہ کرو اور سیکرٹ سروس کے متعلق تمام تفصیلات بتا دو" ——— مادام نے مارکس کو ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے کہا۔

"اگر تم یہ جانتی ہو کہ میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر مجھ سے کچھ پوچھنا تمہاری حماقت ہے ——— ویسے اتنا بتا دوں کہ میرا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے جھوٹ بولنے سے ہماری معلومات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہمارے پاس وہ فلم موجود ہے جس میں تم سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں جاتے ہوئے اور انچارج سے باتیں کرتے ہوئے صاف دکھائی دیتے ہو۔ اور یوں تو ہم نے سیکرٹ سروس کے سربراہ اور تمام ممبران کو قابو کر لیا تھا۔ مگر بس اتفاق تھا کہ وہ نکل گئے" ——— مادام نے جواب دیا۔

"مادام ——— یہ اس طرح نہ مانے گا ——— یہ لوگ ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل ہوتے ہیں ——— آپ دیکھیں کہ میں کس طرح اسے بولنے پر مجبور کرتا ہوں"

"ٹھہرو مارکس ——— خواہ مخواہ کا وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اپنے پتے" اسے دکھا دیتے ہیں ——— اگر یہ نہیں بتائے گا تو ہمیں کوئی نہیں پڑے گا" ——— مادام نے کہا اور پھر اس نے بلاؤز میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ باہر نکالا اور پھر اس میں سے ایک تصویر نکال کر عمران کی نظروں کے سامنے کر دی۔

"اسے غور سے دیکھو ——— یہ سیکرٹ سروس کا انچارج سر سلطان ہے اس کے پاس پوری سیکرٹ سروس کی فائل ہے" ——— مادام نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے باقی تین تصویریں بھی ایک ایک کر کے اس کو دکھا دیں ——— اس کے بعد اس نے تصویریں لفافے میں ڈالیں اور لفافہ دوبارہ بلاؤز میں رکھ لیا۔

"تو یہ تھا تمہارا وہ مخصوص حربہ جس کی بنا پر تم سوچ رہی تھیں کہ تم سر سلطان کو بلیک میل کر لو گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا ایسا نہیں ہو گا ——— سر سلطان کے پاس میری بات ماننے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے" ——— مادام نے جواب دیا۔

"یہ تمہاری بھول ہے ——— جیسے ہی یہ تصویریں سر سلطان کے پاس پہنچیں گی وہ خودکشی کر لیں گے ——— ان کا ٹائپ ہی اس قسم کا ہے۔ اور تمہارا یہ حربہ ناکام ہو جائے گا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اسے خودکشی کرنے کا موقع ہی نہیں دوں گا اور اگر اس نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو میں اسے اغوا کر لوں گی اور پھر اسے زبان کھولنی پڑے گی" مادام نے کہا۔

"میں تو سمجھتا تھا کہ دی گینگ کی سربراہ کوئی سمجھدار عورت ہو گی مگر اب

معلوم ہو رہا ہے کہ تم اس معاملے میں بالکل اناڑی ہو ۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ تم بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو ۔۔۔ بچگانہ خوش فہمی میں مبتلا ہو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں پتھریلا پن نمایاں تھا۔

"ہوں ۔۔۔ تم واقعی ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل سے ہو ۔۔۔ اچھا مارکس تم اپنا کام شروع کر دو ۔۔۔ میں نے سوچا تھا کہ اتنا خوبصورت جسم مرنے سے پہلے داغدار نہ ہو ۔۔۔ مگر یہ تو پٹھے پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتا" ۔۔۔ مادام نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پٹھے پر ہاتھ بیشک رکھ لو۔ میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا ۔۔۔ مگر یہ بتا دوں کہ تمہارا انجام قریب آ گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح ٹھوس لہجے میں کہا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ کس کا انجام قریب ہے" ۔۔۔ مارکس نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکالا اور اسے ایک جھٹکے سے کھول لیا۔ اب وہ چاقو ہاتھ میں لیے قدم بہ قدم عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عمران کے چہرے پر وہی اطمینان تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی فلم دیکھ رہا ہو

اور جیسے ہی مارکس عمران کے قریب پہنچا۔ اس کا چاقو والا ہاتھ فضا میں بلند ہوا۔ اسی لمحے عمران نے دونوں پاؤں پر زور دیا اور ایک جھٹکے سے کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا اور مارکس کا ہاتھ ہوا میں ہی لہرا کر رہ گیا۔ نیچے گرتے ہی عمران نے تیزی سے کروٹ بدلی۔ اور اب اس کا جسم زمین پر تھا اور اس کے پورے جسم کو کرسی نے ڈھانپ لیا تھا۔

مارکس نے آگے بڑھ کر کرسی کو سیدھا کرنا ہی چاہا تھا کہ عمران کے بندھے ہوئے ہاتھوں میں مارکس کی ٹانگ آ گئی اور پھر عمران نے کرسی سمیت ہی تیزی سے کروٹ بدلی اور مارکس لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا۔ چاقو اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا۔ مارکس کے نیچے گرتے ہی عمران نے ایک بار اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور وہ کرسی سمیت مارکس کے اوپر تھا۔ دوسرے لمحے عمران نے سر کی بھرپور ٹکر مارکس کے سر پر رسید کر دی۔ ٹکر اتنی شدید تھی کہ مارکس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

مادام تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے ایک بیلٹ کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ اور عمران کرسی سمیت ایک طرف لڑھک گیا۔

مارکس بوجھ ہٹتے ہی اٹھ بیٹھا مگر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو پکڑ رکھا تھا۔ ادھر بیلٹ کو پکڑ کر کھینچنے سے بیلٹ ڈھیلی پڑ گئی۔ اور عمران نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا۔

اس نے ڈھیلی بیلٹ سے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال لیے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ عمران کی طرف متوجہ ہوتے۔ عمران نے پھرتی سے دوسری بیلٹ کو کھولنا شروع کر دیا۔

"مادام ۔۔۔ مادام ۔۔۔ وہ بیلٹ کھول رہا ہے" ۔۔۔ مارکس کی نظر پڑ گئی تو وہ چیخ پڑا۔

مادام سانپ کی سی تیزی سے پلٹی اور پھر اس نے لپک کر فرش پر پڑا ہوا چاقو اٹھا لیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ فضا میں لہرایا۔ وہ شاید دور سے ہی عمران کے دل میں چاقو مارنا چاہتی تھی مگر اس سے پہلے کہ چاقو اس کے ہاتھ سے نکلتا۔ کمرہ

ایک فائر کی آواز سے گونج اُٹھا۔ اور چاقو مادام کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا اور مادام چیخ مار کر نیچے بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

"خبردار ——— اگر کسی نے حرکت کی تو دوسری گولی دل میں ترازو ہو جائے گی" ——— کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ وہ دروازے میں ریوالور لئے کھڑا تھا۔

مارکس ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور مادام بھی۔ اور دوسرا لمحہ کیپٹن شکیل پر بھی بھاری پڑا ——— کیونکہ مارکس کے ہاتھ سے ایک چھوٹا سا خنجر گولی کی طرح نکلا اور سیدھا کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا۔

کیپٹن شکیل ایک جھٹکے سے نیچے ہوا۔ مگر خنجر اس کے شانے میں جا لگا۔ اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اسی لمحے مارکس نے اس پر چھلانگ لگا دیا اور وہ کیپٹن شکیل کو لیتا ہوا دروازے سے باہر جا گرا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ہوا میں اڑتا ہوا واپس کمرے میں آیا اور اتفاق سے دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی مادام سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

کیپٹن شکیل نے نیچے گرتے ہی مارکس کو اپنے دونوں پیروں کی مدد سے واپس اچھال دیا۔ دوسرے لمحے کیپٹن شکیل تیزی سے اندر آیا۔

اس کے شانے سے خون بہہ رہا تھا۔ مگر اس کے ہاتھ میں وہی خنجر تھا اس نے شاید اسے اپنے شانے سے کھینچ لیا تھا۔ مارکس نیچے گرتے ہی اچھل کر اٹھا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے ایک تیز چیخ نکل گئی۔ خنجر ٹھیک اس کے دل پر پڑا تھا۔

اسی لمحے مادام اپنی جگہ سے اچھلی اور چھلانگ لگا کر اس طرف بڑھی جدھر

یپٹن شکیل کا ریوالور موجود تھا۔ مگر اتنی دیر میں عمران اپنے آپ کو آزاد کرا لا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی مادام ریوالور اٹھا کر مڑی۔ عمران نے اس پر چھلانگ ا دی۔ اور وہ اسے رگیدتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔

دام نے انتہائی پھرتی سے ریوالور کی نال عمران کے پیٹ میں گھسیڑ دی۔ مگر عمران کا جسم کسی بازیگر کی طرح مڑا اور مادام کسی گیند کی طرح اچھلتی ہوئی مارکس کے ریب فرش پر جا گری۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ مگر مادام خاصی رتھی نیچے گرتے ہی وہ اس طرح اچھل کر دوبارہ عمران سے آ ٹکرائی جیسے کسی گیند کو دیوار پر مارو تو وہ تیزی سے واپس آ جاتی ہے۔ اور عمران جو ریوالور اٹھانے کے لئے جھک رہا تھا۔ ایک جھٹکے سے فرش پر جا گرا۔

مادام نے بڑی پھرتی سے اپنی لات اس کے چہرے پر مارنی چاہی مگر ران نے اپنی ہتھیلی پوری قوت سے اس کے پیٹ میں مار دی اور مادام کے لق سے ایک چیخ نکل گئی۔ وہ جیسے ہی تکلیف کی شدت سے دوہری ہو کر یچھے ہٹی۔ عمران کی بھرپور لات اس کی پسلیوں پر پڑی اور وہ الٹ کر نیچے فرش پر جا گری۔ چند لمحوں تک ہاتھ پیر مارنے کے بعد وہ ساکت ہو گئی۔

کیپٹن شکیل شانہ دبائے خاموش کھڑا تھا۔ مارکس مر چکا تھا۔ خنجر ٹھیک اس کے دل میں لگا تھا۔

"میں بر وقت پہنچ گیا عمران صاحب" ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں دوست ——— تم وقت پر نہیں پہنچے بلکہ بے وقت پہنچے ہو۔ بڑی مشکل سے تو میں نے راضی کیا تھا اسے شادی کے لئے کہ تم رقیب روسیاہ کی طرح ٹپک پڑے" ——— عمران نے مادام کی طرف بڑھتے ہوئے

کہا۔

دوسرے لمحے کیپٹن شکیل کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہوگئیں جب اس نے عمران کا ہاتھ مادام کے بلاؤز کے اندر رینگتے ہوئے دیکھا۔

دوسرے لمحے عمران نے اپنا ہاتھ یوں کھینچ لیا جیسے اسے بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ مگر اب اس کے ہاتھ میں وہ لفافہ تھا جس میں سر سلطان کی تصویریں تھیں۔

"ارے ــــ تم دیکھ رہے تھے ــــ بے شرم کہیں کے، منہ دوسری طرف کر لینا تھا" ــــ عمران نے پھرتی سے لفافہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا ویسے اس کے چہرے پر شرماہٹ کے آثار ایسے آ رہے تھے جیسے کیپٹن شکیل اچانک عمران کی حجلہ عروسی میں گھس آیا ہو"

"مجھے کہنا تھا جناب ــــ میں لفافہ نکال دیتا ــــ آپ نے خواہ مخواہ تکلیف کی" ــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ــــ تم تو بالکل ہی ڈھیٹ ہو گئے ہو ــــ بلکہ بقول مارکس ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل سے تعلق رکھتے ہو" ــــ عمران نے کہا۔

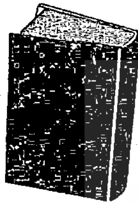
"میرا خیال ہے ــــ اب میں کوٹھی سے باہر موجود ساتھیوں کو اطلاع دے دوں کہ اب مزید مداخلت کی ضرورت نہیں" ــــ کیپٹن شکیل نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــــ تو پورا گینگ موجود ہے ــــ مگر تم یہاں پہنچے کیسے" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ایکسٹو نے بھیجا تھا ــــ یہاں کوٹھی میں چار افراد موجود تھے۔ اتفاق سے میرا داؤ چل گیا اور میں نے چاروں کو لمبا کر دیا" ــــ کیپٹن

شکیل نے کہا۔

"تمہارے اس ایکسٹو کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ اسے ہر بات کا بیٹھے بٹھائے کیسے علم ہو جاتا ہے ــــ اب دیکھو نا میں نے سوچا تھا کہ اس سے بالا ہی بالا کیس حل کر ڈالوں مگر وہ عین موقع پہ ٹپک پڑا" ــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔



دانش منزل کے میٹنگ ہال میں عمران سمیت سبھی ممبران موجود تھے۔ ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ جاری تھی کہ دیوار کے ساتھ لگا ہوا مائیک آن ہو گیا اور سب خاموش ہو گئے۔

"سب ممبران موجود ہیں" ــــ ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"یس باس" ــــ جولیا نے جواب دیا۔

"او کے ــــ میں نے تم لوگوں کو یہاں اس لئے اکٹھا کیا ہے۔ تاکہ اس کیس کے متعلق بتا سکوں ــــ بین الاقوامی مجرموں کی ایک تنظیم وی گینگ ہے جس کا ہمیشہ مشن ملکوں کا تختہ الٹنا ہے ــــ اس گینگ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بڑی خاموشی سے کام کرتی ہے اور صرف مخصوص سکیموں پر ہی عمل کر کے اپنا مشن کامیاب کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک

یہ گینگ کبھی پکڑا ہی نہ جا سکا اور پکڑا جائے بھی کیسے۔ اس کا پتہ ہی اس وقت چلتا ہے جب یہ اپنا کام مکمل کر کے جا چکے ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ گینگ ہمارے ملک میں آیا۔ اس کا مشن یہاں بھی موجودہ حکومت کا تختہ الٹنا تھا

ہمارے ملک میں انہوں نے طلبار کو آلہ کار بنانے کا پروگرام بنایا اور خاموشی سے کام شروع کر دیا ــــــ ان کا مشن تھا کہ چوٹی کے طالب علم لیڈروں کو آلہ کار بنا کر ملک میں حکومت کے خلاف طلبار تحریک شروع کی جائے اور پھر پولیس کی وردیوں میں اس کے آدمی طلبار کو ہلاک کر دیتے۔ اس طرح یہ تحریک جذباتی رنگ اختیار کر جاتی اور آخری موقع پر یہ گینگ مداخلت کر کے حکومت پر اپنے حامیوں کا قبضہ کرالیتی۔

اتفاق سے عمران تفریح کی تلاش میں یونیورسٹی جا نکلا اور وہاں اس نے داخلہ لے لیا۔ وہاں ان کی ایک ایجنٹ مس شوگی کام کر رہی تھی۔ مس شوگی کا پتہ چلا تو ایک طالب علم لیڈر راضی سامنے آگیا۔ اس گینگ کو عمران کی اصلیت کا علم ہو گیا تو انہوں نے شمشیر زنی کے مقابلہ میں ایک خوفناک زہر عمران کے جسم میں داخل کر دیا۔

بس یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ وہ بچ گیا۔ اتنے میں اس گینگ نے جعلی نام استعمال کر کے سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کو ایک کوٹھی میں جمع کر کے بے ہوش کر دیا۔ میں چونکہ تم سب کا خیال رکھتا ہوں۔ اس لئے مجھے علم ہو گیا اور میں وہاں پہنچ گیا۔ تم سب لوگ تو بچ گئے البتہ مجرم ہاتھ سے نکل گئے۔

اتنے میں عمران نے ٹھیک ہو کر کام شروع کر دیا۔ اور ایک شخص بار ٹیلے سامنے آیا۔ وہیں مس شوگی بھی نظروں میں آگئی اور مس شوگی کی وجہ سے تنظیم کا نمبر ٹو مارکس سامنے آگیا۔

عمران مارکس کے پیچھے لگ گیا اور مارکس اسے بے ہوش کر کے ہیڈ کوارٹر لے گیا۔ کیپٹن شکیل کے ذریعے مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے تم لوگوں کو وہاں بھیج دیا۔

مارکس تو وہاں مارا گیا البتہ گروہ کی سربراہ مادام وی ہتھے چڑھ گئی اور اس طرح پوری تنظیم سامنے آگئی اور اس طرح اس بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بلکہ ہمارا ملک بھی اپنی تاریخ کے ایک خوفناک اور بدترین بحران میں پھنسنے سے بچ گیا۔

یہ تھیں اس کیس کے بارے میں موٹی موٹی باتیں ــــــ اب کوئی سوال" ایکسٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" جناب ــــ اس لفافے میں کیا تھا جو عمران صاحب نے مادام وی کے بلاوز سے نکالا تھا" ــــ کیپٹن شکیل نے اچانک پوچھا۔

" لفافہ ــــ کیسا لفافہ" ــــ ایکسٹو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" وہ ..... جناب ــــ کوئی خاص بات نہ تھی ــــ میں نے مادام وی کو اپنی تصویر تحفے کے طور پر دی تھی جسے وہ سینے سے لگائے پھرتی تھی۔ میں نے سوچا ایسا نہ ہو کہ آپ کے ہاتھ میری تصویر آجائے اور آپ اس کا کہیں غلط استعمال نہ کریں ــــ اس لئے میں نے اسے نکال لیا" ــــ عمران نے سہمے سہمے لہجے میں کہا۔

" ہوں ــــ اس کا مطلب ہے ــــ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔ فوراً وہ لفافہ میرے حوالے کر دو" ــــ ایکسٹو کے لہجے میں کرختگی آگئی۔

" وہ ...... وہ ... جناب ــــ میرے فلیٹ میں موجود ہے ــــ تم .... میں پہنچا دوں گا" ــــ عمران کا لہجہ اور زیادہ سہما ہوا تھا۔ جبکہ باقی

ممبران کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔

"وہ لفافہ پہنچادو —— اور سنو —— آئندہ اگر مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کی تو ایسی سزا دوں گا کہ کچرے کے ڈھیر پر پڑے ساری عمر بھیک مانگتے رہو گے —— اوور اینڈ آل" —— ایکسٹو کے لہجے میں غراہٹ تھی اور عمران کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی ابھی یتیم ہو گیا ہو۔

"اچھا —— اب تم عورتوں کے بلاؤز میں بھی ہاتھ ڈالنے لگے ہو" —— مائیک آف ہوتے ہی جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے کہاں —— یہ اس کیپٹن کے بچے نے خواہ مخواہ جھوٹ بول دیا ہے —— بھلا تم ہی بتا دو میں نے کبھی تمہارے ...." عمران نے فقرہ مکمل کرنا چاہا۔

"تمہاری یہ جرأت" —— جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے اس کی چپل ہوا میں اڑتی ہوئی عمران کی طرف بڑھی۔

"ارے —— ارے —— میں تو کہہ رہا تھا کہ میں نے کبھی تمہیں ہاتھ لگایا ہے —— ضد کی بات دوسری ہے" —— عمران نے کہا اور پھر اتنی تیزی سے اٹھ کر بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا جیسے اس کے پیچھے بھوت لگ گئے ہوں۔ اور پورا کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد